مسلك صوفيه

اور

محفل سماع

مؤلف ۔ صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری

مسلک صوفیہ

اور

محفل سماع

مؤلف۔صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری

بحق مؤلف محفوظ

نام کتاب۔	مسلک صوفیہ اور محفل سماع
مؤلف۔	صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری
طابع۔	
صفحہ۔	
ہدیہ۔	اپنی بساط کے مطابق بارگاہ عشق میں نذر۔
سن اشاعت۔	
تعداد اشاعت۔	۱۰۰۰
کمپوزنگ۔	
ذوق طلب۔	ڈاکٹر انوارالحق اشرفی، شاہ فصاحت کا میدان، پٹنہ سیٹی جناب ماسٹر رفیع الدین صاحب، عمر گنج، بلیا، یوپی۔

ملنے کا پتہ۔

جناب سید صابر علی چشتی، ٹاٹا ہاؤس، متصل امام باڑہ، اجمیر شریف۔

جناب ڈاکٹر انوارالحق اشرفی، شاہ فصاحت کا میدان، پٹنہ سیٹی۔

جناب خیر البشر رحیمی، تبلیغیہ کتاب گھر، مہوا، ویشالی۔

خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ، شمبھوپٹی، ڈاکخانہ بواریا، ضلع ویشالی، بہار۔

فہرست مضامین

صفحہ

نگاہ اول

کتاب مسلک صوفیہ محفل سماع کی حقیقت اور اہمیت کے پیش نظر بزرگان دین کی معتبر کتابوں سے واقعات اصل نقل کر کے قوم ملت کی روحی غذا ایمانی کے لئے پیش کی جارہی ہے تا کہ بندۂ حق جدید فتنوں سے آزاد ہو کر اپنے ایمان کی حفاظت اولیا کاملین کی راہ چل کر روشن ضمیری حاصل کر سکیں اور آنے والی نسل کو لادینیت کی دلدل سے نکال کر معرفت خداوندی سے سرسار کر سکیں۔ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو کتب خانے تھے اور نہ کوئی دارالعلوم تھے۔ بلکہ جس مسلمانوں کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جو دیکھا جو سنا اسی پر مکمل عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی گذارتے رہے۔ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ سالہ زندگی کی آخری وقت میں فرمایا کاغذ اور قلم لے کر آؤ، میں تمہیں ایمان کی حقیقت اور حفاظت لکھا دوں تا کہ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہوگی۔ اور ایک دوسرے کی گردن مارنے سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ مگر افسوس وہ قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قلم بند نہ ہو سکی۔ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہوگی۔ یہ بات ایمان کی ہے اور ہر آدمی کا ایمان ظاہر نہیں پوشیدہ ہے اور غیب داں نبی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مارنے سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہ بات آج ساڑھے چودہ سو سال بعد بھی صادق ہے کہ مسلمان ہی مسلمان کی گردن مار رہا ہے۔ آج آپ اپنی سر کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں مسلمان ہی مسجد کو شہید کر رہا ہے۔ اس طرح کا شدت پسند ملا ہر دور میں تھا اور ہے۔ جن غازیوں کو جمعہ کے دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقوں کو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں ابن فلاں کہکر ہزاروں صحابیوں کے درمیان سے نکالا تھا۔ وہی منافق اپنی حکمت عملی سے اپنے باپ اور اپنا نام کو تواریخ کے پنوں سے نکال کر صرف فلاں ابن فلاں چھوڑ دیا۔ آج تک تواریخ قاصر ہے کہ فلاں ابن فلاں ہے کون جس کا

اہل قلم آج تک پتہ نہ لگا سکے کہ وہ منافق کون ہے۔افسوس صد افسوس کہ وہ منافق کون ہے جس کو سرکار دو جہاں نے مسجد نبوی سے نکالا تھا۔اسلامی تواریخ سے واضح دلیل ملتی ہے کہ خلافت راشدہ کا دور صرف تیس سال رہا۔اس کے بعد خلافت ملوکیت قائم ہوئی۔خلافت راشدہ میں مذہب اسلام کا نظام کیا تھا،اور خلافت ملوکیت میں کیا تبدیلیاں ہوئی۔ ہر مذہبی تواریخ داں باخبر ہیں۔اس کے باوجود حق اور باطل کا فیصلہ ابھی تک نہ ہونے کی وجہ کرامت محمدی فرقوں میں بٹ گئی۔مگر تمام ۷۳ فرقوں میں ایک فریق جنتی ہے یہ تو تسلیم کرنا ہی ہوگا۔فرقہ بندی قتل قتال ہمارا مقدر بن چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کے قیام کے لئے مسجد نبوی کے سامنے ایک شاندار چبوترا کی تعمیر اپنے دست اقدس سے کی تھی جس کی ۳۰ فٹ چوڑائی اور ۲۵ فٹ لمبائی ہے اور آج بھی مسجد بنوی اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے روضئے اقدس کے سامنے ہے جس پہ ہمہ وقت اصحاب صفہ جلوہ فگن رہتے تھے۔اور سرکار دو جہاں کی نوری تعلیمات سے قلب کو منور و مجلی سے آراستہ کرتے تھے۔یہی نوری تعلیمات سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہوا پوری دنیا میں صوفیئہ کاملین اور اولیاء عاملین سے دنیا انسانیت فیض پاتی رہی اور پاتی رہیگی۔صوفیاء کرام کی مقدس بارگاہ میں ذکر اور فکر کی محفل قائم ہوتی رہی۔مگر روح کی تسکین اور منزل ارتقا ایک دم میں حاصل کرنے کے لئے محفل سماع بارہا منعقد ہوتا رہا۔سرزمین ھند پہ بہت سے اولیاء اللہ و بیرون ملک سے تشریف لائے اور کچھ حضرات سرزمین ھند پہ پیدا ہوئے ان اولیاء اور صوفیہ کے قدم ناز کی برکتیں تھیں کہ اسلامی فیض کا چشمہ ہر چہار جانب رواں دواں ہوا۔اور سرزمین ھند وحدت کے گل دستوں کا چمن بن گیا اور یہاں کی سرزمین ہوئے وحدت سے معطر ہوئی۔طبقات صوفیہ کی مقدس جماعت کی صحبت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے یہاں تفریق نام کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ہاں نام نہاد صوفیوں کے یہاں یہ بات پائی جاتی ہے

اوران کے یہاں تکفیر کا مسئلہ بھی عام ہے۔صوفیہ کرام نے ہر دور میں حاجت مندوں اور درد مندوں کو اپنے سینے سے لگا کر ایمان کی لازوال دولت اور زندگی کی حرارت وروحی لذات سے تسکین قلب عطا کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اور آج بھی عزت کی نگاہ سے دنیا دیکھتی ہے جب کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا حال آپ کے سامنے ہے۔محفل سماع ب المز امیر بزرگوں کی روحی غذا ہے۔حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر فرماتے ہیں جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک سے لیکر سو چلے کر ڈالتے ہیں مگر مقصد عظیم میں کامیابی نہیں ملتی ہوتو محفل سماع میں اعتقاد کے ساتھ بیٹھ جائے اور ایک بار وجد کی کیفیت نمود ہوگی کہ منزل مقصود حاصل ہو جائیگی حضرت مخدوم پاک حرمت سماع کے منکروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ منکران سماع کے سوسوالوں کے جواب میں میرا صرف ایک جواب یہ ہے ک میرے پیر کی سنت ہے۔اس لئے سماع ب المز امیر سنتا ہوں۔

فقط خاک پاء اشرف الاولیاء

صوفی سعید مظہر اشرفی چشتی صابری غفرلہٗ

مکان شمبھوپٹی، پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی بہار۔

سماع و مزامیر

سماع سے صوفیوں کو وجدان معانی کے فہم سے پیدا ہوتا ہے۔ جو مختلف آوازوں سے مقصود ہیں۔ اور اس میں تین گروہ ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو دنیا کا تارک ہے اور عقبیٰ کا طالب۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو دنیا کا طالب اور عقبیٰ کا تارک اور تیسری جماعت وہ ہے جو مولیٰ کا طالب اور دنیا و عقبیٰ دونوں کا تارک ہے۔ اس گمراہ کے قلوب میں نقطہ غیر کی گنجائش نہیں ہے وہ محبوب کے کوچہ میں مقیم رہتے ہیں اور جب تازیانے یا کسی اور نغمہ کی آواز سنتے ہیں تو وطن اعلیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ اور انوار الٰہی کا عکس ان کے دلوں میں چمکنے لگتا ہے وہ جوش وخروش سے بیہوش ہو کر ہاتھ پاؤں پھنکتے ہیں۔ یعنی کائنات کو راہ حق میں نثار کرتے ہیں۔ اور موجودات کا نقد ہاتھ سے پھینک دیا ان کی نظر میں ملک دنیا مردار ہے اس کو کتوں کے ساتھ پھینکا اور جبئہ دستار و علم فل فال پانی میں بہا دیا طالب و مال و جمال میں دنیا پر انکی نظر نہیں وہ وجد میں زمین پر پاؤں مارتے ہیں تو غیر کو پامال کرتے ہیں۔ باوجود مولیٰ کے غیر کی جگہ کہاں۔ یہ دولت سرمدی اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو دونوں جہاں سے تعلق قطع کرلے۔

دوسرا گروہ۔ وہ اہل ظاہر کا ہے۔ جن کا باطن صاف نہیں ہوا اور درجئہ کمال کو نہیں پہنچے ہیں۔ کبھی حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کبھی دنیا کی طرف میل کرتے ہیں۔ ان کا نفس لوامہ ہے۔ دنیاوی تعلقات کی وجہ سے وہ حسن وزلف وخال وغیرہ کو عورتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو طرب ولہو ہے اور یہ افعال بہ اتفاق حرام ہیں۔ اگر انکی توجہ عالم علوی اور قطع علائق کی طرف ہو تو حور و قصور در دیت سبحانی کی طرف نسبت کریں۔ اور یہ صفات باتفاق حلال ہیں اسی واسطے مشہور ہے کہ سماع اہل کیلئے مباح ہے اور غیر کے لئے حرام۔ تیسرا طبقہ عوام کا ہے جس کا میل ناپاک دنیا پر اور نظر نفس نا ہنجار پر ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ سنتے ہیں اس کو دنیاوی خطوط کی طرف لے جاتے ہیں۔ جو مسئلہ مختلف

فیہ ہو اس کے حلت و حرمت کا دلیرانہ حکم نہ دینا چاہئے۔

مسئلہ سماع کو نہ متعلقاً حرام کہہ سکتے ہیں۔ نہ کسی قید کے بغیر حلال۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ "سماع چیست و سمع کیست" سماع کو نہ حرام کہہ سکتے ہیں نہ حلال۔ سماع ایک امر مخفی اور نور ظاہر اور راز بلند ہے اور سوائے اہل تحقیق کے جن کا علم راسخ ہو اور باخدا عارف ہوں کوئی اس رمز پر افلاح نہیں پا سکتا جو اس نعمت سے محروم ہیں وہ اہل سماع سے انکار کرتے ہیں۔ بعضے ان کو فاسق کہتے ہیں، بعضے کافر ایک جماعت بدعتی کہتی ہے لیکن صحیح قول اس باب میں یہ ہے کہ سماع فی نفسہٖ مباح ہے کیونکہ وہ ایک آواز پاکیزہ اور موزوں ہے جس کے معنی سمجھے جاتے ہیں اور جو قلوب کو حکمت الٰہی سے سرسار کردے وہ حرام نہیں ہے۔

حرام وہ ہے جس کا ترک دلیل قطعی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شک نہ ہو۔ لیکن یہاں اس میں سے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

اب گوش جوش سے جواز سماع کے دلائل سنو۔ پہلے حسب ذیل آیات پر غور کریں۔

(۱) مزید فی الخلق مایشاء یعنی زیادہ کرتا ہے جو پیدائش میں جو چاہتا ہے اور وہ آواز خوش ہے۔ بعض کی قرأت میں لفظ خلق نہیں بلکہ حلق ہے جائے مہملہ سے۔

(۲) یستمعون القولی فیتبعون احسانہ اولئک الذین ھدا ھم اللہ والئک ھم اولوالباب ۔یعنی جو لوگ سنتے ہیں قول کو پس تابع ہوتے ہیں اس کے بہترین وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو راہ دکھائی حق تعالیٰ نے اور وہ لوگ صاحبان عقل ہیں۔ اس آیت میں لفظ "قول" عام کا تقاضا کرتی ہے و قرآن ہو یا حدیث یا صالحین کا احوال یا اشعار و غناو غیرہ میں ایسی ہی تفریح ہے۔

اللہ تعالی تعریف کرتا ہے اس شخص کی جو قول کا سننے والا ہے اور اس کے بہترین کا تابع ہے لازم آیا کہ جو شخص قول غنا نہیں سنتا حالانکہ اس میں حکمت باواز خش شامل ہے اور اعتقاد کرتا ہے کہ غنا حرام ہے۔ یا لعب و بازی ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ غنا مثل زنا و لواطت کے حرام ہے پس حق تعالی نے اس کو ہدایت نہیں دی ہے اور جسے ہدایت نہ ہو وہ گمراہ ہے۔ صحیح نہیں کہ غنا صرف آواز سے ہوتی ہے بلکہ غنا آواز اور دف دونوں سے ثابت ہے کیونکہ احادیث بخاری مسلم او مسند امام احمد سے جشیوں کا حضور نبی علیہ السلام کے سامنے دف بجا کر گانا اور حضور کا ان کے رقص کے وقت موجود رہنا ثابت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعلیٰ ان کی مدح کی جو قول احسن کا اتباع کرتے ہیں۔

(۳) احل لکم الطیبات۔ یعنی حلال کی گئیں تمہارے واسطے پاکیزہ چیزیں اور سماع پاکیزہ ترین چیز ہے کیونکہ اس سے دل و روح دونوں خوش ہوتے ہیں۔

(۴) وجعل لکم ال اسمع واعلی ابصارواعلی نندۃ قلیلا ماتشکرون۔ یعنی بنائی تمہارے واسطے سنوائی و بینائی وقلوب۔ تھوڑے لوگ شکر کرتے ہیں حق تعلیٰ آسان کرتا ہے بندوں پر سماع پر وہ شامل ہے تمام سموعات پر سوائے اس چیز کے جو فسق وفساد کی طرف بلاتی ہو۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اباحت سماع پر جو احادیث وارد ہیں وہ قرأت قرآن کے لئے مخصوص ہیں تو لازم آتا ہے کہ بلبل کی آواز سننا حرام ہو، کیونکہ وہ قرآن نہیں جب اس آواز کا سننا جائز ہے جس کے معنی نہیں معلوم ہیں۔ تو اس آواز کو سننا جائز ہے جس میں حکمت ہو اور صحیح معنی معلوم ہوں۔

(۵) بعض لوگ سماع کی حرمت اس آیت سے ثابت کرتے ہیں۔ ومن الناس من مشتری لھو الحدیث لیضل من سبیل اللہ بغیر علم و تیخذ ماھزو اولنک لھم عذاب مھین۔ لیکن یہ انکار از راہ انصاف نہیں، کیونکہ تفسیروں

میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں ہے جو گانے والی لونڈیاں خرید نے تھے اور ان کی گیت سنانے کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے۔ تاکہ سخن حق سے باز رہیں۔ لہواس باطل کو کہتے ہیں جو نیک کام اور اچھی باتوں سے روکے، دین ودنیا کے امور سے غفلت کا باعث ہو۔ جیسے قصہ کہانیاں یا سرود ومزامیر وغیرہ لیکن لغویات کی وجہ سے جو باتفاقات حرام ہیں سماع سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ہے جو شاہان کے قصے خرید کرتا اور کہتا تھا کہ محمد علیہ السلام عاد ثمود کے قصے بیان کرتے ہیں اور میں تم کو بادشاہان فارس کا حال سناتا ہوں۔ تو لوگ اس کی باتوں کی طرف مائل ہو جاتے تھے۔ اور قرآن سننا ترک کر دیتے تھے۔

"اباحت سماع کے لئے حسب ذیل احادیث ہیں"

(۱) اول یہ بخاری شریف، مسلم شریف میں ربیع بنت مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نبی علیہ السلام آئے اور فرش پر بیٹھے۔ میرے پاس دو لڑکیاں تھیں جو دف بجا رہیں تھیں اور بدر کے بعض مقتولین پر نوحہ کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک پیغمبر ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ پس نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہتی تھی۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دف اور غنا کی آواز سنی اور ایسی لڑکیوں سے شعر سنے جو بڑی ہو جائیں تو بغیر حاجب کے بے پردہ ان کی آواز سننا حرام تھا۔ نبی علیہ السلام نے لڑکیوں کا گانا سنا مردوں سے غنا و دف بطریق اولی جائز ہے۔ نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ وہی چیز کہو جو پہلے کہتی تھی۔ اور یہ محمول کیا جا سکتا ہے۔ وجوب پر بس اباحت سے کسی طرح خالی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کہنے کا حکم دیا اور حضور اسے سنتے رہے تو اس کا ذکر واجب ہوا اباحت میں کچھ کلام ہی نہیں ہو سکتا۔

بخاری شریف اور مسلم شریف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر پر ابو بکرؓ آئے جب کہ ان کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بر دآیت دیگر غنا کر رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ سلم فرش پر پہلو رکھے اور اپنا روئے مبارک کپڑے سے چھپائے ہوئے تھے۔ اسی وقت حضرت ابو بکرؓ آئے انہوں نے لڑکیوں کو جھڑکا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ سلم نے منہ کھول دیا اور حضرت ابو بکر سے کہا ان کو نہ ٹو کو آج عید کا دن ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں ہے کہ عید کے دن حبشی سپر اور نیزوں سے بازی کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تماشہ خود دیکھا اور حضرت عائشہ کو دیکھنے دیا۔

(۳) مسند احمد بن حنبل ہے کہ حبشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ محمد ﷺ بندۂ صالح ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ حضور نے عائشہ سے پوچھا کیا تم رقص حبشہ دیکھنا چاہتی ہو۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ غنا دف ورقص حرام نہیں ہیں بلکہ جائز ہیں۔

(الف) شرح بزوری میں ہے کہ جس سماع کی بابت ہمارے علماء کی اختلاف ہے ولہو بازی ہے جس میں فاسق شراب نوش اور تارکان نماز جمع ہوں لیکن گانا سننے والا اگر صالح ہے نماز کا پابند ہے قرآن پڑھتا ہے، ورد ترک نہیں کرتا ہے تو اس کے لئے حلال ہے۔ یہی حال رقص وتواجد کا ہے کیونکہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

(ب) منافع میں لکھا ہے کہ اپنی بیوی اور لونڈی سے گانا سننا جائز ہے۔

(ت) فتاوائے غناہیہ میں ہے کہ امام ابو یوسف سے غنا کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے کہا جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک میں ایسا ہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جو روایات امام اعظم سے حرمت

سماع کی منقول ہیں اس سے مراد آلات لہو ہیں۔ جو غنا آلات لہو کے ساتھ ہو وہ نا جائز ہے۔ اور جس کے ساتھ آلات لہو نہ ہوں جائز ہے اگر سماع کو علی العموم حرام کہا جائے تو احادیث صحیحہ کا انکار لازم آتا ہے۔

(ج) ابو طالب مکی نے لکھا ہے کہ سلف سے اباحت سماع ثابت ہے۔

(د) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے سماع کا علی العموم انکار کیا تو اس نے بعض تابعین واولیاء سے انکار کیا۔

(ذ) ابن مجاہد رحمتہ اللہ علیہ وہ دعوت قبول نہیں کرتے تھے جس میں سماع نہ ہو۔ فقہا کا اجماع ہے کہ جس سماع میں فسق ولہو نہ ہو مباح ہے۔ پس متعلقاً سماع کو حرام کہنا گناہ ہے۔

(ر) ابو طالب مکی نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ اہل مدینہ سماع سنتے تھے ابو مروان قاضی کے پاس لونڈیاں تھیں جن کا گانا وہ سنا کرتے تھے۔ عطا کے پاس بھی لونڈیاں تھیں جو گاتی تھیں۔ اوران کے بھائی سنتے تھے۔

(ز) حضرت جنید بغدادی وسری سقطی وذوالنون نے بھی گانا سنا ہے۔ عبداللہ بن جعفر طیار گانا سنتے تھے۔ شیخ الشیوخ نے عوارت میں ذکر کیا ہے کہ یہ قول صحیح ہے اسی طرح سے جو شعر نیک ہو اور اس سے نصیحت وحکمت حاصل ہوئی ہو یا خدا اور رسول کا ذکر ہو، اس کا سننا حلال ہے اور اس میں ہجو اور فسق وغیرہ ہو اس کا سننا جائز نہیں، بعض مشائخ کا قول ہے کہ عابدوں اور پرہیز گاروں کے لئے سماع مستحب ہے اور اہل نفوس وخطوط کے لئے مکروہ ہے۔ دستور القضات میں لکھا ہے کہ سماع ان آدمیوں پر حرام ہے جن کو خواہشات نفسانی کا غلبہ ہو اور مکروہ اس شخص کے لئے ہے جو سوائے آواز خوش کے کوئی لذت حاصل نہیں کرتا اور اکثر اوقات سر سبیل لہو سنتا ہو لیکن جس شخص پر حق تعالےٰ کی محبت غالب ہو اس کے لئے سماع مستحب ہے۔

(س) سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔ اول حلال اس شخص کے لئے

ہے جس کا تمام میل جانب حق ہو اور مجاز کی طرف مائل نہ ہو۔

(۲) دوسری قسم مباح ہے۔ اس شخص کے لئے جس کا میل جانب حق زیادہ ہو اور جانب مجاز کم ہو۔

(۳) تیسری قسم مکروہ ہے اس شخص کے لئے جو مجاز کی طرف بالکل مائل ہو اور حق سے کچھ واسطہ نہ رکھتا ہو۔

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ قرأت قرآن سے وہ ذوق وشوق کیوں نہیں پیدا ہوتا جو آواز خوش امر مزامیر ہوتا ہے اس کا جواب یہ کہ قرآن ایک صدمہ ہے یہ سبب شدت غفلت کے اس کی قرأت سے قلب متحرک نہیں ہوتا۔ لیکن غنا راحت ہے۔ اس سے وجد پیدا ہوتا ہے اگر چہ صاحب دل کو قرآن سے وجد ہو سکتا ہے اور قرآن غنا سے افضل ہے لیکن اس کی سب آئیتیں ہر شخص کے مناسب حال نہیں ہوتی ہیں۔ مثلاً احکام طلاق ومیراث وغیرہ۔ لیکن شعراء واحوال دل کے اظہار کے لئے اشعار نظم کرتے ہیں۔ اور ان کا حال سمجھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی لہٰذا قلب پر جلد اثر ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے مختلف طریقوں کے الحان سے شعر موزوں کی تاثیر مختلف ہو جاتی ہے ۔نغمہ کے لئے الفاظ میں مد وقصر کا اختیار نہیں جس طرح سے نازل ہوا ہے۔ اس کے خلاف پڑھنا حرام ہے اور ہر شخص کی طبیعت وحال کے موافق قرآن کی آئیتیں گھٹائی بڑھائی نہیں جاسکتی۔ ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ قرآن حق تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے اور غیر مخلوق ہے۔ کسی مخلوق کی یہ طاقت میں ہے کہ غیر مخلوق کی برداشت کر سکے اگر اسکے معنی کا ایک ذرہ بھی دل پر ظاہر ہو تو متحیر اور دہشت زدہ ہو کر شق ہو جائے۔ برخلاف اس کے الحان لطیف طبائع کے مناسب ہیں اور وہ نسبت خطوط ہے نہ کہ نسبت حقوق حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ تیس برس تک دنیا کی سیر کرتے رہے اور اکابر روزگار سے نعمتیں حاصل کیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بزرگ ایسے نہ تھے۔ جو صاحب سماع نہ ہوں۔

تذکرۃ الاولیا اور طبقات اولیا میں جن بزرگوں کو تذکرہ ہے ان میں سے اکثر سماع سنتے

تھے۔ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ حضرت قاضی حمید اللہ ناگوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ سے سماع ثابت ہے اور روایات صحیحہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان سب نے تواجد اور رقص کیا ہے پس جو شخص سماع کو حرام کہے تو اس نے سب بزرگوں کو حرام کا مرتکب قرار دیا۔

عوارف میں ہے کہ منکر سماع یا تو جاہل ہے کہ اس کو حدیث و آثار کی خبر نہیں ہے یا مغرور ہے اپنے نیک اعمال پر یا جامد الطبع ہے کہ اس کے دل میں محبت کا لگاؤ نہیں۔ جواز رقص کی دلیل یہ ہے کہ (۱) رسول اللہ ﷺ نے تین صحابہ کی مدح کی تو ان تینوں نے رقص کیا۔

(۲) حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا وانت اخونا و مولانا۔ انہوں نے رقص کیا۔

(۳) حضرت مولا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا، انت بمنزلہ ھارون بن موسیٰ۔ انہوں نے بھی رقص کیا۔ انت اشبھت خلقی وخلق۔ انہوں نے بھی رقص کیا۔

حضور ﷺ نے حضرت جعفر طیار سے فرمایا۔ نماز روزہ عبادت بدنی ہے اور سماع لطائف قلبی اور وارادات غیبی سے ہے۔ صوفی کو ایک شعر سنکر وحالت پیدا ہوتی ہے جو عابدوں کی تمام عبادت بدنی پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک جذبہ حق تمام اعمال سے زیادہ وزن ہے۔ لیکن جو ناسر المزاج ہو اس کا کوئی علاج نہیں۔ نابینا حسن جمال خوبیاں سے کیا ذوق حاصل کرسکتا ہے۔ عارف کے سماع سے جو فیض پہنچتا ہے وہ سو چلوں سے بھی نہیں مل سکتا۔ بہت سے مشائخ اور اکابر نے حالت سماع میں جان دی ہے۔ مثلاً خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے اس شعر پر اپنی جان حق کے سپرد کردی۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانے دیگر است

طبقات الصوفیہ میں ہے کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ وخزار نوری و دراج سماع میں بے ہوش ہوتے ہیں۔ان میں سے تین زندہ رہے اور باقی اسی وقت ختم ہو گئے۔اس کے علاوہ بہت مشائخ سماع وقرآن یا اشعار سے بیہوش ہوئے ہیں۔

حضرت ذرارہ قاضی بصرہ محراب میں قرآن پڑھ رہے تھے۔کسی نے کہا فاذ النقر فی الناقور انہوں نے ایک چیخ ماری گرے اور مر گئے۔صاحب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں میں نے آذربائجان کی پہاڑوں میں ایک درویش کو دیکھا جو چند اشعار پڑھتے پڑھتے گرا اور مر گیا۔

حضرت شیخ ابوبکر حرمی کا بیان ہے کہ میں مکہ میں مہمان تھا۔میرے میزبان کی لونڈی ایک مصرع پڑھی،ایک درویش موجود تھا،کھڑا ہو گیا کچھ چلا اور زمین پر گرا اور مر گیا۔اسی طرح بہت سے درویشوں نے اشعار اور الحان کے اثر سے بیتاب ہو کر اپنی جان دی ہے۔شیخ الاسلام کہتے تھے کہ شہر ابلہ میں جو بصرہ اور کوفہ کے درمیان ہے،ایک صوفی کسی محل کے پاس کھڑا تھا اور مالک مکان کی لونڈی کچھ گا رہی تھی،درویش کو وہ شعر پسند آیا،اور آواز دی کے اے کنیزک تجھ کو خدا کی قسم اپنے آقا کی زندگی کی قسم جو تو نے ابھی کہا تھا پھر کہہ۔کنیزک نے پھر اسی شعر کی تکرار شروع کی۔مالک نے ٹوکا تو لونڈی نے جواب دیا کہ درویش کو یہ شعر پسند آیا ہے میں اس کی خاطر تکرار کر رہی ہوں۔مالک نے مہنہ پھیر کر دیکھا کہ درویش کی حالت عجیب ہے۔زمین پر پاؤں پٹک رہا ہے آخر اس درویش نے ایک آواز بلند کی اور دنیا سے رخصت ہوا۔

یہ معاملہ دیکھ کر خواجہ کے حال میں تغیر ہوا،لونڈی کو آزاد کیا اور درویش کی تدفین کی اس کے

بعد جو مال ومتاع اس کے پاس تھا درویشوں پر وقف کر کے اپنے کپڑے بھی اتار ڈالے، اور گدڑی پہن کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ پھر کسی کو خبر نہ ملی کہ انجام کیا ہوا۔

حضرت ابو بکر سوسی ایک شب سماع کے طلب گار تھے۔ اور کوئی قوال موجود نہ تھا۔ اتفاقاً ایک شرابی مطرب کا پتہ چلا وہ بلایا گیا۔ اور اس کے گانے سے شیخ کی طبیعت خوش ہوئی۔ سماع ختم ہوا تو مطرب پر نشہ غالب ہو گیا۔ اور شیخ کے سجادہ پر قے کر دی۔ شیخ نے مطرب سے کچھ نہ کہا اور اسی سجادہ میں مطرب کو لپیٹ کر سلا دیا۔ جب دن ہوا اور مطرب کو ہوش آیا۔ تو اس نے اپنے افعال سے توبہ کی اور گدڑی پہن کر شیخ کا مرید ہو گیا۔ اور سلوک میں اس طرح ترقی کی کہ جب شیخ دنیا سے رخصت ہوئے تو وہی مطرب ان کا جانشیں بنایا گیا۔

(ا) احیاء العلوم میں ہے کہ بعض صحابہ اور تابعین سماع سے بیہوش یا گریاں ہوئے ہیں۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو یہ پڑھتے سنا ان عذاب ربک لواقع ماله من دافع بس ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے۔ لوگ اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ اور وہاں کئی مہینے بیمار رہے۔

(ج) حضرت علی بن فضیل نے ایک قاری کو پڑھتے سنا۔ یوم یقوم الناس رب العالمین۔ پس گرے اور بیہوش ہو گئے۔

(د) حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص کلام مجید کی ایک آیت سن کر بیہوش ہو گیا۔ تو آپ نے ہدایت کی کہ پھر وہی آیت پڑھو۔ تو وہ ہوش میں آجائے گا ان کے حکم کی تعمیل کی گئی تو وہ ہوشیار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام کی نابینائی ایک مخلوق کے سبب سے تھی۔ پس مخلوق ہی کے باعث وہ بعد کو بینا ہوئے۔

(ذ) سید الطائفہ کے پاس گانے والی کنیز تھی جس کو بہت مال دیکر عجم کے شہر میں خرید کیا تھا۔ اور اس کی خریداری کے لئے پانچ سو کوس کی مسافت طے کر کے گئے تھے۔

قصہ تحفہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کو ایک رات قلق اضطراب سے نیند نہیں آئی۔ اور نماز تہجد نہ پڑھ سکے۔ نماز صبح کے بعد مکان سے نکلے اور جس جس مقام پر اضطراب ہونے کی امید تھی گئے لیکن تسکین خاطر نہ ہوئی۔ ایک بیمارستان میں پہنچے تو دل کھل گیا۔ اور قلق جاتا رہا۔ وہاں ایک کنیزک کو دیکھا جو بہت خوبصورت تھی اور لباس فاخرہ پہنے ہوئی تھی۔ لیکن اس کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے بند تھے۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ کر رونے لگی، اور چند شعر پڑھی۔ آپ نے شفاخانہ کے مالک سے اس کنیزک کا حال پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ یہ لونڈی دیوانی ہوگئی ہے اور اس کے خواجہ نے بہ امید اصلاح قید کرادیا ہے یہ گفتگو سن کر اس کنیزک نے چند عربی اشعار پڑھی۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اے گروہ مرد ماں میں مجنوں نہیں ہوں۔ میں مست ہوں اور میرا دل ہوشیار ہے تم نے میرے ہاتھ باندھے ہیں حالانکہ میں نے سوائے محبت کے کوئی گناہ نہیں کیا۔ میں اپنے معشوق کی الفت میں گرفتار ہوں۔ اور اس کے دروازہ سے اٹھنا نہیں چاہتی۔ پس تم میرے لئے جو اصلاح سمجھتے ہو وہ فساد ہے اور جو برائی سمجھتے ہو وہ نیکی ہے۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اشعار سن کر میرا دل جلا اور میں رونے لگا مجھکو روتا دیکھ کہ وہ بولی کہ اے سری یہ گریہ تو اس کی صفت پر ہے۔ اگر اس کو دیکھو جو دیکھنے کا حق ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں یہ سن کر بیخود ہوگیا۔ اور کہا اے کنیزک اس نے جواب دیا۔ ''لبیک یا سری'' میں نے کہا تو نے مجھے کیسے پہچانا۔ وہ بولی کہ میرا دوست وہ ہے جس نے مجھے نعمتیں دی ہیں۔ جو سب دلوں کے قریب ہے اور سب سائلوں کی التجا قبول کرتا ہے۔ میں نے کہا تجھ کو کس نے قید کرایا ہے۔ تو بولی حاسدوں نے باہم یاری کر کے مجھ کو قید کرایا۔ اس کے بعد ایک چیخ ماری اور گر

پڑی۔ میں سمجھا کہ اس کی زندگی پوری ہوگئی۔لیکن ایک ساعت کے بعد وہ ہوش میں آئی ،اور چند اشعار مناسب حال پڑھی، میں نے صاحب بیمارستان سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو میری خاطر سے اس نے رہا کردیا تب میں نے لونڈی سے کہا کہ تیرا جہاں جی چاہے چلی جا۔ وہ بولی کہ اے سری میں کہاں جاؤں ، جو میرے دل کا حبیب ہے اس نے مجھے ایک بندہ کا مملوک بنایا ہے میرا مالک راضی ہوتو میں کہیں جا سکتی ہوں۔ ورنہ صبر کروں گی ۔ میں نے کہا واللہ یہ کنیزک مجھ سے زیادہ عقلمند ہے ناگاہ اس کا خواجہ وہاں آ گیا مجھکو سلام کیا اور میری بہت تعظیم کی ۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کنیزک مجھ سے زیادہ تعظیم کی مستحق ہے۔تم نے اس کو کیوں قید کیا۔اس نے کہا یہ مجنوں ہوگئی ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے نہ سوتی ہے، نہ ہم لوگوں کو سونے دیتی ہے، یہ میری تمام پونجی ہے میں نے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کیا ہے اور امید تھی کہ اس سے بہت نفع ہوگا۔ کیونکہ مطربہ ہے۔مگر ایک سال کا عرصہ ہوا یہ عود بجا کر گارہی تھی ۔ گاتے گاتے اس نے عود توڑ ڈالا اور رونے لگی ۔اس وقت سے برابر جنوں کے عالم میں ہے۔ یہ قصہ سن کر میں نے کنیزک کے خواجہ سے کہا کہ اس لونڈی کو آزاد کرو ،اس کی قیمت میرے ذمہ ہے اس نے کہا تم مرد درویش ہو۔اس کی قیمت کیوں ادا کرو گے۔ میں نے کہا عجلت نہ کرو میں ادا کروں گا۔اور میں وہاں سے روتا ہوا چلا آیا۔خدا کی قسم میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا۔تمام رات پریشان رہا اور خدا کے سامنے عاجزی کرتا تھا کہ پروردگار میرا ظاہر و باطن سب آپ کو معلوم ہے۔آپ کے فضل پر بھروسہ کر کے زبان دی ہے مجھکو رسوا نہ کیجئے ۔ ناگاہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کھول کر دیکھا ۔کہ ایک مرد چار غلام کے ساتھ لئے ہوئے آیا ہے ۔ اس نے کہا میں احمد بن مثنٰی ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہاتف کہتا ہے کہ پانچ توڑے اٹھا کر سری سقطی کے پاس لے جا تا کہ وہ تحفہ خرید کرے کیونکہ اس کے حال پر ہماری عنایت

ہے۔ یہ سن کر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور صبح ہوتے ہی شفاخانہ آیا۔ مجھکو دیکھتے ہی شفاخانہ کے مالک نے کہا آپ خوب آئے رات کے مجھے ہاتف نے آواز دی کہ حق کے نزدیک تحفہ کی بڑی عزت ہے۔ جب کنیز نے ہم لوگوں کو دیکھا تو آنسو بھر لائی۔ اور خدا سے مناجات کرنے لگی۔ آپ نے مجھے خلق میں مشہور کرادیا۔ اتنے میں تحفہ کا مالک روتا ہوا آیا میں نے اس سے کہا کہ تو مت رو۔ میں اس لونڈی کی قیمت مع پانچ ہزار منافع کے لایا ہوں۔ اس نے کہا واللہ قبول نہیں۔ میں نے کہا دس ہزار منافع کے دیتا ہوں۔ اس نے کہا واللہ اگر تمام دنیا بھی دو تو بھی قبول نہ کروں گا۔ مگر وہ خالصاً اللہ آزاد ہے۔ میں نے کہا یہ قصہ کیا ہے تو وہ بولا کہ مجھکو رات تنبیہ کی گئی ہے اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال چھوڑا، اور خدا کی طرف آیا۔ تب میں نے ابن مثنٰی کی طرف رخ کرتے دیکھا کہ وہ بھی رو رہے ہیں، میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کے خداوند تعالیٰ گویا مجھ سے راضی نہیں ہے۔ جو میری نذر قبول نہیں ہوسکی۔ آپ گواہ رہیئے کہ میں اپنا سب مال خالصاً اللہ صدقہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ تحفہ کیسی بابرکت ہے جس سے اتنے آدمیوں کا تغیر احوال ہوا۔ اس کے بعد تحفہ کھڑی ہوئی۔ اپنے کپڑے اُتارے اور گدڑی پہن کر روتی ہوئی باہر نکلی میں نے کہا کہ خدا نے تجھ کو رہائی دی۔ اب کیوں روتی ہے "بولی" میں اس سے اسی کی طرف بھاگتی ہوں۔ ہم باہر نکلے تو تحفہ نظر نہ آئی۔ اور شہر میں کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد ابن مثنٰی اور مالک کنیز کر زیارت کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں ابن مثنٰی کا انتقال ہوگیا۔ میں اور تحفہ کا مالک مکہ پہنچے۔ جب ہم طواف کر رہے تھے تو ایک دردناک آواز سنی۔ جس سے میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ میں آواز کے قریب گیا۔ اس نے کہا "اے سری" میں نے کہا لبیک تو کون ہے۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ "جواب دیا" لا الہ الا اللہ تب میں نے پہچانا کہ تحفہ ہے۔ وہ لاغری میں مثل خیال کے ہو

گئی تھی ۔ میں نے کہا اے تحفہ خلق سے تنہائی اختیار کرکے تو نے کیا فائدہ پایا۔ اس نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو اپنا قرب عنایت کیا اور اپنے غیر سے وحشت عطا کی ، اس نے کہا کہ ابن مثنی راستے میں مر گیا۔ ''بولی'' اللہ نے اس پر رحم کیا اور اس کو اتنی کرامتیں عنایت کیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں اور وہ وحشت میں میرا ہمسایہ ہے۔ میں نے کہا تیرا قدیم مالک بھی میرے ساتھ آیا ہے۔ اس نے چپکے سے کچھ دعا مانگی اور وہیں گر کر مر گئی۔

اُس کا خواجہ وہاں آیا اور تحفہ کو مردہ دیکھ کر وہیں گر پڑا اور مر گیا۔ میں نے دونوں کی تجہیز و تکفین کی اور ان کو خاک کے سپرد کیا۔ اللہ ان سب پر رحم کرے۔ آمین۔

بعض صوفیہ فرضیت سماع کے قائل ہیں اور دوا و مرض کی مثال پیش کرتے ہیں ، کیونکہ نغموں سے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ جذبات انوار کو حرکت ہوتی ہے اور سماع عالم غیب کی طرف محرک القلوب ہے ، حضرت سید گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ حصول حق کے راستے بہت تلاش کئے مگر مجز سماع نغمات اور مناظرہ صورت پائے زیبا کے کوئی راہ نہ پائی۔

☆ ماریت شیئا الا رایت اللہ فیہ ۔ یعنی دیکھا نہیں میں نے کسی چیز کو مگر اس حال سے کہ دیکھا خدا کو اس میں ۔ (یعنی خدا کی صفت کو)

شیخ شہاب الدین سہروردی

☆ **بعض لوگ** کہتے ہیں۔مشائخ سہروردنے سماع نہیں سنا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی۔لیکن یہ بات تعجب انگیز ہے، کیونکہ شیخ الشیوخ نے اپنے وصایا میں فرمایا ہے کہ اے فرزند،سماع سے انکار نہ کر۔

☆ **حضرت شیخ مجد الدین** خوارزی نے شیخ الشیوخ سے دریافت کیا کہ سماع کا انکار اس شخص کے لئے کیونکر درست ہوسکتا ہے جو نغمہ کو اپنے محبوب کی طرف قاصد بناتا ہے اپنی بیماری کی شکایت معشوق سے کرتا ہے تو شیخ الشیوخ نے جواب دیا کہ تم جو کہتے ہو وہ میں جانتا ہوں۔تمہارے لئے سماع حلال ہے لیکن دوسروں کے لئے۔اس تعین کرنے میں یہ حکمت تھی کہ نا اہل شیخ کی اجازت سے سند نہ حاصل کریں۔حالانکہ شیخ الشیوخ نے خود تواجد کیا ہے۔

☆ **دیوان فارض حموی** میں ہے کہ شیخ شہاب الدین کو ایک حجاب پیش آ گیا تھا اور وہ دور نہ ہوتا تھا۔شیخ ناظم نے اپنا قصیدہ سنایا تو آپ کو کیفیت پیدا ہوئی۔کھڑے ہوگئے اور مجلس میں حاضر تھے۔سب کو وجد آ گیا۔شیخ الشیوخ نے اس دن چار سو خلعت تقسیم کئے اور ہر ایک حاضر مجلس کو انعام دیا۔

☆ **خواجہ قطب الدین بختیار اوسی** جب ملتان پہنچے اور شیخ بہاء الدین ذکریا کو نور فراست سے ان کی آمد کی خبر ہوئی۔تو اپنے خادم کو دریافت کے لئے بھیجا۔حضرت خواجہ مسجد میں وضو کر رہے تھے۔خادم اہل نظر تھا۔اس نے دیکھا کہ حضرت خواجہ کے وضو کے قطرات زمین میں نہیں گرتے۔بلکہ ملائکہ طباق میں آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔یہ معاملہ دیکھ کر خادم واپس آیا۔شیخ بہاء الدین سے معائنہ بیان کیا۔شیخ بہاء الدین اسی وقت دو محانہ لے کر جن میں سے ایک ان کو شیخ الشیوخ سے ملا تھا۔حضرت خواجہ کے پاس آئے اور بڑی منت سے شیخ الشیوخ کے محانہ پر حضرت خواجہ کو سوار کیا اور لے گئے۔بڑے اہتمام سے ضیافت کی۔تین دن کے بعد حضرت خواجہ نے کہا کہ شیخ نے ہماری

دعوت خشک کی وہ سمجھ گئے کہ سماع کی طرف اشارہ ہے۔ قوالوں کو طلب کیا۔ حضرت خواجہ اور اس کے اصحاب کو خانقاہ میں بٹھایا۔ اور خود ایک لکڑی لیکر دروازہ کے باہر کھڑے ہو گئے۔ حضرت خواجہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ در و دیوار پر اس کا اثر ہوا۔ تمام اہل محفل وجد میں تھے۔ جب یہاں شور و غل زیادہ ہوا اور شیخ بہاء الدین کے مریدوں کو اطلاع ہوئی کہ خانقاہ میں سماع ہو رہا ہے تو انہوں نے آکر شیخ سے عرض کی کہ یہ کام مشرب کے خلاف آپ نے کیونکر جائز رکھا۔ شیخ نے فرمایا آپ عجب دیوانے ہیں۔ جس شخص کی دربانی بہاء الدین کر رہا ہے اس کو سماع سے کون منع کر سکتا ہے۔ ان لوگوں نے پھر بھی منع کیا تو شیخ نے فرمایا اگر تم کو طاقت ہو تو خانقاہ میں جا کر خواجہ کو منع کرو۔ مریدین مجلس میں آئے۔ مگر وہاں پہنچتے ہی حالت دگرگوں ہوئی۔ وہ حال انہوں نے دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا۔ کیفیت فرد ہوئی اور سماع ختم ہوا۔ تو ان لوگوں نے مرید ہونے کی آرزو کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ ولایت شیخ بہاء الدین کی ہے اور یہاں مرید کرنا خاندان سہرورد سے بے ادبی ہے اس جگہ خرقہ و خلافت دینا مجھکو مناسب نہیں۔ جب ملتان سے رخصت ہوئے تو وہ لوگ حضرت کے ہمرکاب تھے۔

☆ قصبہ ہانسی پہنچ کر خواجہ نے فرمایا کہ یہ قصبہ مشائخ سہرورد و چشت کی سرحد ہے تب وہ لوگ مرید ہوئے۔ اور اجازت و خلافت حاصل کر کے اپنے وطن کو واپس آ گئے۔ اسی طرح حضرت محمد باکو رحمۃ اللہ کو شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ سے بوجہ سماع کے انکار تھا۔ ایک روز عالم واقعہ میں ہاتف نے کہا قوموا وارقصوا للہ، کھڑے ہو کر اللہ کے لئے رقص کرو۔ صبح ہوئی تو کہا لاحول ولا قوۃ شیطانی وسوسہ ہے۔ دوسری شب پھر وہی واقعہ پیش آیا اور پھر صبح لاحول پڑھی۔ جب تیسری شب کو یہی واقعہ ہوا تو جانا کہ خواب رحمانی ہے اور شیخ ابو سعید کے انکار پر تنبیہ ہے صبح ہوتے ہی شیخ کی خانقاہ میں آئے۔ جیسے ہی شیخ نے ان کو دیکھا تو کہا قوموا وارقصوا للہ کھڑے ہو اور اللہ کے لئے رقص کرو۔ شیخ باکو رحمۃ اللہ کو اسی وقت کیفیت پیدا ہو گئی۔ اور ایسا وجد آیا کہ اس کی شرح بیان نہیں ہو سکتی۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ فرماتے تھے کہ سماع کے لئے ریاضت شرط ہے کیونکہ ریاضت سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت شروانی کو ایک جماعت نے سماع کی تکلیف دی تو انہوں نے کہا کہ جب تک خس وخاشاک میرا پسند تھا اور تکیہ جگہ ہاتھ سر ہانے رکھا تھا تب گانا سنتا تھا۔ اب وہ حالت نہیں ہے میں سماع میں شریک نہ ہونگا۔

حضرت جنید بغدادی

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سماع تین چیزوں کا محتاج ہے۔زبان، مکان اور اخوان۔اخوان کی تین قسمیں ہیں۔اول وہ جو ایمان میں شریک ہے کیونکہ سب مومن بھائی ہیں۔ لیکن عوام کی محبت جائز ہیں۔

دوسری قسم برادران ارادت ومحبت ہیں جو فقیروں کے محب ہیں۔جان و مال سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ان بھائیوں کی صحبت جائز ہے۔اور فقراء کے اوصاف نہیں رکھتے۔لیکن ارادت وصدق کی قوت سے صوفیہ انوار حاصل کرتے ہیں۔جس طرح موم آفتاب کی گرمی سے نرم ہو جاتا ہے۔

تیسری قسم صفا وجد و ذوق وکمال ہیں۔اور یہی برادران حقیقی ہیں۔جب یہ برادران زماں ومکاں یکجا ہوں تب اہل معرفت کے لئے سماع لطف ہے۔جاہل کو علم سیکھنے کے لئے عالم کی طرف سفر کرنا واجب ہے ایسے میں مرید کے حق میں مستحب ہے اور محبین کے لئے مباح ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے نوامع الصادقین۔یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔اگر تم صادق نہیں ہو تو صادقین کی صحبت اختیار کرو۔البتہ غیر جنس جو منکر سماع ہو ظاہر میں زاہد بنتا ہو لیکن باطن لطائف سے خالی ہو یا منکر ہو تو اس کی شرکت مجلس سماع میں نامناسب ہے۔

☆ سماع کے لئے مکان ویسا ہونا چاہئے جہاں آمد و رفت کا عام راستہ نہ ہو۔اور عمدہ مقام خانقاہ ومشائخ ہے۔خصوصاً وہ جو باغ یا آب جاری کے قریب ہو۔عوایات مستمل ہوں اور عود جلایا جائے۔لیکن بہترین مقام مسجد ہے کیونکہ سماع عبادت ہے اور عبادت کے لئے مسجد سے افضل کوئی جگہ نہیں۔فرمان سے یہ مقصود ہے کہ حضور طعام یا نماز کے وقت سماع فائدہ نہیں ہے۔اس کے لئے فراغ دل کی دعایت ضروری ہے۔اگر یہ تینوں شرائط جمع نہ ہوں تو سماع کا ترک اولیٰ ہے۔

مکان سماع کے لئے بمنزلت تن ہے زبان بجانے دل ہے اور اخوان جان ہے۔سماع کی ابتداء اور انتہا میں قرآن پڑھنا چاہیے تاکہ قائلوں اور سامعوں کی مغفرت ہو۔حضرت روز بہان رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ قوال خوبصورت اور خوش خود ہونا چاہیے۔اور اشعار صحیح پڑھے جائیں۔بعض صوفیہ نے کہا کہ خوبصورت قوال سے پرہیز بہتر ہے،خوبصورتی کی تلاش اس عارف کے لئے مناسب ہے جس کی طہارت قلبی کمال کو پہنچی ہو اور اس کی چشم دید اغیار سے بند ہو۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ کی خدمت میں ایک درویش رہتا تھا۔ جس کو وہ زنگی کہا کرتے تھے۔ وہ ایسے اعلیٰ مقام تک پہنچا تھا کہ جب تک وہ خلوت سے باہر نہ آتا تھا حضرت شیخ گانا نہیں سنتے تھے۔ ایک دن سماع کے وقت حالت وجد میں زمین سے جست کر کے ایک طاق پر جا بیٹھا۔ جب طاق سے اترنے لگا تو شیخ مجد الدین کی گردن پر کود پڑا۔ شیخ اس وقت وجد میں چرخ لگا رہے تھے۔ اور وہ زنگی بڑا گراں ہیکل مرد تھا۔ شیخ مجد الدین بہت نازک اور لطیف تن تھے۔ جب سماع سے فارغ ہوئے تو کہا کہ مجھکو حالت وجد میں پتہ نہیں چلا کہ میری گردن پر زنگی ہے یا چڑیا بیٹھی ہے۔

ایک محقق کا قول ہے کہ جو شخص سماع کا ارادہ کرے اور اہل نفس نہ ہو تو اس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ تا کہ حق سے بحق سنے بغیر کسی کے عقل کے اطراف وجواب کی طرف نظر نہ کرے ظاہرہ خاموش رہے۔ فکر میں متفرق ہو سر نیچا کر کے بیٹھے۔ اگر اس پر وجد کا غلبہ ہو اور بقیہ اختیار کے حرکت کرے تو معذور ہے مگر جس وقت جسم پر قابو حاصل ہو۔ اپنی جگہ برقرار وسکون حاصل کرے اور یہ شرم نہ کرے کہ لوگ کہیں گے کے اس کا وجد موقوف ہو گیا۔ اور اس خوف سے بھی وجد نہ کرے کہ لوگ اس کو سخت دل کہیں گے۔ اگر شیخ کے پاس ایسے مرید ہوں جن کے لئے سماع مضر ہے تو شیخ کو ان کے سامنے گانا سننا مناسب نہیں۔ ان کو کسی دوسرے شغل میں مشغول کرے تب گانا سنے۔ جاننا چاہئے کہ وجد کا عدم ظہور کبھی بسبب دارد کے ہوتا ہے اور وہ نقصان ہے کبھی باوجود قوت باطن کے ضبط جوارح کی قوت سے زیادہ ہوتا ہے وہ کمال ہے اور بعض کو حالت وجد ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ سماع کا زیادہ اثر نہیں ہوتا اور وہ نہایت کمال ہے کیونکہ وجد دائم لازم رکھنے والا ملازم مشاہدہ ہے اس کو کوئی

حالات متغیر نہیں کر سکتے۔اور یہ گمان نہ کرو کہ جو شخص اپنے جسم کو زمین پر زیادہ پٹکتا ہو اس کا وجد زیادہ کامل ہے کیونکہ بہت سے مساکنوں کا وجد مضطریوں سے کامل تر ہوتا ہے اور مناسب ہے کہ جب صوفی بغیر ریا اور تکلیف کے وجد کے وقت کھڑا ہو جائے تو جماعت بھی اس کے ساتھ کھڑی ہو اور اہل محفل صاحبان وجد کی موافقت کریں۔اور ادب صحبت ہے۔اکابر کی روح مجلس سماع میں حاضر ہوتی ہیں۔اور اپنے عرس کے دن صاحب کی روح مجلس میں موجود رہتی ہیں۔اور جو اس عرس میں موجود ہوتے ہیں۔دوسرے عرس تک وہ ان کی سمد و معاون رہتی ہے۔اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روحانیت مبارک عرس کے مجمع اکابرین تشریف فرماں ہوتی ہیں۔اور اس روح پاک سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالےٰ ہم سب کو یہ بقابار بار نصیب کرے۔

شیخ صدرالدین

شرح فصوص الحکم میں ہے کہ شیخ صدرالدین اور شیخ سعدالدین ایک جماعت مشائخ کے ساتھ مجلس سماع میں حاضر تھے۔ جب صحبت گرم ہوئی تو شیخ سعدالدین ایک صفہ کی طرف نظر کی اور دیر تک باادب کھڑے رہے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ اور شیخ صدرالدین کو آواز دی جب وہ سامنے آئے تو اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور کہا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اس مجمع میں تشریف فرماں تھے۔ ہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ جو آنکھ مشاہدہ جمال نبوی سے مشرف ہو جائے۔ وہ اول تمہارے چہرہ پر پڑے۔ اس مجلس میں شیخ سعدالدین کو ایسا عروج حاصل ہوا کہ روح قالب سے جدا ہوگئی۔ تیرہ دن تک ان کا جسم مثل مردہ کے پڑا رہا اور حرکت نہیں کرتا تھا۔ جب روح قالب میں آئی تو وہ اٹھے لیکن ان کو خبر نہ تھی کہ کتنے دنوں تک بیہوش رہے۔

سماع کہیں چنیں باشد معرّح

حرامش گر بگوید آں حرام است

مجلس سماع میں جو اصحاب حاضر ہوتے ہیں ان کو ذوق پیدا ہوتا ہے اور طالبان صادق کو مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر کی مجلس میں قوال نے ایک شعر پڑھا جس پر شیخ کی حالت طاری ہوئی۔ جب اس حال سے نزول ہوا تو شاعر کا نام دریافت کر کے اس کی زیارت کے لئے گئے۔ قوال اور مریدین ہمراہ تھے۔ وہاں پر سماع شروع ہوا جب حالت درست ہوئی تو فرمایا کہ مسلمانوں گواہ رہو کہ یہ شاعر سامع قوال اور حاضرین مجلس سب مغفور اور انشاء اللہ بہشت میں پہنچیں گے۔

مجلس سماع میں واردات اور الہامات کا منتظر رہنا چاہئے اور داہنے بائیں التفاق نہ کرنا

چاہئے۔ سر جھکاتے ہوئے حال کا منتظر رہے اگر ذوق حاصل ہو تو جب تک بس چلے ضبط کرے۔ جب بے قابو ہو جائے تو ہاتھ پیر پھینکے۔ لیکن ذوق سے زیادہ اضطراب نہ کریں۔ کیونکہ یہ خیانت ہے اپنے اوراق کے موافق معنی اشعار کی تاویل کرے اور جو کچھ سنے اس کو تسبیح حق جانے۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے ایک بار ناقوس کی آواز سنی تو فرمایا ناقوس کہتا ہے۔ ''سبحان اللہ حقا حقا ان المولی یبقی'' صوفی حالت سماع میں جب حق تعالے سے نزدیک ہوتا ہے تو اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے پس اگر گانے والا صاحب حال و مقام ہو تو اس کو دینا ہے۔ لیکن صاحب حال نہ ہو تو اس کی طرف پھینکنا بے انصافی ہے۔ البتہ برکت حاصل کرنے کے لئے قبول کرے اور دینے والے کی نیت بھی یہی ہو تو جائز ہے۔ اکثر مشائخ قوال کو اپنا جامعہ دیتے ہیں۔ وہ صالح ہو یا فاسق مگر ان کی نیت ترک اور ہدایت کی ہوتی ہے۔ حضرت سید محمد گیسو دراز فرماتے ہیں کہ سماع کے وقت صوفی آسمان کے سات طبق سے اونچے نکل جاتے ہیں اگر اپنا کپڑا اتار پھینکیں تو کیا تعجب کی بات ہے۔ خوارف میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کے نزدیک حاضر تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کے فقراء دولت مندوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ حضور پرنور ﷺ بہت خوش ہوئے اور حاضرین سے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو شعر پڑھے۔ ایک بدی نے اقرار کیا اور حضور ﷺ کے حکم سے دو شعر سنائے۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ ''عشق کے سانپ نے میرے جگر کو کاٹا ہے اور نہ اس کے لئے کوئی طبیب ہے نہ منتر پڑھنے والا ہے سوائے میرے حبیب ﷺ کے، جس پر میں فریفتہ ہوں اور اسی کے پاس میرے واسطے منتر اور تریاق ہے۔ یہ اشعار سنکر حضرت رسول اللہ ﷺ کو وجد اور چادر دوش مبارک سے گر پڑی۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت نے اپنی چادر کے چار

ٹکڑے کئے اور حاضرین کو تقسیم کر دیئے۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ جب سامنے قوال آتے تھے۔ تو ان پر نظر پڑتے ہی سلطان رونے لگتے تھے۔ مریدین نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا قوال محبوب کے پیغام گزار ہیں۔ قاصد کے دیکھنے سے گریہ آجاتا ہے۔

عود بجانے پر علماء کو اختلاف ہے لیکن تار کے باجے ائمہ اربعہ کے مذہب مشہود کے مطابق حرام ہیں۔ مگر ایک جماعت ان کے جواز کی قائل ہے اور اس کا سننا عبداللہ بن عمر عبدالمنان بن جعفر، عبداللہ بن زبیر، معاویہ بن ابوسوفیان، عمرو بن عاص اور بہت سے تابعین واکثر فقہائے مدینہ سے ثابت ہے۔

☆**حضرت امام مالک** سے بھی اس کا سماع منقول ہے۔ اگرچہ یہ بات ان کے اصحاب میں مشہور نہیں۔ حضرت ابوبکر بن عربی نے اپنی کتاب شرح ترمزی میں لکھا ہے کہ اگر غنا عود کے ساتھ ہو تو وہ حضرت ابوبکر کے قول میں شامل ہے کہ "زماد شیطان خانہ رسول اللہ ہیں" اور زمانا حضور ﷺ کا کہ "ان کو چھوڑ دو عید کا دن ہے" یہ حدیث شریف پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اگر غنا طبوز کے ساتھ ہو تو اس پر بھی حرکت کا اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ ان آلات سے ضعیفوں کے دل قوی ہوتے ہیں۔ اور بعض شافیہ نے اس کو مباح کہا ہے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر

حضرت ابراہیم بن سعد علمائے مدینہ سے تھے لیکن اس کی اباحت کے قائل تھے۔ اور کوئی حدیث بغیر عود بجائے بیان نہیں کرتے تھے۔ جب وہ بغداد آئے اور خلیفہ ہارون رشید نے ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے عود طلب کیا۔ ہارون رشید پوچھا کہ کون سا عود درکار ہے۔ کیا وہ عود چاہئے جو انگیٹھی میں جلایا جاتا ہے۔ اور آپ نے انکار کیا اور کہا کہ عود غنا چاہئے ۔ جب عود حاضر کیا گیا تو آپ نے اس کو بجایا اور اس کے بعد حدیث بیان کی۔ ابراہیم بن سعید امام شافعی کے اساتذہ میں سے ہیں۔ اور حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ محفل سماع میں اگر کوئی شخص چیخنے لگے تو صدق پر محول کرنا چاہئے۔ مشائخ چشت کی سنت ہے کہ اکابر کی وفات کے دن خالی نہیں چھوڑتے ہیں۔ اگر کوئی چیز گھر میں موجود نہ ہو تو ایک مٹھی چنے اصحاب کو تقسیم کر کے قرآن کی قرأت اور غزل خوانی کر لیتے ہیں۔ ایک دن حضرت سلطان المشائخ کے پاس ایک بزرگ کی وفات کے دن کچھ نہ تھا تو حضرت نے خود پنج آیت پڑھی۔ امیر خسرو سے غزل پڑھوائی۔ اور اس کے بعد تھوڑے سے چنے حاضرین کو تقسیم کر دیئے۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ بزرگوں کی وفات کے دن اگر کچھ موجود نہ ہوتا تو اصحاب کو شربت پلا دیتے تھے۔ مزامیر کی بابت مذاہب مختلف ہیں اور بعض اس کو جائز نہیں سمجھتے لیکن دف بے جلاجل مشائخ نے سنی ہے۔ بعض نے رباب بھی سنا ہے اور دف بے جلاجل بھی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی کی مجلس میں رباب اور نے حاضر کئے گئے ہیں۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ منکران سماع کے مقابلہ میں ہمارا آخری جواب یہ ہے کہ ہمارے پیروں کی سنت ہے اور ہم سنتے ہیں تم کو انکار ہے تو تم نہ سنو۔

دنیا طلب جہاں بکامت بادا　　این جیفہ و مردار بدامت بادا

گفتی کہ بنزد من حرام است سماع　　گر بر تو حرام است حرامت بادا

لطائف الاشرفی۔ اردو۔ اکبری محبوب یزدان حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ کا رقص کرنا

حضرت ابراہیم خواص نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جو ذاکر تھے اور بیٹھ کر ذکر کرتے تھے۔ جونہی حضرت خواجہ غریب نواز نے اللہ تعالیٰ کا نام سنا۔ ایسا ذوق اور درد پیدا ہوا کہ رقص کرنے لگے۔ سات دن رات رقص کرتے رہے اور بے ہوش ہو جاتے۔ جس وقت ہوش میں آتے پھر خدا کا نام زبان پر لاتے پھر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش میں آتے تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کرتے اور سر سجدہ میں رکھ کر یا اللہ یا اللہ کہتے اور جاں بحق ہوئے۔

حضرت خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

۱۔ عاشق بہوائے دوست بیہوش بود ۲۔ فرط کہ بحشر خلق حیران باشد

۳۔ وزیاد محبت خویش مدہوش بود ۴۔ نام تو وردن سینہ و گوش بود

بعد ازاں خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ خواجہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند درویش اس شعر کے سننے سے سات رات اور دن بیہوش رہے اور رقص کرتے رہے۔ جب قوال اور شعر پڑھنا چاہتے تو ہم یہی کہلواتے۔ ان درویشوں میں سے دو ایسے بے خبر ہو گئے کہ زمین پر گر پڑے اور ہم لوگوں کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ جب خواجہ صاحب نے اس فوائد کو ختم کیا تو تلاوت میں مشغول ہو گئے۔

دلیل العارفین۔ ملفوظات حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۱۹

حضرت شیخ عبدلواحد بن علی السباری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن صوفیا کی ضیافت کی سماع کا انتظام بھی تھا۔ سب سماع میں مشغول تھے۔ ان میں سے ایک پر حال طاری ہو گیا اور ہوا میں اڑ گئے اور پھر واپس نہیں آئے۔ آپ کی وفات ۳۰۷ھ میں ہوئی۔ کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۰۰

حضرت خواجہ قطب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات فوائد السالکین میں تحریر فرماتے ہیں کہ دعا گو کے نزدیک سماع میں کچھ ایسا ذوق ہے کہ مجھے کسی چیز میں لطف نہیں آتا جتنا کہ سماع میں آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صاحب طریقت اور مشتاق حقیقت لوگوں کو سماع میں اس قسم کا ذوق حاصل ہوتا جیسا کہ بدن میں آگ لگ اٹھتی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو بقا کہاں ہوتا اور بقا کا لطف ہی کیا ہوتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں اور قاضی حمید ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شیخ علی سنجری قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خانقاہ میں تھے۔ وہاں سماع ہو رہا تھا۔ اور قوال یہ قصیدہ گا رہے تھے۔ ترجمہ خنجر تسلیم کے مقتولوں کو ہر وقت غیب سے ایک اور ہی جان ملتی ہے۔ ہم دونوں میں اس بیت نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہم تین دن رات میں مدہوش رہے۔ پھر جب ہم گھر آئے تو پھر بھی قوالوں سے یہی سنتے۔ چنانچہ تین دن رات اور بھی ہم اس بیت کی حالت میں رہے کہ ہمیں اپنے آپ کی کچھ سدھ بدھ نہ رہی تھی۔ اس طرح سات دن اور سات راتیں ہم نے اسی بیت میں گزار دیں۔ اور ہر مرتبہ جب گانے والے یہ گاتے تو ہم پر ایک خاص قسم کی حالت طاری ہوتی جس کا بیان نہیں کر سکتے۔

کتاب فوائد السالکین صفحہ نمبر ۱۷، ۱۸ امصنف حضرت خواجہ قطب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہی فوائد بیان کرتے تھے کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مع چھ درویشوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور آداب بجالائے۔ بیٹھنے کا حکم ہوا۔ اس وقت محفل سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ کہا چنانچہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سماع سے دل کو راحت ہوتی ہے اور اہل محبت کو جو آشنائی کے سمندر میں شناوری کرتے ہیں۔ جنبش حاصل ہوتی ہے۔ اس دوران شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ہاں آشناؤں کی یہی رسم ہے کہ جب آشناء کا نام سنتے ہیں تو آشنائی کرتے ہیں۔ بعد ازاں شیخ بدرالدین

غزنوی نے عرض کی کہ اہل سماع کی بے ہوشی کی وجہ ہے؟ شیخ الاسلام نے فرمایا۔ جس روز انہوں نے الست بربکم کی آواز سنی اسی روز سے بے ہوش ہیں۔ اور وہ بے ہوشی آج تک ان میں پائی جاتی ہے پس جب سماع سنتے ہیں تو اسی بے ہوشی کا اثر ان میں ہوتا ہے۔ پھر شمس دبیر نے پوچھا کہ جس روز الست بربکم کی ندا آئی۔ تو کیا تمام ارواح ایک ہی جگہ تھے۔ فرمایا ہاں! کیونکہ بلیٰ سب نے کہا تھا۔ پوچھا پھر ہندو اور یہودی کس طرح ہو گئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب پروردگار نے الست بربکم کی آواز دی تو تمام ارواح برابر تھے۔ یہ ندا سنتے ہی ان کی چار صفتیں ہو گئیں۔ پہلی صفت نے دل اور زبان دونوں سے بلیٰ کہا۔ یعنی تو ہمارا پروردگار ہے اور اسی وقت سجدہ کیا۔ اور وہ صفت انبیاء اور اولیاء صدیقوں اور نیک لوگوں کی تھی۔ دوسری صفت نے دل سے تو بلیٰ کہا مگر زبان سے نہ کہا اور سجدہ کیا۔ چونکہ دل سے انہوں نے یقین کر لیا۔ آخر مسلمان ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے ہندو وغیرہ ہوتے تھے۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ انہیں ایمانی دولت نصیب کرتا ہے۔ تیسری صفت نے زبان سے تو کہا لیکن دل سے نہ کہا اور سجدہ کیا۔ لیکن دل میں کراہت لگی کہ کیوں سجدہ کیا۔ اور ایسے لوگ شروع میں مسلمان ہوتے ہیں مگر آخر میں کافر ہو کر مرتے ہیں۔ چوتھی صفت نے نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے بلیٰ کہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اول و آخر کافر رہتے ہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اہل سماع جو سماع میں بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ وہ اسی الست بربکم کی ندا کے سبب جو انہوں نے سنی تھی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ پس یہ وہی بے ہوشی ہے جو اس روز تک ان میں پائی جاتی ہے۔ جونہی کہ دوست کا نام سنتے ہیں حرکت، حیرت، ذوق اور بے ہوشی ان میں طاری ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ معرفت کی وجہ سے ہے۔ یعنی جب تک دوست کی شناخت حاصل نہ ہو خواہ ہزار سال بھی عبادت کرے اسے طاعت میں ذوق حاصل ہی نہیں ہوتا۔

کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ طاعت کس لئے کرتا ہے۔ یہ طاعت ہی مقصود ہے جو اہل سلوک اہل عشق او مشائخ طبقات نے فرمایا۔ نیز قرآن مجید میں حکم ہے۔

وما خلق الجنّ والانس الا لیعبدون۔ جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے لیکن اہل سلوک اس کے یہ معنی کرتے ہیں۔ لیعبدون اسے لیعرنون یعنی اس سے مراد دوست کی شناخت ہے جب تک پہلے اس کی شناخت تجھے نہ ہوگی ہرگز طاعت کا ذوق نہیں پائے گا۔ اس واسطے کے عشق مجازی میں جب تک آدمی کسی کو نہیں دیکھ لیتا۔ اس کا عاشق نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے دوستوں سے دوستی نہیں کرتا، اس سے آشنائی حاصل نہی ہوتی۔ یا جب تک اس کے اولیاء سے تعلق پیدا نہیں کیا جاتا، ہرگز ہرگز طاعت وعبادت میں ذوق حاصل نہیں ہوتا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الست بربکہ کی ندا سے بھی شناخت ہی مقصود تھی یعنی جب تک خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانے گا اطاعت میں ذوق حاصل نہیں کریگا۔ بعد ازاں محمد شاہ نام گویا قوال جس نے اوحد کرمانی کے روبرو سردو گایا۔ اس روز مع یاروں کے حاضر خدمت ہوا۔ حکم ہوا کہ بیٹھ جا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدر الدین غزنوی حاضر خدمت تھے۔ حکم ہوا کہ سماع شروع کرو! جب سماع شروع ہوا تو شیخ الاسلام اپنی جگہ سے اٹھے اور رقص کرنے لگے۔ چنانچہ سات دن رات رقص کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر پھر سماع میں مشغول ہو جاتے۔ ساتویں روز ہوش میں آئے اس وقت قوال یہ غزل گا رہے تھے۔

ملامت کردن اندر عاشقی درست　　ملامت کے کند آں کس کہ بینا است

نظامی ناتواں بارسا باش　　کہ نور پارسائی شمع ولہاست

اس کے بعد سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ اہل سماع وہ گروہ ہے کہ جب وہ سماع اور متحیر میں مستغرق ہوتے ہیں۔ اس وقت آ کر لاکھ تلوار بھی اس کے سر پر ماری جائے تو اس کو خبر نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ جس وقت عالم تحیر اور دوست کی خواہش میں متحیر ہوتے ہیں اس وقت انہیں کسی آنے جانے والے کی خبر نہیں ہوتی۔ اس وقت اگر ہزار ملک اس کان آئیں اور اس کان نکل جائیں۔ تو انہیں خبر نہیں ہوئی۔

ملفوظات راحت القلوب

حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

شیخ الاسلام حضرت فرید الحق گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھے تحیر کی حالت طاری ہوئی تو حاضرین نے کہا کہ اگر قوال ہوں تو سماع سنیں ۔ اتفاقاً اس روز قوال موجود نہ تھے ۔ مولانا بدرالدین اسحٰق نے تمام مکتوبات اور رقعات وغیرہ جو تھیلے میں تھے ٹٹولے۔ وہی مکتوب نکلا۔ اسے شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر کیا۔ فرمایا اُٹھ کر اس کو پڑھو۔ چنانچہ مولانا بدرالدین اسحٰق نے اٹھ کر پڑھا کہ فقیر حقیر نحیف ضعیف محمد عطا جو درویش کا غلام ہے اور سر آنکھوں سے ان کے قدموں کی خاک لگاتا ہے جب اس قدر پڑھا گیا تو سنتے ہی شیخ الاسلام کو حال اور ذوق پیدا ہوا۔ جو وہم فہم سے باہر ہے۔

شیخ الاسلام خواجہ فریدالحق مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

شیخ الاسلام خواجہ فریدالحق مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک حاصل حق مناجات میں کہا کرتا تھا اے پروردگار اگر تو قیامت کے دن میں مجھے جلائیگا یا دوزخ میں بھیجے گا۔ تو مجھے تیرے جلال اور عزت کی قسم کہ دوزخ کے دروازہ پر سینے سے ایک ایسی آہ نکالوں گا جو دوزخ کی تمام آگ کو نگل جائیگی اور ناچیز کردیگی۔ ان سے پوچھا گیا کہ اے خواجہ یہ کیسی باتیں کہتا ہے! دوزخ کی آگ کس طرح نگلی جاسکتی ہے، فرمایا اس واسطے کہ اگر آتش محبت کے بالمقابل دوزخ کی سی لاکھوں آگ جلائی جائے تو جب صاحب عشق اپنے سینے کی آہ نکالے گا تو سب کو نابود کردیگا۔ اسی واسطے محبت کی آگ سے بڑھ کر تیز آگ اور کوئی نہیں۔ بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! درویش کے سینے میں اس قسم کی آگ رکھی گئی کہ خدانخواستہ اگر شعلہ اس کا نکل جائے تو عرش سے تحت الثریٰ تک سب کو جلا کر راکھ کردے۔ پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کہ یہ مصرعہ پڑھا۔

در سینہ عاشقاں ہمہ درد نہند

آپ بار بار اس مصرعہ کو پڑھتے اور بے ہوش ہوجاتے اور بے ہوش ہوجاتے۔ جب ہوش میں آتے تو فرماتے کہ تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ اول سماع کے وقت اہل سماع پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ دوسرے درویشوں کے ماجرائے کے وقت تیسرے جب کہ عاشق انوار تجلی کے عالم میں مستغرق رہتے ہیں۔ اے درویش ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ سماع کی ایک مجلس میں تھے۔ ایک رات دن رقص کرتے رہے لیکن نماز کے وقت نماز ادا کرلیتے۔ اسی اثناء میں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اڑانا شروع کیا۔ وہاں بھی رقص کرتے رہے۔ جس قصیدہ سے وجد ہوا وہ یہ ہے۔ من آں نیم کہ زعشق تو پائے پس آرام

اگر بہ تیغ کشندم ورتو نگزارم   پرس از شب ہجراں جگو نہ میگزرد

مبادا جز کسے راقوی است دشوارم   من از جمال تو اے سرو باغ نادیدم

ہوش نشد کہ گہ دل رود بگزادم

کتاب اسرار الاولیاء، خواجہ بابا فرید گنج شکر۔ صفحہ نمبر ۱۱۔۱۲

☆ **حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ** نے حسن قوال کو فرمایا کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو جب حسن نے سماع کا آغاز کیا تو خواجہ عثمان سیاح اور شیخ جمال الدین ہانسوی اٹھ کر رقص کرنے لگے۔ چاشت سے ظہر تک رقص کرتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو ہر ایک کو جامہ عطا فرمایا۔ مجھے بھی سفید کلاہ عنایت ہوا۔ قوال نے جو نظم گائی وہ حسب ذیل ہے۔

عشقت خبر ز عالم بے ہوشی آورد   اہل اصلاح رابقدح نوشی آورد

عشق تو سجنہ الیت کہ سلطان عقل را   بوئے جبیں ءگرفتہ بچاوشی آورد

من ناتواں ز بادہ کشی گشتم اے طبیب   آں دار دام بدہ کہ فراموشی آورد

کتاب افضل الفوائد حصہ اول   ملفوظات محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۱۳۔۱۴

سلطان محمود غزنوی

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ کے زمانے میں دو کافر مع مال و اسباب غزنوی آئے۔ رہزنوں نے مال لوٹ لیا۔ وہ روتے ہوئے بتخانے میں آئے۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار اگرچہ ہم مسلمان تو نہیں لیکن پھر بھی تیرے پیدا کئے ہوئے ہیں اور سب کا خالق تو ہی ہے۔ جب تک تو ہماری دادرسی نہیں کرے گا، ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے۔ اور نہ ایک دوسرے سے بات کرینگے اس وقت وہ ایک دوسرے سکا دامن باندھ کر بیٹھ گئے۔ اسی روز سلطان محمود غزنوی کے پیٹ میں درد ہوا۔ اور ایسا بے قرار ہوا کہ زمین سے تخت پر اور تخت سے زمین پر پڑتا تھا اور تمام اولیاء اور علماء نے دعا اور دوا کی لیکن کچھ کارگر نہ ہوا۔ بلکہ مرض پہلے کی بنسبت دو چند ہوگئی۔ جب سب عاجز آگئے۔ تو سلطان محمود غزنوی جو نہایت عقلمند تھا۔ حسن میمندی کو بلایا اور کہا کہ اے حسن اب لوگ ہمارے علاج سے عاجز آگئے ہیں۔ اب معاملہ خدا سے ہے حضرت خواجہ بہلول دانا کے پاس آئے تو خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ محمود کو شاید کوئی ضرورت پیش آئی ہے جو تجھے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ حسن نے درد شکم کا حال کہہ سنایا۔ فرمایا محل پر چڑھ کر ڈھول بجاؤ۔ اسی وقت تندرست ہو جائیگا۔ حسن نے آکر محمود غزنوی کو کہا۔ ویسا ہی کیا گیا۔ ان دو کافروں نے ایک دوسرے سے بات کی کہ یا تو سلطان محمود فوت ہوگیا ہے۔ یا کسی نے اسے ہمارے حال کی اطلاع کی ہے یہ شادیانہ اسی واسطے بجا رہے ہیں۔ جب انہوں نے یہ بات کی فوراً پیٹ کا درد جاتا رہا۔ بادشاہ محمود غزنوی گھوڑے پر سوار ہو کر خواجہ دانا بہلول کے پاس آئے۔ اور معافی مانگی۔ خواجہ بہلول فرمایا راہزنی اور کریں اور پیٹ میں تیرے درد ہو ٹھیک ہے۔ غلام چوری کرتے ہیں اور مصیبت مالکوں پر آتی ہے۔ پھر ان دونوں کافروں کی کیفیت بادشاہ محمود غزنوی کو سنائی۔ بادشاہ نے وہاں سے آکر دونوں کافروں کو خوش کیا اور عزت و توقیر سے انہیں واپس بھیجا۔

کتاب افضل الفوائد حصہ اول اردو ترجمہ

ملفوظات محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

صفحہ نمبر ۸۱-۸۲

ایک درویش حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء سے عرض کی کہ حضرت شیخ کبیر نے مجھے پیغام دیا تھا کہ مولانا نظام الدین بدایون کو جا کر کہنا یہ حکم بکثرت پڑھا کریں۔ کیونکہ جو کچھ فضل کرم کیا گیا ہے اسی کلمہ کی فضیلت کے سب سے کیا گیا ہے وہ کلمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط یا دائم العزیزو والبقا یا ذوالجلال و الجود والعقا یا با اللہ یا رحمن یا رحیم بحق ایاك نعبدو ویاك نستعین۔

بعد ازاں خواجہ نظام الدین اولیاء نے اس دعاء کو اپنا ورد مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ اس کلمہ میں ایک فرماں ہے جسے میں ہی جانتا ہوں۔ پھر خواجہ صاحب نے سبز صوف کا خرقہ اس درویش کو عنایت فرمایا جو قبول ہوا۔ پھر طعام اور حلوہ موجود تھا۔ حضرت شیخ کبیر کی روح کو ثواب پہنچانے کے خاطر لایا گیا۔ جب دستر خوان بچھایا گیا تو خواجہ صاحب نے ہر ایک سے معذرت کی جب کھانا کھا چکے تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ شیخ کبیر رحمتہ اللہ علیہ کی روح موجود ہے اگر کہو تو قوال کچھ کہیں، سب نے آداب بجالا کر عرض کی کہ زہے سعادت قوالوں نے یہ گانا شروع کیا ۔

چنا یت دوست میدارم کہ گر روزے فراق   تو صبر از من توانی کرد و من صبر از تو توانم

اس کے شروع ہوتے ہی خواجہ نظام الدین صاحب اور حاضرین مجلس پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ سب اپنے تئیں زمین پر دے دے مارتے تھے۔ شیخ عثمان رحمتہ اللہ علیہ نواسہ خواجہ قطب الدین

رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا فخر الدین زرداری اور وہ درویش جو حضرت شیخ کبیر رحمتہ اللہ علیہ کی پائنی معتکف ہوا تھا۔ رقص کرنے لگے۔ اس قدر رقص کیا کہ پاؤں کے تلووں کا چمڑا اذراز ا ہو گیا۔ لیکن انہیں اپنے آپ کی ذرہ بھر بھی خبر نہ تھی۔ جب سماع ختم ہوا تو ہر ایک نے اپنے مقام برقرار پکڑا۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے خاص بارانی حضرت شیخ عثمان کی عطا فرمائی۔ اسی طرح اوروں کی بھی خاص خاص چیزیں عنایت فرمائیں۔

کتاب افضل الفوائد حصہ اول اردو ترجمہ۔ ملفوظات محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، رحمتہ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۸۵۔

بعد ازاں سماع کے بارے مین گفتگو شروع ہوئی۔ خانوادہ حیثیت کا ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ اس نے عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو لوگ آرام میں ہوتے ہیں جب سماع سنتے ہیں تو بیقرار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے خدمت کرنے کا وعدہ لیا۔ یعنی ارواحوں سے پوچھا کہ الست بربکم یعنی کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ تو تمام ارواحیں متفرق ہوئیں۔ سو وہی حالت سماع میں ہوتی ہے کہ پہلے بالکل آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جب سماع سنتے ہیں تو مضطرب ہو جاتے ہیں۔ پھر اس عزیز نے پوچھا کہ مراقبت اور حیا میں کیا فرق ہے؟ فرمایا مراقبت انتظار کی غایت اور حیا مشاہدہ سے شرمندگی کا حاصل ہونا ہے۔

کتاب افضل الفوائد، اردو ترجمہ ملفوظات محبوب الٰہی۔ صفحہ نمبر ۹۰، ۹۱۔

بعد ازاں ان درویشوں کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ جو سماع کے وقت نعرے مارتے ہیں اور رقص کے وقت طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ایسے لوگ جو ایسی حرکتیں کرتے ہیں بہت برا کرتے ہیں۔ اہل سماع ایسا نہیں کرتے، اور یہ کام

کاہلوں کا نہیں جہاں محضول بوالہواس ہوتے ہیں ان سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص سماع کے وقت آہ وفریاد کرے۔ سمجھ لو یہ شیطانی کام ہے اور جو روحانی ہے وہ عالم ملکوت میں ہے جس میں سماع کے وقت حسن وحرکت ہی نہیں ہوتی۔ وہ آشنائی کے سمندر میں تیرتا پھرتا ہے۔ اور اسی وقت سے اٹھارہ ہزار عالم کی بھی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ جس طرح سونا کٹھالی میں پگھلتا ہے اسی طرح اہل سماع تحیر میں گذار ہوتے ہیں۔

کتاب افضل الفوائد، حصہ اول، اردو ترجمہ ملفوظات محبوب الہٰی۔ صفحہ نمبر ۱۱۹۔

اتوار کے روز انیسویں تاریخ سن ھ کو مذکور کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سماع کے وقت جد وجہد ہوتا ہے اس کی بابت گفتگو شروع ہوئی تو فرمایا کہ ننانوے نام ہیں الواجد الماجد بھی شامل ہیں۔ واجد بمعنی معطی (عطا کرنے والا) بعد ازاں فرمایا کہ واجد وجد سے نکلا ہے، یعنی بخشش کرنے والا۔ جیسا کہ شکور کے معنی شکر کرنے والے کے ہیں۔ لیکن اسمائے الٰہی میں اس کے معنی شکر قبول کرنے والے ہیں۔ اسی طرح واجد کے معنی وجد عطا کرنے والے کے ہیں۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر شروع ہوا کہ وہ سماع نہیں سنا کرتے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ والرضوان فرمایا کرتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ جو نعمت ہوسکتی ہے وہ شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو دی گئی تھی۔ مگر سماع کا ذوق عطا نہیں کیا گیا تھا۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ استغراق شغل کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا کہ ایک روز شیخ اوحد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ تو شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مصلےٰ لپیٹ گھٹنے تلے دبالیا۔ یہ بات مشائخ کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے الغرض جب رات ہوئی تو شیخ اوحد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے سماع طلب کیا۔ شیخ شہاب الدین نے قوالوں کو

بلایا او سماع ترتیب دیا۔ اور خود کونے میں چلے گئے، اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ شیخ اوحد اور دوسرے لوگ مجلس سماع میں مشغول ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو خادم خانقاہ نے شیخ شہاب الدین کی خدمت میں عرض کی کہ رات سماع تھا۔ ان لوگوں کو کھانا کھلانا چاہئے۔ شیخ صاحب نے پوچھا کیا رات کو سماع تھا۔ خادم نے عرض کی بے شک فرمایا مجھے اس کی مطلق خبر نہیں۔

کتاب فوائد الفوائد، جلد اول، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی۔ صفحہ نمبر ۳۶۔

ذکر حالت وقت سماع در سماع قرآن:۔ انوارہ احوال اور آثار۔ اور وہ تین عالم یعنی ملک ملکوت اور جبروت سے نازل ہوئی ہے۔ اور وہ تین مقامات ارواح، قلوب اور جوارح پر نازل ہوئی ہے۔ انوار ملکوت سے ارواح پر۔ احوال جبروت سے قلوب پر اور آثار ملک سے جوارح پر۔ پہلی حالت سماع میں عالم ملکوت سے ارواح نازل ہوتے ہیں۔ بعدازاں جو کچھ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسے احوال کہتے ہیں۔ وہ عالم جبروت سے قلوب پر نازل ہوتا ہے۔ بعدازاں جو حرکت جنبش اور آہ و بکا ظاہر کرتا ہے۔ اسے آثار کہتے ہیں۔ اور یہ عالم ملک سے جوارح پر نازل ہوتا ہے۔ الحمد اللہ رب العالمین۔ کتاب فوائد الفوائد، جلد اول، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی۔ صفحہ نمبر ۳۹۔

ذکر سماع و اہل سماع:۔ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماع مریدوں کے لئے جائز ہے۔ کتاب فوائد الفوائد، جلد دوم صفحہ نمبر ۴۹۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ مجھے کسی چیز میں ایسی رقت طاری نہیں ہوئی جیسی سماع میں فرمایا اصحاب طریقت اور مشتاقوں کا یہی ذوق ہے کہ آگ لگاتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو بقا بھی نہ ہوتی اور بقا میں ذوق ہی کیا ہوگا۔ کتاب فوائد الفوائد، جلد دوم صفحہ نمبر ۲۷۔

بعدازاں فرمایا کہ مشائخ کبار نے سماع سنا ہے اور جو اس کام والے ہیں۔ او جو صاحب ذوق و درد

ہیں۔ انہیں قوال کا ایک ہی شعر سن کر رقت طاری ہو جاتی ہے خواہ بانسری ہو یا نہ ہو۔ لیکن جنہیں ذوق کی خبر نہیں ان کے روبرو خواہ کتنا گایا بجایا جائے۔ انہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے نہ کہ بانسری وغیرہ کے۔

☆ بعد ازاں فرمایا کہ لوگوں کو سارا دن کہاں حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ اگر دن بھر میں کسی ایک وقت بھی خوش وقتی نصیب ہو تو باقی وقت اسی کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اگر کسی جماعت میں ایک شخص صاحب ذوق اور صاحب نعمت ہو تو باقی آدمی اسی ایک کی پناہ میں ہوں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ پچھلے زمانے میں ایک قاضی اجودھن میں تھا۔ جو ہمیشہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ العزیز سے جھگڑتا رہتا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ملتان میں جا کر اماموں کو کہا کہ یہ کب جائز ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر سماع سنے انہوں نے کہا ہم تو اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

بعد ازاں محبوب الٰہی نے فرمایا کہ میں جتنی مرتبہ سماع سنا ہوں ہر بار خرقہ شیخ کی قسم اسے شیخ صاحب اوصاف اور اخلاق پر مشتمل رکھا ہے۔ ایک مرتبہ شیخ صاحب کی زندگی میں سماع کے وقت قوال نے یہ شعر گایا۔

مخرام بدیں صفت مبادا   کرچشم بدت رسد گزندے

☆ اس وقت مجھے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف پسندیدہ کمال بزرگی اور فضل و لطافت یاد آئے۔ اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ قوال نے اور شعر گانے چاہے لیکن میں اوسی شعر کے لئے بار بار کہا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے تو رو دیئے اور فرمایا کہ اس کے بعد مدت گزرنے نہ پائی کہ شیخ صاحب کا وصال ہو گیا۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ قیامت کے دن کسی سے پوچھا جائے گا کیا تو نے دنیا میں سماع سنا۔ وہ کہے گا

کہے گا ہاں، کیا پوچھا جائے گا ہاں سنا پوچھا جائے گا وہ شعر تو نے سنا۔ ان اوصاف کا ہم پر گمان کیا۔ کہے گا پروردگار میں نے کہ ان حادث اوصاف کا ہماری قدیم ذات پر کس طرح احتمال ہو سکتا ہے۔ محبت کی زیادتی کے سبب یہ کہا تھا۔ حکم ہوگا۔ چونکہ تو نے ہم سے محبت کی ہم تجھ پر رحمت کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص اس کی محبت میں مستغرق ہے اسے یہ عتاب ہے تو دوسروں کی کیا حالت ہوگی اور کیا جواب دیں گے۔

کتاب فوائد الفوائد، حصہ سوئم، صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰۔

شیخ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بابت یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک خدا کا پیارا شیخ بہاؤالدین ذکریا کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں سماع سنایا ہے۔ شیخ بہاؤالدین نے فرمایا کہ چونکہ شیخ شہاب الدین نے سماع سنا ہے اس لئے ذکریا کو بھی سننا ہے۔ بعد ازاں اس عبداللہ کو اپنے یہاں رکھا، رات ہوئی تو ایک شخص کو کہا کہ عبداللہ کو حجرے میں لے چلو اور ایک اس کے یار کو۔ تیسرا شخص کوئی نہ تھا۔ وہ آدمی دو اور آپ عبداللہ کہتا ہے کہ مجھے اور میرے یار کو حجرے میں لے گئے۔ جب عشاء کی نماز ادا کی۔ اور شیخ صاحب وردوں سے فارغ ہوئے تو تنہا حجرے میں گئے۔ یا دو شخص ہم تھے۔ یا آپ۔ شیخ صاحب بیٹھ گئے اور پھر ورد میں مشغول ہو گئے۔ تقریباً آدھہ سیپارہ قرآن پڑھا۔ بعد ازاں حجرے کی زنجیر لگا دی اور مجھے فرمایا کہ کچھ کہو۔ میں سماع شروع کیا۔ شیخ صاحب جنبش کرنے لگے۔ اٹھ کر چراغ گل کیا۔ اندھیرا ہو گیا ہم اسی طرح سماع سناتے گئے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا تھا کہ شیخ صاحب گھوم رہے ہیں جب پاس آتے تھے تو دامن دکھائی دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ شیخ صاحب گھوم رہے ہیں۔ جب پاس آتے تھے تو دامن دکھائی دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ شیخ صاحب جنبش اور حرکت کر رہے ہیں لیکن تاریکی کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ضرب پر حرکت کرتے ہیں یا بغیر ضرف الغرض جب سماع ختم ہوا تو شیخ صاحب نے دروازہ کھول دیا۔ اور اپنے مقام پر آبیٹھے۔ میں اور میرا یار وہیں تھا۔ ہم کو کھانا وغیرہ کچھ نہ دیا۔ رات گزری اور دن ہوا۔ تو ایک خادم آیا اور ایک عمدہ کپڑا اور تیس اشرفیاں لائے۔ اور مجھے دے کر کہا کہ شیخ صاحب نے کہہ دیا ہے یہ لے اور واپس چلا جا۔

کتاب فوائد الفوائد، حصہ چہارم، صفحہ ۱۰۳-۱۰۴ ملفوظات حضرت محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ۔ بدایونی۔

شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ

شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مجلس سماع تھا۔ اور شیخ الاسلام قطب عالم حضرت قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہٗ العزیز حاضر تھے۔ قوال ایک قصیدہ کہہ رہا تھا۔ جب شعر پر پہنچا۔

کشتگان خنجر تسلیم را　　　　ہر زماں از غیب جان دیگر است

حضرت قطب الدین روشی

حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین بختیار روشی قدس اللہ سرہٗ العزیز چار روز تک اسی عالم تحیر میں رہے۔ فرمایا یہی شعر پڑھو۔ چنانچہ یہی شعر پڑھا گیا اور آپ اسی طرح متحیر رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر لیتے، اور پھر یہی شعر کہلواتے۔ جس سے حالت اور حیرت پیدا ہوئی۔ چار دن رات اسی حالت میں رہے پانچویں رات رحلت فرمائی۔ شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس رات حاضر تھا۔ جب حضرت قطب عالم کی رحلت کا وقت قریب پہنچا۔ تو مجھے کچھ غنودگی سی آئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ الاسلام حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز خود اس مقام سے نکل کر اوپر کی طرف جا رہے ہیں، اور مجھے فرما رہے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو موت نہیں آتی۔ جب میں جاگا تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ کتاب فوائد الفوائد حصہ چہارم، صفحہ نمبر ۱۶۱۔۱۶۲۔

☆ **حضرت خواجہ قطب الدین روشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ** اکثر سماع فرماتے تھے۔ کیونکہ سلسلہ چشتیہ میں سماع مروج ہے اور لوگ عام طور پر سماع میں شرکت کرتے ہیں۔ بعض اکابر جیسا کہ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ذوالنون مصری، شیخ شبلی، خراز اور نوری دراج وغیرہ اکابرین نے سماع کی اجازت دی ہے۔

سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیخ بحستانی کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد تھی۔ صاحب حال اور اہل کمال درویشوں کا مجمع تھا۔ قوالی کے اثنا میں شیخ احمد جام کے اس شعر کو قوال نے پڑھا

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جان دیگر است

☆ **خواجہ قطب الدین بختیار کا** کی حالت بدلنا شروع ہوگئی۔ جو مشائخ اس وقت مجلس میں حاضر

تھے جن میں قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ وغیرہ۔ آپ کو مکان لے آئے ۔اور قوال برابر اس شعر کی تکرار کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ سماع فرماتے رہے۔ چنانچہ کئی دن اور کئی رات اسی حالت میں گزر گئے ۔حتیٰ کہ دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

کتاب صفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۳۱۔

☆ صوفیہ کرام کے یہاں سماع آتش عشق و محبت کے فروزاں کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے قادریہ نقشبندیہ کے علاوہ تمام سلاسل تصوف میں سماع رائج ہے۔ قادریہ میں بھی اس کے انکار نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد وارث نما بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ قادریہ عشقیہ جو آپ کی نسبت سے قادریہ وارثیہ سے موسوم ہوا۔ بزرگان سلف کی مجالس سماع بڑی پاکیزہ و بابرکت ہوا کرتی تھیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کے احوال و کیفیات کا مظہر ہوا کرتی تھیں، اور آج بھی جن خانقاہوں میں علم و فعل، عبادت و ریاضت اور ذکر و شغل باقی ہے وہاں ان پاک مجلس سماع کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا رسول نما بنارسی رحمۃ اللہ علیہ میں چونکہ نسبت عشقیہ کا غلبہ تھا۔ آپ بطن مادر سے ہی درد لے کر آئے تھے۔ سماع کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ آپ حیرت و استعجاب کا اظہار فرماتے تھے کہ لوگ مجلس سماع سے زندہ سلامت کیسے آتے ہیں۔ آپ کے اشتغال باطن کا یہ عالم تھا کہ بعض ریاضت بیٹھ کر سکون اطمینان سے نہیں کر پاتے، کھڑے ہو جاتے اور ٹہلتے تھے۔ بعد مغرب خاص مراقبہ کا وقت تھا اس کو آپ بیٹھ کر نہیں کر سکتے تھے۔ اضطراب و بے تابی میں ٹہلتے تھے اور صحن میں ٹہلتے ہوئے پورا کرتے اور فرماتے تھے۔

"آتش عشق خرمن صبر و سکون رای سوز و ونشتن عذیذ"

اس لئے آپ کبھی مجلس سماع ترتیب نہیں دی ایک مرتبہ آپ کے یاران کاملین میں سے کسی نے سماع

کی خواہش کی اس وقت آپ فرماتے۔

سماع مروحہ عشق است آتش۔ یعنی مجلس سماع عشق کو ہوا دیتی ہے۔

کتاب عقیقت عرس اور حیات حضرت رسول نما بنارسی رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ نمبر ۱۵

حضرت شیخ ابوالحسین وداج قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا آبائی وطن بغداد ہے حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص ہیں۔ آپ کا وصال حالت سماع میں ہوا۔ آپ کی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی۔

کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۷

حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ اور ۱۷ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فارغ ہوکر درس بدرس تدریس کی خدمت شروع کی۔ فتاویٰ نویسی کا کام بھی انجام دیا۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں آپ کا استغراق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا مرید اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوش میں آتے پھر نماز پڑھتے۔ پھر اس کے بعد سماع و وجد خوب فرماتے۔ سلسلہ چشتیہ میں مشائخ متاخرین میں آپ سے زیادہ بزرگ نہیں ہوا۔ وفات ۲۵، ذی الحجہ 915ھ کو ہوئی آپ کی عمر ۹۶ سال کی تھی۔

کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۳۹

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں وعظ و وجد ہوتا تھا۔قوال سناتے اور آپ خود کھڑے کلام سنتے۔اگر کسی کو دیکھتے کہ وہ بھی آپ کی تقلید میں سماع کرتا ہے تو آپ احترام سماع میں اُٹھ کھڑے ہوتے اور سماع کا پورا پورا ادب فرماتے۔حضرت محبوب الٰہی کی وفات چہار شنبہ ۱۸، ربیع ۲۵ ے ھ کو ہوئی۔عمر شریف ۹۴ سال ہوئی۔نماز جنازہ شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔کتاب سفینہ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۳۳۔

حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ درجہ ہندوستان کی روشن قوالی۔جو اس سے پہلے کہیں نہیں تھی۔آپ نے اس میں نئی نئی اختراعات کیں،اور آپ خود پڑھتے تھے۔اور سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سنتے تھے۔

جب حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان آئے۔دہلی میں امیر خسرو سے ملاقات کی۔ایک رات آپ کے ساتھ گذاری۔خسرو نے سعدی کی خدمت میں ایک درم پیش کیا اور عرض کی کہ جو کچھ دنیا کے مال سے ہمارے پاس ہے وہ حاضر ہے اور جو حکم ہو مہیا کیا جائے۔حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چراغ کے لئے تیل خرید لو تا کہ آج کی رات تمہارے ساتھ گزاریں،حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸، شوال ۲۵ ے ھ کو ہوئی۔

کتاب سفینہ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۳۶۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت منصور کے نور نے ڈیڑھ سو سال بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پُرفتوح پر تجلّی کی اور ان کے مرید ہوئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نے فرمایا کہ فریدالدین عطار کی مثنویات وغزلیات میں اسرار وتوحید کے جو معارت وحقائق ملتے ہیں اسی گروہ کے کسی شخص کے کلام میں نہیں ملتے۔ کتاب تذکرۃ الاولیاء الٰہی نامہ، منطق الطیر آپ کی تصنیفا میں ہیں۔ آپ صاحب وجد وسماع صوفیائے کرام میں تھے۔ کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۴۶۔

حضرت شیخ عفیف الدین تلسمانی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کی نظر میں آپ کا درجہ بلند ہے آپ مجلس سماع میں حاضر ہوتے تھے۔ اور سماع سے بڑا شغف تھا، اور خود بھی مجلس سماع کراتے تھے۔ آپ کی وفات ۶۹۰ھ کو ہوئی۔ کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۲۱۔

حضرت خواجہ شمس الدین

حضرت خواجہ شمس الدین محمد الکوسوی الجامی رحمتہ اللہ علیہ علم ظاہر و باطن میں جامع تھے۔ وجد و مجلس سماع کے دوران میں خواجہ پر بڑی رقت و وجد طاری ہوتا تھا، اور زور زور سے نعرہ لگاتے تھے جس کا اثر حاضرین مجلس پر ہوتا تھا۔ آپ کی مجلس میں اگر کسی کے دل میں کوئی خیال آتا تھا تو وہ آپ پر منکشف ہوجاتا، اور آپ اس کو اس طرح ظاہر کرتے کہ دوسرے کو خبر تک نہیں ہوتی۔ آپ کی وفات ۲۶، جمادی الاول ۸۶۳ھ کو واقع ہوئی۔ کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۳۶۔

حضرت شیخ ادہن جونپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے میں ہندوستان کے اکابر مشائخ سے تھے، اور اتنے ضعیف اور سن رسیدہ تھے کہ دو آدمیوں کی مدد سے کھڑے ہوتے تھے لیکن جب سماع میں تشریف لاتے تو پھر کسی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ کی وفات ۹۷۶ھ جونپور میں ہوئی۔

کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۲۴۰۔

حضرت شیخ سیدی احمد بن ابوالحسن الرفاعی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیدی احمد بن ابوالحسن الرفاعی رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت غوث العظم رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔صاحب کشف وکرامات اور مقامات عالیہ تھے۔مذہبا شافعی تھے۔ایک دن شیخ احمد رفاعی کی مجلس میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی مناقب بیان کئے جارہے تھے۔ایک شخص نے بد اعتقادی سے کہا بس کیجئے اے شیخ۔شیخ احمد رفاعی نے غضب آلود نگاہ سے اس کی طرف دیکھا،وہ اسی وقت مرگیا۔پھر فرمایا کہ کسی میں طاقت ہے کہ عبدالقادر جیلانی کے مناقب بیان کرسکے۔اور اس کے مرتبہ تک پہنچ سکے۔آپ کی وفات پنجشنبہ ۱۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ حالت سماع میں ہوئی۔کتاب سفینۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۱۴۱۔

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

فوائد الفوائد میں حضرت محبوب الٰہی نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے ایک مرید نے عرض کی کہ میں اپنے کام میں حیران ہوں۔ اس واسطے کہ جو طاعت اور عبادت چاہئے۔ وہ میں نے کی نہیں، اور نہ درویشوں سے اور نہ کوئی شغل مجھ میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن کبھی سماع سنتا ہوں تو تھوڑی دیر راحت ہوتی ہے یا جس وقت جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اس وقت دنیا و مافیہا سے دل خالی ہوتا ہے۔ فرمایا کیا اس وقت دل تعلقات دینوی سے خالی ہوتا ہے۔ جناب اس وقت تو ہوتا ہے۔ فرمایا سماع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہاجم دوسرے غیر ہاجم۔ ہاجم اسے کہتے ہیں کہ جب سماع کے وقت کوئی آواز یا شعر سنایا جائے۔ اس کے بدن کو جنبش ہو، اسے ہاجم کہتے ہیں۔ اس کی تشریح نہیں ہو سکتی۔

غیر ہاجم وہ ہے کہ جب سماع کا اثر ہو جائے تو اسے برداشت کرے۔ خواہ حضرت حق پر یا اپنے پیر پر یا کسی اور چیز پر جس کا خیال دل میں گزرے۔ واللہ علم بالصواب۔ کتاب فوائد الفوائد حصہ سوئم صفحہ نمبر ۱۲۸۔

ذکر قاضی کرمان و جمع کردن اور مشائخ و ذکر سماع دوران مجلس:۔ پھر اس کے بارے میں بیان فرمائی کہ میں نے اس سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں ایک مرتبہ کرمان میں بطور مسافر وارد ہوا تھا۔ کرمان میں ایک قاضی تھا۔ جس نے ایک روز شہر کے بڑے بڑے روسا اور مشائخ کو بلایا، اور مجالس آراستہ کی ایک لاغر اور ناتواں زرد درویش بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ اگر چہ اس کو بلایا تو نہیں گیا تھا لیکن اس نے سنا تھا کہ آج قاضی کے یہاں دعوت ہے۔ آ کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ جب سماع شروع ہوا۔ تو اس درویش میں جنبش شروع ہوئی۔ اٹھ کر رقص کرنا چاہا، قاضی اس بات سے ناراض

ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے صاحب صدر یا کوئی اور بزرگ رقص کرے۔ یہ درویش کیوں اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اسے آواز دی کہ اے درویش بیٹھ جا۔ درویش ناراض ہو کر بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی کے بعد جب سماع شروع ہوا تو قاضی اٹھا اٹھتے ہی درویش نے کہا۔ قاضی صاحب بیٹھ جائیے۔ درویش نے آواز کچھ ایسے لہجے میں کہے کہ حاضرین دم نہ مار سکے۔ قاضی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ القصہ جب مجلس برخواست ہوئی تو اور لوگ بھی واپس چلے گئے اور وہ درویش بھی واپس چلا گیا۔ لیکن قاضی اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ چند مرتبہ اٹھنا چاہا۔ لیکن نہ اٹھ سکا۔

چنانچہ سات سال اسی حالت میں رہا۔ آخر سات سال بعد وہی درویش واپس آیا، اسے معلوم تو تھا ہی کہ کاروائی کی ہوئی ہے۔ قاضی کو آ کر دیکھا کہ لاغر ہو گیا ہے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ قاضی اٹھ، لیکن قاضی نہ اٹھا۔ پھر دوسری مرتبہ کہا، قاضی صاحب اسی طرح بیٹھے رہے۔ تیسری مرتبہ کہا، بھلا اسی طرح بیٹھا رہ اور اسی طرح مر جانا۔ یہ کہہ کر چلتا بنا۔ بعد ازاں قاضی نے آدمیوں کو دوڑایا کہ اسے واپس لائیں۔ لیکن اس کا پتہ نہ ملا اور قاضی صاحب پھر اسی حالت میں مر گئے۔

کتاب فوائد الفوائد حصہ چہارم ءصفحہ نمبر ۱۷۵۔ مصنف محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ذکر سماع قاضی حمید الدین فتویٰ بدعیا:۔ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کہ اس شہر میں سماع کا سکہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ عایہ نے جمایا تھا اور نیز قاضی منہاج الدین نے جو قاضی وقت اور سماع کا دلدادہ تھا۔ ان دونوں کی کوشش سے سرانجام ہوا۔ گو مخالفوں نے مخالف کی لیکن قاضی صاحب اپنی بات پر پکے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ بادشاہ کے مکان میں سفید محل کے پاس دعوت کی۔ جہاں شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ العزیز بھی موجود تھے۔ دوسرے بزرگوں نے مولانا رکن الدین سمرقندی کو اطلاع کی کہ یہاں سماع ہونے والا ہے۔ وہ سماع کے سخت مخالف

تھے۔مع خدمت گاروں کے گھر سے نکل روانہ ہوئے تا کہ جا کر سماع سے منع کریں۔ جب قاضی حمیدالدین ناگوری نے سنا کہ اس طرح آ رہے ہیں تو گھر کے مالک کوکہا کہ تو کسی جگہ جا کر چھپ جا خواہ تجھے کتنا ہی بلا میں آنا مت۔گھر کے مالک نے ویسا ہی کیا۔

قاضی حمیدالدین صاحب نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور سماع شروع کرو۔ جب مولانا رکن الدین سمرقندی آئے تو پوچھا گھر کا مالک کون ہے؟ جواب ملا یہاں موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں۔ پھر پوچھا اور جستجو کی۔لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر واپس چلے گئے۔خواجہ صاحب جب اس مقام پر پہنچے تو مسکرا کر فرمایا کہ قاضی صاحب نے کیا اچھی تدبیر نکالی کہ مالک مکان کو غائب کر دیا۔یعنی بے اجازت گھر میں آنا منع ہے اگر مولانا رکن الدین بغیر اجازت اندر چلے جاتے تو ان پر مواخذہ ہوسکتا تھا۔ بعدازاں فرمایا کہ مولانا شرف الدین بجیری بھی قاضی صاحب کے مخالف تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ مولانا شرف الدین بجیری بیمار ہوئے۔تو قاضی حمیدالدین صاحب بیمار پرسی کے لئے آئے۔ مولانا کو اطلاع دی گئی۔فرمایا کہ جوشخص اللہ تعالیٰ کو معشوق کہتا ہے میں اس کا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ غرض کہ نہ آنے دیا۔ میں (مؤلف کتاب) حضرت عبدالغنی نابلی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ سماع محققین کے نزدیک لفظ عام ہے جس کو غنا کہتے ہیں خواہ زہد کے مضامین یا نغمہ کے ساتھ ہو یا بغیر نغمہ کے یا سازیاں بے ساز کے ہو کوئی فرق نہیں۔دف ہو یا مزامیر سب برابر ہے مجمع ہو یا بے مجمع کے اور جب بولا جاتا ہے تو یہی معنی ہوتے ہیں۔سب کا حکم شرع میں ایک ہے ہاں سازوں میں علماء کا اختلاف ہے بعض مطلقاً کل سازوں کو حلال کہتے ہیں اور بعض حرام اور بعض لوگ حلت کو خاص دف کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں۔ چونکہ دف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سننا ثابت ہے۔جیسا کہ حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے

اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں تحریر فرمایا ہے اور ردالمختار میں ہے کہ آلات لہو و بالذات حرام نہیں ہے۔ بلکہ قصہ لہو سے خواہ سننے والے خواہ بجانے والے کے ہو حرام ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قول اسلم اس پارہ میں ہے کہ کل کے کل آلات سماع حرام نہیں ہیں اور کل کے کل باجے حلال نہیں ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ آلات بالذات کبھی حلال ہو جاتے ہیں اور کبھی حرام نیت کے اختلاف کی وجہ سے اس میں دلیل ہے۔ ہمارے پیشوایان طریقت صوفیائے کرام کے لئے کیونکہ ان کا قصد سننے میں خدا کے عشق و محبت کا ہونا ہے۔ پس معترضین کو جرأت نہیں ہونی چاہئے کہ اس کا انکار کرے، اور ان کی برکت سے محروم رہیں۔ اس لئے کہ وہ ہمارے سردار ہیں۔ ان کی وجہ سے ہم پر اچھی دعائیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ سماع کا سننا خود حضور اقدس رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری و سنن نسائی ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہے کہ خلفاء راشدین و دیگر صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سنا ہے۔ ملا علی قادری کے قول سے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سماع سننا ثابت ہے اور تینوں اماموں نے بھی سنا ہے۔

مولانا عبدالرزاق و مولانا عبدالحئی صاحب وغیرہ نے اپنے فتاویٰ میں نفس غناء کو ممنوع نہیں لکھا ہے بعض اکابر طبقہ اولیاء کے لئے سماع تھے۔ لیکن انکار بھی نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور بعض اکابرین طبقہ اولیاء نے سماع سنا ہے جیسے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری و حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے رقص و وجد کیا ہے اور خوشی کی حالت میں رقص و وجد صحابہ کرام سے ثابت ہے بلکہ میں نے عرض کی کیا اس معشوق سے مراد محبوب ہے فرمایا کہ اس بارے میں بہت سی باتیں ہیں۔ جس قدر لوگوں کو واقفیت ہوتی ہے ویسا ہی لوگوں کو جواب دیتے ہیں۔ لیکن گھر بیٹھے کوئی

بات کہہ دے اسے کوئی کیا کرے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ قاضی کبیر اور مولانا برہان الدین بلخی تینوں بزرگوار شیخ کبیر کی مجلس میں حاضر ہونے کی خاطر جا رہے تھے۔ قاضی حمید الدین خچر پر سوار تھے، اور باقی دونوں قد آور گھوڑوں پر۔ اسی اثنا میں مولانا کبیر نے قاضی حمید الدین کو کہا مولانا آپ کی سواری ٹٹو صغیر (چھوٹا) ہے۔ قاضی صاحب نے جواب دیا کبیر بڑے سے اچھا ہے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ دیکھو کیا عمدہ جواب ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں فرمایا کہ جب قاضی حمید الدین ناگوری نے سماع کا شہرہ ہوا تو بہت سے مخالفین نے فتوے لگائے اور جواب سنے اور سب نے لکھا کہ سماع حرام ہے ایک فقیہ نے جن سے قاضی حمید الدین صاحب کا میل جول تھا۔ شاید اس نے بھی فتوے میں کچھ لکھا تھا۔ اس کی خبر جب قاضی صاحب کو ملی اتنے میں وہ فقیہہ قاضی حمید الدین صاحب کے پاس آیا۔ تو قاضی صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ نے بھی اس کا جواب لکھا ہے۔ وہ شرمندہ ہوا، اور کہا ہاں لکھا ہے۔ اس بات پر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس روز قاضی صاحب نے اپنا بھید کچھ اس فقیہہ پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ وہ تمام مفتی جنہوں نے جواب لکھے ہیں۔ میرے مقابلے میں ابھی ماں کے شکم سے پیدا بھی نہیں ہوتے ہیں اور تو پیدا ہوا ہے لیکن ابھی بچہ ہے۔ کتاب فوائد الفوائد حصہ پنجم صفحہ ۲۶۳۔

حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے شیخ ضیاء الدین رومی سے خود سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے دوست کو سماع کا بہت شوق تھا اور محفل سماع میں ان کو خوب حال آیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ انہیں جنت میں ایک بہت بلند مقام ملا ہے لیکن اس مقام اعلیٰ پر رسائی کے بعد بھی مغموم و پریشان ہیں۔ میں نے ان کو جنت مل جانے پر مبارک باد دی اور پوچھا کہ آپ مغموم کیوں ہیں۔ شیخ ضیاء الدین رومی نے جواب دیا کہ مجھے سب کچھ مل گیا ہے مگر سماع کی لذت وحال سے محروم ہوں۔ کتاب اخبار الاخبار ص۔ ۴۷

خود حضور اقدس سرور عالم ﷺ نے وجد کیا ہے جیسا کہ مخدوم شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ اپنی مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہہ سے مروی ہے کہ گفت نزد رسول اللہ ﷺ بودم کہ جبرائیل دررسید پس گفت یا رسول اللہ ﷺ بشارت مرترا کہ درویشاں امت تو درآنید در بہشت پس اداغنیا پانصد سال قرآں تم روز بود پس حضور بریں بشارت خوش شدند وگفت درمیاں شما بہت کہ شعرے بخواند پس بدوئے گفت کہ ہست یا رسول اللہ گفت انگاہ بیئے بخواند پس رسول اللہ ﷺ تو اجد کردند، جملہ صحابہ باوے متابعت نمودند تا روائے مبارک ازدوس مبارک بیفتاد پس چوں فارغ شدند ہر کسے بجائے خود قرار گرفتند۔ معاویہ ابن ابی صفیان گفت چہ نیکو بازی شماست یا رسول اللہ پس فرمود دور باش یا معاویہ کریم بنود ہر کہ بشفیدن ذکر دوست درجنبش نیاید پس ردائے مبارک قسمت کردند بر حاضراں بہ چہارصد پرکالہ انتہی۔

حضرت ملا علی قادری

حضرت ملا علی قادری فرماتے ہیں کہ صوفیوں کے لئے ایسا ہے جیسا کہ زمزم کا پانی پینے والوں کے لئے ہے اور اس میں فوائد کثیر ہیں ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

جائیکہ زاہداں ہزار اربعین رسند

مست شراب عشق بیک آہ می رسند

کتاب انتباہ الطالبین

مصنف شاہ محمد حنیف صاحب قادری تیغی

حسب فرمائش حضرت شاہ محمد تیغ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

سماع کے شرائط

مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ احقاق اسماع کے صفحہ نمبر ۱۲۹۔۱۳۰ میں زماں، مکاں، اخوان۔ جس کی تشریح یوں فرماتی ہے کہ زماں سے وہ اوقات مراد ہیں کہ جن میں سماع سنا جائے تو اباحت سماع کے لئے شرط یہ ہے کہ ان اوقات میں جن میں اگر سماع سنا جائے تو نماز نہ جاتی رہے یا اور کوئی واجب ترک نہ ہو یا شہادت واجبہ کا وقت نہ جاتا رہے۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ ہمارے زمانے کے متصوفین جو اپنی مجالس سماع میں بیٹھے رہتے ہیں اور ازاں ہوا کرتی ہے یہ ان کو زیبا نہیں ہے ادنیٰ امر یہ ہے کہ اس کی وجہ سے جواب دینا اذاں جاتا رہتا ہے اور خدا کا نام کان میں نہیں پہنچتا ہے اس سے بہت پرہیز کرنا چاہئے۔ انہیں وجوہ سے علماء ظواہر ہر حرمت کو بہت شدومد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے وقت نماز کے سرگرم مجلس رہتے ہیں۔ یہ صریحی گناہ کبیرہ ہے اور مکان سے مراد یہ ہے کہ جس مجلس میں گانا ہوتا ہو تو شرط اباحت یہ ہے کہ وہ مجلس خالی ہو۔ خمر اور زنا اور لواطیہ سے اور جتنے محرمات شرعیہ اور مسکرات ہیں اور اخوان سے مراد شرکائے مجلس ہیں۔ جیسے اجنبیہ عورت یا لڑکی جس سے شہوت کا خوف ہو وہاں موجود نہ ہو اور سننے والا قادر ہو ضبط قلب اور حفظ خطرات پر دل میں اپنے وہ خیال نہ لائے جو حرام ہیں اور اگر دل میں وہ خیالات آجائیں تو ان کو دفع کرنے پر قادر ہو۔ اگرچہ بار بار اس کے دل میں یہ خیالات آویں مگر ان کو دفع کرتا رہے۔ جیسا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی فرماتے ہیں سامع کے لئے قصہ حسن اور زیست صالحہ ہو اور لواطت اور شراب جو چیزیں مسکرات اور مخودات ہیں نہ ہوں۔ اور وہ قادر ہو ضبط قلب اور حفظ خطرات پر کہ دل میں وہ چیزیں جن کو خدا نے حرام کیا ہے نہ لائے۔ اور دل میں خود آجائیں تو قادر

ہو،اس پر کہ قلب سے دفع کر دے اور دل کو فوراً صاف کر لے۔اس کو اس طرح کے خیالات ضرر نہ کرینگے۔اس وجہ سے کے بچ سکتا ہے اور کرنے سے اس کے باز رہ سکتا ہے تو اس کے لئے سماع مذکور کے تمام اقسام جائز ہیں۔اور کوئی چیز اس میں حرام نہیں۔تو جب تک اس اوصاف سے متصف رہے گا سماع حلال رہے گا۔اس وجہ سے کہ دل اس کا طاہر ولطیف اور ظاہر و باطن اس کا پاک ہے تو سماع کی وجہ سے اس کے دل میں وہ چیزیں جاگزیں نہ ہوں گی ۔ جو خدا نے منع کیا ہے اور نیز فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے لئے سماع مباح ہے اگر چہ عارف باللہ نہ ہو اور خدا کی تجلیات سے آگاہ نہ ہو گو کہ وہ عالی اور غافل ہو یا عالم ہو مگر اس کو شہود نہ حاصل ہو۔آہ بلفظ ملفوظات خواجہ نصیر الدین چراغ الدین دہلوی میں لکھا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔ایک حلال، دوسری حرام، تیسری مکروہ، چوتھی مباح۔پھر اس کی تشریح یوں فرمائی کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہو تو مباح ہے۔اگر مجاز کی طرف ہو تو مکروہ ہے۔اگر بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو حلال ہے۔اگر بالکل مجاز کی طرف ہو تو حرام ہے پھر فرمایا کہ جو آواز موزوں ہے وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سماع ایک سرحق ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الذین یستمعون القول فیتبعون ط اُولییک الذین ھذا ھمُ اللہ اُولییک ھم اولوالالباب ط وہ لوگ جو کان دھرتے ہیں یعنی سنتے ہیں۔ باتوں کو بس پیروی کرنے میں نیک باتوں کی وہی لوگ ہیں کہ ہدایت کی اللہ ان کو اور وہی صاحب عقل ہیں۔ جب حیوانی خصلتیں جو ذات عالم میں ہیں۔ اس کی ذات سے مبدل ہو جاتی ہیں اور انسانی خصلتیں اس کے دل پر غالب آجاتی ہیں۔ تو عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بہت سے جنبش شروع ہوتی ہے۔ اس وقت باطنی اسرار کا کشف اسے حاصل ہوتا ہے۔ جس کے ذوق سے وہ رقص کرنے لگتا ہے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ۔

گر عروس سبز پوش مرا روئے نماید
لاحرم طاؤس دل دردرقص آمد

ایک مرتبہ کسی عالم نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں آکر کہا کہ کب جائز ہے کہ مجمع میں دف اور بانسریاں بجائی جائیں اور سماع سنا جائے۔ اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے فرمایا سماع نہ مطلق حرام اور نہ مطلق حلال۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کے لئے حلال کیا ہے اور بعض کے لئے حرام۔ تو جن کے لئے حرام ہے انہیں نہیں سننا چاہئے لیکن جن کے لئے حلال ہے انہیں کوشش سننے کی کرنی چاہئے۔ پھر فرمایا کہ مزامیر یا بانسریاں وغیرہ کے لئے احتیاط اور منع کا حکم بیشک ہے لیکن جب کوئی شخص اپنے مقام سے گرے تو شرع میں گرے، اگر

شرع سے بھی گر جائے تو پھر کہیں ٹھکانا نہیں۔ پھر فرمایا کہ سماع دردمندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ حضرت امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کے مطابق شرع میں نفس کے ہلاک کرنے کا حکم نہیں آیا اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اس قسم کا سماع پرغم اور اہل درد کے لئے مباح ہے اور بے دردوں اہل نفس کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے حضرت سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

جہاں پر سماع ست مستی وشور — ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

پریشاں شود گل بہ باد سحر — نہ ہیزم کہ نشکافد ش جز تبر

صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ ایک لونڈی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روبرو دف بجاتی تھی اور گاتی تھی کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا۔ حضور اقدس علیہ نے فرمایا کہ انہیں منع نہ کرو۔ اسی حالت میں رہنے دو۔ کیونکہ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے۔ پھر فرمایا کہ عوارف میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ سرود کیا جارہا تھا کہ اتنے میں رسول خدا علیہ تشریف لائے اور بغیر منع کئے ہوئے بیٹھ گئے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آکر دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ علیہ سرود سن رہے ہیں اور رو رہے ہیں تو آپ بھی رونے لگے۔ پھر امیر المومنین عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ جب سرود سنا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو ظہر کی نماز وضو کر کے ادا کی۔

کتاب انتباہ الطالبین۔

حسب فرمائش شاہ محمد تیغ علی قادری رحمتہ اللہ علیہ:۔ ایک بڑھیا کا بیٹا گم ہو گیا تھا۔ بہت تلاش کیا لیکن اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ تعویز وعملیات کا بھی سلسلہ شروع کیا۔ لیکن دس بارہ برس کی مدت گزرنے پر بھی وہ لڑکا واپس نہ ہوا۔ شہر سے باہر تکیہ میں ایک مرخدا رہتے تھے۔ وہ دنیا سے بے خبر اپنی دھن میں مست و بے خود تھے۔ بڑھیا وہاں گئی تو انہوں نے صاحب معمول اس پر کوئی توجہ نہ دی یہ بھی ہر تدبیر کر چکی تھی اور ہر جگہ سے مایوس واپس ہوئی تھی۔ خیال ہوا کہ یہیں حاضری دی جائے۔ شاید کبھی فقیر کی توجہ بھی اس طرف ہو جائے۔ چنانچہ مدت تک بڑھیا کا یہی معمول رہا۔ تکیہ میں پہنچتی جھاڑو دیتی۔ دیر تک غم سے نڈھال بیٹے کی جدائی غم لئے ایک گوشے میں بیٹھی رہتی۔ آخر ایک دن رحمت الٰہی کو جوش آیا اور فقیر نے توجہ دی۔ بڑھیا نے اپنی داستان غم سنائی تو بولے میں اس قابل نہیں ہوں کہ تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔ ہاں ایک مرد خدا نخشوں میں رہتے ہیں۔ ان کے شب و روز ان ہی کے ساتھ گزرتے ہیں نخش گاتے ہیں اور وہ ڈھولک بجایا کرتے ہیں۔ ان کے پاس جانا اور فرصت کے وقت تمام حال سنانا۔ وہ ٹالنے کی کوشش کرینگے لیکن ان کا کوئی عذر نہ سننا آخر وہ تمہارا کام کر دینگے مگر دیکھو میرا نام مت بتانا ورنہ غضب ہو جائیگا۔ فقیر کے کہنے پر بڑھیا وہاں گئی۔ وہ ملے لیکن برابر انکار کرتے رہے۔ میں تو ذلیل و کمینہ ہوں مجھ سے ان باتوں کا کیا تعلق۔ اگر کوئی اس ڈھنگ کی بات معلوم کرتی ہو تو ضرور مجھ سے پوچھ لو۔ لیکن اس فقیر کی حسب ہدایت جب بڑھیا کسی طرح بھی راضی نہیں ہوئی تو انہوں نے کہا اچھا تمہارا کام ہو جائیگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں میرا پتہ کس نے دیا ہے بڑھیا اپنی غرض کے سامنے نرم ہو گئی اور اس فقیر کا نام بتا دیا۔ مرد خدا غصہ سے بڑھ گئے اور بولے ہم تو سمجھے تھے کہ وہ کسی قابل ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ وہ ابھی تک خادم ہے اس کم

بخت نے ہم کو بھی خراب کیا اور خود بھی برباد ہوا، اب ہم اس کو بھی اپنے ہی میں شامل کر لیں گے۔ پھر انہوں نے بڑھیا کہ سر پر ہاتھ رکھا۔ بڑھیا کی آنکھیں بند ہوئی تو ساری دنیا اس کی نظروں کے سامنے آ گئی۔ آپ نے فرمایا اطراف عالم پر نظر دوڑاؤ اور دیکھو تمہارا لڑکا کہاں ہے دیکھئے دیکھئے بڑھیا نے دیکھا کہ اس کا لڑکا قافلہ میں گھوڑے کی باگ پکڑے جا رہا ہے بڑھیا خوشی سے چلا اٹھی یہ رہا میرا لڑکا مرد خدا نے فرمایا اس کا ہاتھ خوب مضبوط سے پکڑ لو۔ بڑھیا نے لڑکا کا ہاتھ تھام لیا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھیا کے سر سے اٹھالیا۔لڑکا مع گھوڑے کے پاس موجود تھا۔لیکن اسی لمحہ وہ مرد خدا غائب ہو گئے۔ پھر وہ تکیہ پر پہنچی تو وہ مرد خدا بھی غائب تھے۔ بڑھیا زندگی بھر دونوں کو تلاش کیا ۔کیا وہ اسی طرح غائب ہو گئے کہ اسے پھر نظر نہیں آئے۔ کتاب جنت الفردوس نمبر ۱، صفحہ نمبر ۲۶ مئی ۱۹۷۸ء۔

☆ **شیخ علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ** اہل سماع تھے۔ اپنے مرشدان برحق کا عرس کرتے اور عرس کے روز سماع سنتے ۔لوگوں نے پوچھا کہ حضرت شیخ عرس کے روز سماع سنتے ہیں۔ اس میں کیا راز ہے! شیخ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر مصطفےٰ ﷺ اور علی مرتضےٰ نیز ہمارے مشائخ نے سماع سنا ہے۔ آج عرس کا روز ہے آج ہمارے مشائخ کو وصال حبیب نصیب ہوا ہے کہ" الموت جسرہ یوصل الحبیب الی الحبیب "موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب تک پہنچا تا ہے۔ ہم اپنے مشائخ کے اس وصال کی خوشی میں سماع سنتے ہیں کہ جس طرح وصال دوست نے ان کی دستگیری کی ہو سکتا ہے کہ ان کے صدقہ میں ہماری بھی دستگیری کرے۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی۔ صفحہ نمبر ۴۱۸

حضرت خواجہ ابواسحٰق شامی

خواجہ ابواسحٰق شامی

نویں میر خواجہ ابواسحٰق شامی قدس اللہ روحہ کے بیان میں آپ خواجہ علو دینوری کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ سماع کے اہل تھے۔ سماع بہت سنتے اور کوئی شخص آپ پر اعتراض نہ کرسکتا تھا اس دور میں مجتہدین بہ کثرت تھے۔ لیکن ان میں سے جو شخص شیخ ابواسحٰق کا سماع دیکھتا تو یہی کہتا کہ ایسا سماع مباح ہے۔ آپ کے کیف کا عالم یہ تھا جب آپ مجلس سماع میں تشریف لاتے تو عام حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو جاتا اور تمام در و دیوار میں حرکت و جنبش سی محسوس ہونے لگتی۔ لطف یہ ہے کہ جو شخص آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتا پھر وہ ہرگز کسی گناہ کے قریب نہ بھٹکتا۔ حضرت خواجہ آخرو (نوعمر خیز) اور دنیا دار کو مجلس سماع میں نہ آنے دیتے۔ اگر کوئی دولت مند خواجہ کی اجازت کے بغیر اتفاق مجلس سماع میں آجاتا تو فوراً توبہ کرلیتا۔ دنیاوی ساز و سامان فقیروں پر لٹا دیتا اور صاحب معرفت درویش اور اہل نعمت ہو جاتا۔ خواجہ ابواسحٰق جب سماع سننا چاہتے تو تین روز پہلے قوالوں کو خبر دیتے اور احباب سے فرماتے تیار ہو جاؤ ہم سماع سنیں گے۔ آپ کے بعض احباب دو روز متواتر اور بعض تین روز پے در پے روزے رکھتے۔ اور تمام قوال خود کو میری باتوں سے بچاتے رہتے۔ اس کے بعد خواجہ سماع سنتے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ بارش نہ ہوئی۔ خلیفہ نے آپ کی جانب توجہ کی اور عرض کیا کہ خدا سے دعا کیجئے تاکہ بارش ہو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ قوالوں کو حاضر کرو۔ جب ہم پر سماع کا کیف غالب اور ہماری آنکھوں سے پانی جاری ہوگا۔ اسی وقت بارش بھی ہوگی۔ خلیفہ نے فوراً قوالوں کو بلایا۔ خواجہ نے فرمایا اے خلیفہ تم واپس جاؤ۔ خلیفہ لوٹ گیا۔ فرمایا کہ سماع شروع ہو۔ جب سماع شروع ہوا تو آپ پر کیفیت طاری ہوئی، اور آنسو رواں ہوئے اور وجد میں آئے۔ اسی وقت بارش شروع ہوگئی۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی۔ صفحہ نمبر ۲۱۹

حضرت خواجہ ابو احمد کلام ربانی

حضرت خواجہ ابو احمد کلام ربانی کے حافظ تھے۔آپ کو علم میں کمال حاصل تھا۔خواجہ سری سقطی ان سے ملاقات کے لئے اکثر آتے جاتے تھے۔خواجہ ابو احمد کی مجلس سماع میں خواجہ سری سقطی آ جاتے تو فرماتے کہ ''خواجہ ابو احمد اس مقام پر فائز المرام ہو کر سماع سنتے ہیں کہ اگر اس جگہ سے کوئی آواز پیدا ہو تو سری سقطی کے احوال کی دستگیری کرے اور دولت عظیم اسے حاصل ہو۔

☆ اس زمانہ میں مجتہدین میں سے کوئی مجتہد خواجہ ابو احمد کے سماع پر انکار نہ کرنا۔مگر ایک مجتہد فضیل مکی کہتے کہ سماع مطلقاً نہ سننا چاہئے۔کسی نے یہ بات شیخ ابو احمد چشتی تک پہنچائی۔شیخ نے فرمایا خدایا ڈھکی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے اگر ابو احمد کوئی بدعت کرتا ہے تو اسے سزا دے ورنہ فضیل مکی کو ادب کی توفیق دے۔اسی وقت سرخ ہوا کا ایک جھونکہ فضیل مکی پر گزرا کہ ان کی ناک بیٹھ گئی اور پھنسی ہو گئی۔اطباءٔ جتنا علاج کرتے فضیل مکی کا مرض اتنا ہی بڑھتا۔مکی نے خدائے عزوجل کی جانب توجہ کی۔ایک رات رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ آقا دعا فرمائیں کہ مجھے یہ پھنسی کی تکلیف جاتی رہے۔آپ نے ارشاد فرمایا تم شیخ ابو احمد کے سماع کا انکار کرتے ہو اور اس کے سماع کا انکار، اس کے مشائخ کے سماع کا انکار ہے، اور ان کے مشائخ کے سماع کا انکار ہمارے سماع کا انکار ہے۔اور جو شخص مشائخ دین وملت کا اور ہمارا انکار کرتا ہے۔یہی دیکھتا ہے کہ جو تم نے دیکھا اگر اس مصیبت سے خلاصی چاہتے ہو تو ابو احمد کی مجلس سماع میں صدق دل سے حاضر ہو جاؤ۔فضیل مکی ابو احمد کی مجلس سماع میں حاضر ہوئے اور سماع کا انکار دل سے دور کیا۔فوراً ہی جیسے تھے ویسے ہی تندرست ہو گئے۔جب شیخ سماع سے فارغ ہوئے اور ان کی نظر فضیل مکی پر پڑی تو فرمایا کہ اے فضیل! سماع اور اہل سماع کے مقامات کو دیکھا، کہا کہ ہاں دیکھا۔

اور روبرو دیکھا۔ جو سماع حضرت کا معمول ہے وہ خالق کائنات تبارک وتعالیٰ کے اسرار میں ہے (ہم جیسے) عوام الناس خواجہ ابواحمد سات سال کی عمر میں مجذوب ہو گئے تھے۔ ایک روز ابواسحٰق شامی کی مجلس سماع میں حاضر تھے کہ خواجہ ابواسحٰق نے فرمایا! آؤ اے ابواحمد چشتی عاشقوں کے سماع میں شریک ہو جاؤ کہ تم اہل سماع ہو۔ یہ الفاظ کان میں پڑتے ہی حجاب دور ہو گیا۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک نظر میں آ گیا۔ بعد علم محق حاصل ہو گیا۔ خواجہ ابواحمد چشتی سات سال کی عمر میں جو باتیں بیان کرتے اسے سن کہ اس زمانہ کے علماء کو حیرت ہوتی۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں خواجہ ابواسحٰق شامی کے مرید ہوئے اور گوشہ نشی ہو کر ذکر لا الہ اللہ میں مصروف ہو گئے۔ اسی حالت پر جب دس سال گذر گئے تو خواجہ ابواسحٰق شامی نے خواجہ ابواحمد جشتی کو خلافت عطا کی اپنا جانشیں بنایا اور فرمایا کہ اے ابواحمد تم میرے فرزند کی جگہ ہو۔ مجھے جو نعمت مشائخ سے ملی تھی وہ سب میں نے تم کو دی۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۳۲۔۴۲۴

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ روحہ کے بیان ہیں۔ آپ خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی نامور بزرگ، عارف کامل، محرم اسرار معرفت، سرگروہ محققین اور سرتاج اولیائے مقربین وصالحین تھے۔ آپ کی خانقاہ میں جو شخص تین روز رہتا، اس کی بگڑی بات بن جاتی۔ خدا کے ولیوں میں کا ایک ولی ہو کر خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا۔

نقل ہے کہ جو شخص آپ کا مرید ہوتا۔ پہلے ہی روز اس کے دل سے ماسوی اللہ کا حجاب اٹھ جاتا اور عرش سے فرش تک تجلیات کے انوار اس کی نظر میں آجاتے۔ خواجہ کے مریدوں میں ایک صاحب نعت ہوتا۔ علم میں آپ کو ملکہ تھا، کوئی حرکت وسکون اور قول وفعل بلا اجازت شرع نہ ہوتا۔ کوئی کام کرنا چاہتے تو پہلے بارگاہ رب العزت کی جانب توجہ کرتے۔ جو کچھ ہاتف غیبی ندا کرتا اس پر کاربند ہوتے۔ خواجہ قطب الدین مودود کے زمانے میں آپ کا مماثل کوئی نہ تھا۔

سماع بہت سنتے اور اکثر سماع کے دوران غائب ہو جاتے۔ پھر آموجود ہوتے۔ کسی مرد صوفی نے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے کہ کبھی کبھی سماع میں حضرت مخدوم گم ہو جاتے ہیں اور پھر تشریف لے آتے ہیں۔ فرمایا ابھی تک تمہاری نظر ظاہر پر ہے چشم باطن روشن نہیں۔ اہل سماع نور اسود کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس سے برتر کوئی مقام نہیں۔ اور اس مقام پر ظاہر بینوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر مقام قرب میں حاضر رہتے ہیں۔ انہیں سوائے محبوب اور محبوبان کے کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا۔ کبھی کبھی آپ دوران سماع اتنا روتے کہ سینہ مبارک تر ہو جاتا، اور کبھی کبھی اتنا مسکراتے کہ چہرہ سرخ ہو جاتا۔ ایک درویش نے دونوں حالتوں کا راز دریافت کیا تو فرمایا کہ

مشاہدہ وجلال و جمال کے آثار ہیں، اور فراق ووصال کا ثمرہ پھر سماع کے اتنے اسرار ہیں کہ تقریر اور بیان میں نہیں آسکتے۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۲۸_۴۲۹

حضرت خواجہ عثمان ہارونی

نقل ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے دس سال تک خود کو کھانا نہ دیا۔ اور سات روز کے بعد منہ پر ایک گھوٹ پانی پیتے اور عرض کرتے کہ خدایا ہمیں نفس کے ظلم سے بچا۔ نفس مجھ پر غالب آجاتا ہے مجھ سے پانی مانگتا ہے تو اسے ایک گھونٹ منہ بھر پانی دے دیتا ہوں۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سماع میں بہت روتے اور کبھی کبھی زرد پڑ جاتے۔ آنکوں کا پانی خشک ہو جاتا اور جسم مبارک میں خون نہ رہتا۔ ایک نعرہ زور سے لگاتے اور آپ پر وجد طاری ہو جاتا۔ نقل ہے کہ اس وقت کا خانوادہ سہروردیہ میں مرید تھا۔ اور سماع سے روکتا تھا۔ ایک دن خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ خواجہ جنید نے سماع سے توبہ کرلی ہے اگر سماع روا ہوتا تو آپ سماع سے توبہ نہ کرتے۔ جب کہ خواجہ جنید سات سال کی عمر میں مقام اجتہاد تک پہنچ چکے تھے۔ جب آپ نے سماع سے توبہ کی ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ سماع سے توبہ کریں اور سماع کے قریب بھی نہ جائیں۔ بلکہ جو شخص سماع سے باز نہ آئے اسے پھانسی پر چڑھائیں اور قوالوں کو قتل کردیں۔ خواجہ عثمان ہارونی نے کہا کہ سماع ایک سر ہے ان اسرار میں سے بندے اور مولے کے درمیان ہیں۔ اگر ہم سماع سے توبہ کرینگے۔ گنہگار نیک کو بد کہنے والے اور اپنے مشائخ کی پیروی سے باز رہنے والے ہوں گے۔ لہٰذا ہم سماع سے توبہ نہ کرینگے۔ ہم علماء کی مجلس میں حاضر ہوں گے اور دیکھینگے کہ وہ ہمارے سماع کو (دلائل) سے قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ خلیفہ نے پھر دربان کو بھیجا کہ تشریف لائیں۔

☆ خواجہ نے استخارہ کیا اور چل کر علماء کی مجلس میں تشریف لائے۔ علماء نے جیوں ہی آپ کا چہرہ مبارک دیکھا ان پر دہشت غالب آگئی۔ علم فراموش ہوگیا کہ انہیں حروف تہجی بھی یاد نہ رہے۔ اور ان میں سے ہر ایک خواجہ عثمان ہارونی کے پیروں پر گر پڑا اور فریاد کی کہ آپ کو سماع مباح ہے کہ

آپ اللہ والوں میں سے ہیں۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس زمانے میں خواجہ جنید نے سماع سے توبہ کی تھی یہ نہ فرمایا تھا کہ سماع اہل سماع کے لئے بھی حرام ہے۔ اس وقت خواجہ نصیرالدین چشت میں تھے۔ فرمایا کہ اگر جنید چشت میں ہوتے یا ناصرالدین بغداد میں تو جنید نے سماع سے توبہ نہ کی ہوتی۔ لہذا ہمارے مشائخ نے توبہ نہ کی اور ہر ایک نے سماع سنا۔ حضرت جنید کو جداگانہ سلسلہ رکھتے ہیں ان کی توبہ ہم پر حجت نہیں۔ تمام علماء نے خواجہ کے پیروں پر اپنا سر رکھ دیا اور عرض کی کہ ہم سب آپ کے سپردغلام ہیں۔ جو راستہ جناب نے اختیار کیا ہے وہی ہمارا مطلوب ہے۔ خواجہ صاحب نے ان علماء پر لطف و کرم کی نگاہ ڈالی کہ ان سے ہر ایک اللہ والا ہوا۔ اس پر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور ہر ایک نے دنیاداروں کو چھوڑ دیا اور گوشہ نشینی ہوگئے خلیفہ نے جب یہ کرامت دیکھی تو کہا کہ خواجہ سے کہو کہ وہ اپنے مشائخ کے اتباع میں سماع سنیں اور ہم اپنے مشائخ کی پیروی میں اس سے توبہ کرتے ہیں۔ خواجہ مکان پر تشریف لائے۔ قوالوں کو طلب کیا اور سماع شروع کرایا اور ایک ہفتہ تک شب و روز خلیفہ صوفیوں کے ساتھ سماع سنتے رہے۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۳۲۔۴۳۳

حضرت خواجہ معین الدین کو سماع کا ذوق تھا۔ آپ بہت سماع سنتے بلکہ جو شخص آپ کی پاک صحبت میں ہوتا وہ بھی سماع سننے لگتا اور اس کا اہل ہو جاتا۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۳۶

بعض صوفیا کے مشاغل میں سماع ورقص بھی داخل ہے اس مسئلہ سماع میں اگر چہ علماء کرام کو سخت اختلاف ہے مگر گروہ صوفیاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اہل سماع کے لئے سماع بالذات اور ان کی صورت بنانے والوں کے لئے ان کے طفیل مباح۔ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ بندہ جو چیز خدا کی حضوری کے لئے کرے وہ اس کے لئے مباح ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ۔ اے محبوب میرے ان بندوں کو بشارت دیجئے جو بات سنتے پھر اچھی سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں جاننا چاہئے کہ اہل سماع کے حالت سماع میں مختلف درجات ہیں۔ بعض وہ لوگ جن میں بحالت سماع اندوہ یا خوف یا شوق پیدا ہوتا ہے۔ وہ روتے چلاتے نعرے لگاتے محویت کے عالم میں اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں۔ جب بعض حضرات میں رجاء فرحت اور دلی مسرت پیدا ہوتی ہے اور عالم وجد میں رقص بھی کرتے اور تالیاں بجاتے ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بحالت رقص تابوت سکینہ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کی زوجہ نے عرض کی کہ کیا آپ رقص کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ نبی ہیں۔ ارشاد فرمایا کیا تو میرے دل کی محویت اور عالم بے خودی پر یہ حکم لگاتی ہے۔ جا میں نے تجھے تلاق دی۔ کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبد الواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۳۵۹۔۳۶۰

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری

حضرت قاضی حمید الدین مخدوم شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ راستے میں جا رہے تھے کہ ایک چڑیا کو دیکھا کہ اس کی چونچ میں بارہ سوراخ ہے اور ہر سوراخ سے جدا جدا آواز آتی ہے۔ آپ نے جب اس کی آواز سنی تو مدہوش و بے خود و مست ہو کر رقص کرنے لگے۔ خضر علیہ السلام حاضر تھے، جب قاضی حمید الدین رقص سے فارغ ہوئے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ رقص جو آپ نے کیا اور یہ سماع جیسا کہ سنا آپ سے پہلے لوگوں نے بھی سنا ہے۔ قاضی حمید الدین پر سماع کا کیف طاری تھا۔ حضرت خضر سے فرمایا کہ ہمیں سے قوالوں کو موجود کیجیے۔ تاکہ ہم سماع سنیں خواجہ خضر نے فرمایا کہ جب سے خواجہ جنید بغدادی نے توبہ کی اور اللہ کی رحمت سے واصل ہوئے۔ اسی روز سے بغداد میں سماع ممنوع قرار دے دیا گیا۔ جو شخص سماع سنتا ہے اسے پھانسی پر چڑھاتے اور قوالوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ لیکن خاندان چشت میں خواجہ جنید بغدادی کے بعد خواجہ ناصر الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین مودود نے سماع سنا ہے اور خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ نے بھی سنا ہے۔

قاضی حمید الدین نے سات غلام خوش الحان بازار سے خرید ے انہیں اپنی غزلیں یاد کرائیں۔ اور وہ سب غلام ان کی غزلوں کی دلکش و بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ قاضی حمید الدین سماع سنتے اور رقص کرتے۔ جو گرامی قدر مفتیان وقت معترض ہوئے۔ اور کہا کہ سماع شرعاً ممنوع ہے۔ جنید بغدادی نے سماع سے توبہ کی ہے۔ قاضی حمید الدین نے کہا کہ خواجہ جنید نے سماع سنا ہے اور جو بزرگ ان کے زمانے میں تھے انہوں نے بھی سماع سنا ہے۔ جب اہل سماع فوت ہو گئے تو آپ نے توبہ کر لی۔ لہٰذا ان کی توبہ پر حجت نہیں۔ جب کہ جنید نے خود سماع کے مباح ہونے کا فتویٰ دیا ہے کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ سماع کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ تو فرمایا کہ بندہ اللہ کے تصرف

کے لئے جو کام بھی کرے وہ مباح ہے۔ جب علماء نے دیکھا کہ قاضی حمید الدین سماع پر فریفتہ ہیں ۔اس روایت کے بموجب سماع کو از سر نو جاری کر دینگے۔تو ان سے کہا کہ دہلی میں علم کی قلت ہے اور یہاں اسلام نیا نیا آیا ہے آپ کو بغداد جانا چاہئے۔تو قاضی حمید الدین بغداد کی تشریف لے گئے ۔بغداد میں اس وقت سات سو علماء اہل فتویٰ موجود تھے۔ جب کہ بغداد ہی میں قاضی حمید الدین کے ایک مرید تھے جو بڑے معزز اور صاحب ثروت تھے۔آپ انہیں کے مکان پر فروکش ہوئے ۔مکان کا ایک حجرہ بند تھا۔آپ نے پوچھا کہ اس حجرہ میں کیا ہے جواب دیا کہ بانسری بجانے والا میرا ایک دوست ہے جس کا یہی پیشہ ہے۔قتل کے خوف سے ہم نے اسی حجرہ میں اسے بند کر رکھا ہے۔قاضی حمید الدین بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اے بھائی میں تو سماع کا شیدائی ہوں۔اس لئے نواز کو حجرہ سے نکالو اور کہو کہ بانسری بجائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت جنید کے وصال کو دو سو برس گذر چکے تھے اور کسی نے بغداد میں سماع نہ سنا تھا۔آپ کے ارشاد پر بجانے والا حجرہ سے باہر آیا اور بجائی۔قاضی حمید الدین سماع میں مدہوش ہو گئے۔ادھر قاضی شہر اور اہل فتویٰ علماء کو اس کی خبر پہنچی۔ تو قاضی نے اطلاع بھیجی کہ جس شخص نے سماع سنا ہے اسے حاضر کرو۔ جب قاضی کا فرستادہ آیا۔ اور اس نے قاضی حمید الدین کی کیفیت دیکھی تو قسم کھا کر بولا یہ شخص ضرور سماع کو دوبارہ رائج کر دے گا۔القصہ قاضی حمید الدین کی جب وہ حالت جاتی رہی تو قاضی کے میامبر نے کہا کہ اے عزیز جاؤ اور قاضی سے کہو کہ کل مجالس کا اہتمام کریں اور علماء کو بھی بلائیں حمید الدین بھی حاضر ہوگا ۔اگر حمید الدین سماع کا اہل ہوگا تو سماع سنے گا۔ ورنہ جہاں اتنے آدمیوں کو تم نے پھانسی چڑھایا ہے ۔حمید الدین کو بھی چڑھا دینا۔قاضی کا فرستادہ واپس گیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ جسے ان سب نے قبول کر لیا جب قاضی علماء، مفتیا شہر، اکابر اور بالانشین اعلیٰ عہدیدار و غیر علم سب آ گئے تو اہل فتویٰ نے

دریافت کیا کہ آپ سماع سنتے ہیں تو کیا اس دبے ہوئے فتنہ کو پھر ابھار رہے ہیں۔ قاضی حمید الدین نے جواب دیا ہاں ہم سماع سنتے اور علماء حلقہ کی روایت کے مطابق سماع کو مباح کہتے ہیں۔ رہے امام اعظم تو امام اعظم کے قول پر شراب حرام ہے مگر پیاسے کو جب انتہائی پیاس میں پانی میسر نہ ہو تو شراب مباح ہے۔ اگر اس نے بوقت ضرورت (بقدر ضرورت) نہ پی تو گنہگار اور اپنے نفس کو ہلاک کرنے والا ہوگا۔ جب کہ نفس کا ہلاک کرنا شرعاً جائز نہیں۔ مگر بے فکروں اور نفس پروروں کے لئے حرام ہے پھر امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی شخص ملال قلبی کے دور کرنے کے لئے سماع سنے تو جائز ہے جب کہ اہل سماع کے لئے سماع، ہر ایک کے نزدیک جائز ہے خواہ وہ امام اعظم ہوں یا امام شافعی رحمہا اللہ تعالیٰ۔ اہل فتویٰ علماء نے جب یہ کلمات سنے تو عرض کیا کہ اے قاضی حمید الدین آپ نے جو کچھ فرمایا ہے سب کتب معتبرہ سے ماخوذ ہے مگر ہمیں اب کوئی ایسی دلیل درکار ہے جس سے معلوم ہو کہ آپ بھی دردمند ہیں کہ آپ کے دل میں ملال بغیر سماع کے شفا نہیں پا سکتا۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ مزامیر حاضر کریں۔ اتفاقاً قاضی حمید الدین کے مرید کے گھر میں بہتر ۷۲ بانسری اور ساز تھے۔ سب موجود کئے گئے۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ اے مزامیر اگر ہمارا درد دل بغیر تمہاری آواز کے ٹھیک نہیں ہوتا۔ تو بغیر سازندہ کے بجنے لگو۔ پھر کیا تھا ہر ساز سے آواز آنے لگی اور تمام حاضرین مجلس حتیٰ کہ علماء اور مفتی صاحبان اور قاضی صاحبان پر حالت طاری ہوگئی اور سب رقص کرنے لگے۔ قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ آپ تمام صاحبان سماع کو حرام کہتے تھے اب آپ نے سماع کے اسرار دیکھے اور اہل درد کے مرض کا معائنہ کیا۔ چنانچہ تمام علماء مفتیان کرام نے تحریری فتویٰ دیا کہ مباح لاحلہ سماع اہل سماع کے لئے حلال ہے اور اس پر دستخط کردیئے۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبدالواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۳۹۔۴۴۰۔۴۴۱

☆ نقل ہے کہ ایک روز قاضی سادہ اور قاضی عماد کے اہل علم میں سے تھے۔ مجلس سماع میں حاضر

ہوئے ۔ قاضی حمید الدین سماع سن رہے تھے اور خواجہ قطب الدین حلقہ سماع میں حاضر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان دونوں حضرات نے (مزاگا) کہا کہ امرو یعنی بے ریش نوخیز کو مجلس سماع میں نہ آنا چاہیے۔ خواجہ قطب الدین نے تبسم کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیرا۔ فوراً بال نمودار ہو گئے ۔ قاضی سادہ اور قاضی عماد حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ کیسی عجیب کرامت ہے ولایت اور نعمت ہے کہ خواجہ قطب الدین نے ہمیں دکھائی ۔ دونوں سلطان شمس الدین کے پاس آئے اور آپ کی داڑھی نکلنے کا تمام واقعہ سلطان کے سامنے دہرایا۔ سلطان شمس الدین اور زیادہ معتقد ہو گیا او کہا کہ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین اہل سماع ہیں کوئی ان سے کچھ نہ کہے۔

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبد الواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۴۴۴

☆ حکایت ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے احوال کا منکر۔ آپ کی راہ وروش سے متنفر اور ایک دوسرے درویش کا معتقد تھا۔ ایک روز اس درویش سے کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں ۔ اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے تو انتہائی بندہ نوازی اور سرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز سلطانالمشائخ کے یہاں مجلس سرود سماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ وہ شخص اب اپنے انکار پر پشیماں ہوا اور قوالی والے دن آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوا۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے خوب فیض حاصل کیا

کتاب سبع سنابل شریف

مصنف میر عبد الواحد بلگرامی صفحہ نمبر ۱۴۶

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک ہی لڑکا تھا۔ لہٰذا اس کو بہت چاہتا تھا۔ شب و روز اپنے سے دور نہ ہونے دیتا۔ ناگاہ وہ لڑکا بیمار ہو گیا اطباء حکماء بلائے گئے۔ ہر چند نبض و قارورہ دیکھا کچھ تشخیص مرض نہ ہوئی جو علاج کریں۔ سب نے لاچار ہو کر بے علمی اپنی ظاہر کی کہ جب مرض اور اس کا سبب نہ دریافت ہو تو ہم علاج کیا کریں۔ ادھر لڑکے نے کھانا پینا بات چیت سب چھوڑ دیا۔ مبہوت و تحیر رہا کرتا۔ جب ہوش میں ہوتا تو اسی قدر بیان کرتا کہ میرا دل جلا جاتا ہے۔ پھر بے ہوش ہو جاتا۔ اور سوا اس کے اور کچھ نہ کہتا۔ آخر اس نے اس عارضہ میں انتقال کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا شکم چاک کر کے دیکھو۔ اندر کیا مرض ہے وہ یہی کہتا تھا میرا دل جلا جاتا ہے۔ ہر چند اطباء نے تحقیق کی مرض نہ پایا۔ غرض کہ جب موافق حکم شکم چیرا تو اندر سے پتھر نکلا۔ جو حکماء کو دکھایا کہ یہ کیا بیماری ہے وہ بولے ہم نے یہ مرض کہیں طب میں نہیں دیکھا۔ بادشاہ کو چونکہ وہ لڑکا بہت عزیز تھا، لہٰذا حکم دیا کہ اس پتھر کی دو انگوٹھیاں بنائیں تاکہ یادگار اس کی رہیں۔ جب دو انگوٹھیاں تیار ہوئیں، بادشاہ نے ایک خزانہ میں رکھی ایک آپ نے پہن لی جب ماتم اٹھا۔ اور بادشاہ مسند پر جلوہ گر ہوا۔ تو ایک دن قوال سرود بجا کر سامنے گانے لگا۔ بادشاہ گانا سننے میں مشغول تھا۔ خبر نہ ہوئی کہ وہ انگوٹھی راگ سے پگھل گئی۔ اور خون بن گئی۔ جب بادشاہ کے ہاتھ کو تری لگی دیکھا انگوٹھی پگھل کر خون ہوگئی ہے اور کپڑا اس سے بھرا ہوا ہے۔ حیران ہو کر اطباء کو دکھلایا کہ یہ کیا بھید ہے سب نے اس وقت پہچانا اور بادشاہ سے کہا وہ لڑکا آپ کا عاشق ہو گیا تھا اور افسوس تب ہمیں معلوم نہ ہوا۔ اگر اس کے روبرو گانا ہوتا تو یہ ٹھیک ہو جاتا۔ یہ پتھر پھر شکم

میں پگھل جاتا اور اسے صحت ہو جاتی ۔ اس بنا پر زیادہ تحقیق بادشاہ نے دوسری انگوٹھی خزانہ سے منگوائی اور پہن کر قوالوں کو گانے کا حکم دیا۔ جب وہ گانے لگے بادشاہ اور سب لوگ اس انگوٹھی کو دیکھنے لگے وہ بھی سب کے سامنے پگھل کر خون ہوگئی ۔ خلاصہ یہ کہ اہل سماع کے حق میں سماع جملہ دردوامراض کی دوا ہے۔

کتاب خیرالمجالس مصنف حضرت خواجہ نصیرالدین
محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔ صفحہ نمبر ۴۰۔۴۱

حضرت خواجہ چراغ دہلی

حضرت خواجہ چراغ دہلی رحمتہ اللہ نے پھر اہل سماع کی کرامت میں ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار کسی بادشاہ نے کہا کہ فرقہ صوفیہ شہر میں نہ رہنے پائیں۔ دیہات اور قریات میں رہا کریں۔ ایک دن بادشاہ کچھ ناخوش تھا غلام نے وہ حکم یاد دلایا بادشاہ نے حکم کیا کہ جا اہل کاروں کو حکم پہنچا دے کہ سب مشائخ اس شہر سے چلے جائیں۔ اور کسی بڑے شہر میں نہ رہنے پائیں۔ بلکہ دیہات میں رہا کریں جب یہ فرمان شاہی مشائخوں سے کہا انہوں نے قبول کیا اور کہا بہتر ہم سب جاتے ہیں مگر بادشاہ سے عرض کریں کہ ہم کو سماع سنوا دے بعد اس کے باہم رخصت اور ہمکنار ہو کر چلے جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے اچھا مجلس سماع مع دعوت ان کے واسطے درست کرا دو۔ جب حکم شاہی ہو تو کیا تاخیر ہوگی۔ اسی وقت اسباب جمع کیا۔ کھانا پکوائے۔ بارگاہ آراستہ کی فروش بچھائے۔ مشائخ کو بیٹھایا۔ بادشاہ محل کے اوپر سے ان کو دیکھنے لگا۔ بعد فراغت کے کھانے سے قوالوں کو بلایا اور سماع شروع ہوا۔ مشائخ وجد و حال میں تھے کہ ناگاہ پسر بادشاہ خورد مثال جو گود میں باپ کے بیٹھا تھا۔ کھڑکی سے اٹھکر جھانکنے لگا۔ اُدھر اس کا جھانکنا تھا اِدھر نیچے گرنا تھا محل بہت بلند تھا۔ زمین پر گرتے ہی ہاتھ پاؤں اور سر پھوٹ گئے۔ اس کے بعد قضا کی۔ بادشاہ نے بھی چاہا کہ اوپر سے گر پڑیں مگر لوگوں نے پکڑا اور کہا ان فقراء کا قدم محل میں آنا نامبارک ہوا۔ ایک بزرگ اس جماعت سے نکل کر بادشاہ کے پاس آئے اور لڑکے کو گود میں لے کر ایک چادر منگوائی اور لڑکے کو اس میں لپیٹ کر محفل صوفیہ میں لے آئے اور پھر سماع شروع ہوا۔ تو بادشاہ بھی وہاں آکر حیران کھڑا تھا کہ دیکھنے کیا ہوتا ہے۔ جب مشائخ کا حال شروع ہوا تو بزرگ نے لڑکے کے قریب آکر کہا اٹھ کھڑا ہو، لڑکا تندرست صحیح سالم اٹھ کھڑا ہوا۔ بادشاہ فقراء کے قدم پہ گر پڑا اور

عذر کیا تو سب اپنے گھروں میں بدستور رہو مجھ سے لاعلمی ہوئی تم سب میری غلطی کو معاف کرو۔ پھر سب کو انعام واکرام دیکر رخصت فرمایا۔

اس کے بعد ایک اور حکایت بیان کی کہ حضرت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز شاید اس قصہ کے وقت حیات میں تھے یا شاید قضا فرمائی تھی۔ خوب یاد نہیں۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری زندہ تھے اس وقت بارش نہیں ہو رہی تھی لوگ خشک سالی سے گھبرا گئے تھے۔ بادشاہ نے مشائخ کے پاس کہلا بھیجا جنگ وجدال ہمارا کام ہے اور دعا ہنگام حاجت تمارے ذمہ۔ اب دعاء کرو کہ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت برسائے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے محفل سماع کی فرمائش کی اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پانی برسے گا۔ بادشاہ نے درستی سامان کا حکم دیا۔ کھانا تیار ہوا، فقراء حاضر ہوئے۔ حضرت قاضی حمید الدین بھی آئے۔ بعد طعام سماع شروع ہوا۔ فقراء وجد میں آئے۔ ادھر بارش شروع ہوئی اس قدر پانی برسا کہ لوگ کہنے لگے اب موقوف ہو جائے تو بہتر ہے۔

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے سید علاؤ الدین سے پوچھا کہ تم جس مجلس سماع میں گئے تھے۔ کیا ہوا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت کی برکت سے اچھا ہوا۔ پھر ان کے مناسب خواجہ نے یہ حکایت فرمائی کہ ایک بار نشاپور میں کسی بزرگ کے یہاں دعوت ہوئی۔ شیخ ابوالقاسم قیشری اور مولا محمد جوشی دونوں وہاں موجود تھے۔ ابوالقاسم اہل تصوف سے تھے اور ایک طرف صوفیوں کی جماعت ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور امام محمد جوشی امام فقہا کے تھے اور جماعت فقہا ان کے ساتھ تھی۔ جب سماع شروع ہوا صوفیہ وجد و حال میں آئے۔ ایک درویش نے اپنا خرقہ چاک کر کے قوال کو دیا۔ اس کے بعد سماع خرقہ قیشری کے آگے لا کر رکھا۔ انہوں نے فرمایا خرقہ کو

پارہ پارہ کر کے سب حاضرین میں بانٹ دیں مولانا محمد جوبشی نے علماء کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ھذا سراف و افاعۃ مال ۔ ہر چند انہوں نے آہستہ کہا تھا۔ مگر ابوالقاسم قشیری نے سن لیا۔ خادم سے بلا کر کہا اس مجلس فقراء میں دیکھے جس کے پاس مصلائے مرقع دار ہو لے آ۔ جب وہ لے آیا تو فرمایا اب کسی شخص کو جو پارچہ نو وکہنہ جانتا ہو ملا۔ اس جماعت میں ایک دلال بھی حاضر تھا۔ بولا حضرت میں قیمت پارچوں کی جانتا ہوں۔ فرمایا اس مصلّی کی قیمت بیان کرو۔ بولا دو دینار کا ہے۔ پھر پوچھا یہ مرقع بنانے میں محنت زیادہ ہوتی ہے۔ شیخ ابوالقاسم نے اس وقت مولانا محمد جویتی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مولانا بھنالیس با سواف و لا اضاعۃ مال ۔ یعنی جس خرقہ میں تکلیف و محنت بہت ہو اس کے پارہ کرنے میں اضاعت مال نہیں کہ ہر قطعہ اس کا قیمت رکھتا ہے بلکہ پارہ کرنے میں نفع ہوگا۔

کتاب خیر المجالس

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ خیر المجالس میں حضرت شیخ نظام الدین شکر گنج رحمتہ اللہ عایہ سے پائی ہے۔اس طرح پائی ہے کہ ایک روز بدرالدین اسحاق خادم شیخ الاسلام بابا فرید الدین کہیں گئے تھے۔ مجھے کہہ گئے تھے کہ درحجرہ پر میری جگہ پر بیٹھے رہنا۔اگر جناب شیخ بابا فرید الدین دستک دیں تو جواب دینا یا اگر کوئی ملنے آئے تو اندر جا کر خبر کر دینا۔غرض میں ان کی جگہ دروازہ پر بیٹھا تھا کہ حجرہ کے اندر سے آواز آئی۔ میں نے کان لگائے تو معلوم ہوا حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر یہ رباعی پڑھتے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زہم

خاکی شوم و برمیز ہائے تو زیم

مقصود من بندہ زکونین توئی

ہاز بہر تو مرم زبرائے تو زیم

میں نے دل میں کہا نظام الدین یہی وقت ہے اندر چلنا چاہئے پھر سوچا یہ وقت حضرت کی کیفیت کا ہے پھر دل نے کہا اگر شیخ خوشی میں ہیں تو پھر کچھ نعمت پاؤنگا۔ورنہ وہ رحیم ہیں یہ خطا معاف فرمائینگے۔ یہ سوچ کر آہستہ سے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر گیا۔اور ایک طرف سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔شیخ کو دیکھا دونوں ہاتھ پشت پر رکھے ہوئے قبلہ کی طرف چند قدم بڑھتے ہیں اور وجد فرماتے ہیں۔پھر لوٹ آتے ہیں اور اس آمد و رفت و وجد میں یہ اشعار پڑھتے ہیں اور اس دوسرے شعر پر کہ مقصود من بندہ زکونین توتی پر سجدہ فرماتے ہیں۔ پھر شیخ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا۔اچھے وقت میں آیا، کیا چاہتے ہو۔ہمارے شیخ نے عرض کیا استقامت مانگتا ہوں،فرمایا دی ہم نے۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں جو کچھ میں طلب کیا اس کا اثر اسی وقت اپنے آپ میں پید۔
مگر میں مدت سے آج تک پشیماں ہوں کہ افسوس اس وقت پروردگار سے یہ کیوں نہ چاہا کہ حالت
سماع میں موت آئے۔ حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کس قدر مرتبہ اور قرب سماع
میں مرنے کا ہوگا۔ جو آپ اس امر کی تمنا کرتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ مصرعہ

رقص آں بنود کہ ہرزماں برخیزی۔ کتاب خیرالمجالس

پڑھا۔

حضرت چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرید سے پوچھا کیا پڑھتا ہے عرض کیا فقہ کی
کتاب ہدیہ۔ حضرت خواجہ نے فرمایا امام الحرمین ابوالمعانی کو اس کے باپ ابومحمد جویتی نے فرمایا کہ
حضرت ابوسعید ابوالخیر کی خدمت میں شرکت کے لئے جا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو شیخ نے
پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا خلاقیات پڑھتا ہوں۔ شیخ نے دوبارہ فرمایا خلاف نہ
چاہتے۔ خلاف کرنا چاہئے۔ جب امام الحرمین میں ابوالمعانی شیخ کے پاس سے گھر لوٹے تو ان کے
والد شیخ محمد جویتی نے پوچھا کہ زیارت شیخ کی تو کیا کہا۔ پھر شیخ نے کیا کہا۔ شیخ نے پوچھا کیا پڑھتے
ہو۔ میں نے واقعی حال عرض کیا کہ خلافات فقہا پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر شیخ نے دوبارہ فرمایا خلاف نہ
چاہئے۔ محمد جویتی نے کہا کہ ابوالمعانی فقہ مت پڑھ۔ اس علم کو چھوڑ دے۔ مگر شیخ کی اس بات کی
برکت سے یہ ایسے فقیہ ہوئے کہ ان کے شاگرد اطراف عالم میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا ان کو امام
الحرمین کہتے ہیں۔ فرمایا انہوں نے دونوں حرمین شریفین میں امامت کی ہے پھر فرمایا منکران سماع
بہت ہیں مگر اکثر لوگ مصنف بھی گزرے ہیں۔ اس پر یہ حکایت بیان فرمائی۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر
رحمتہ اللہ علیہ ایک بار اس گاؤں میں گئے جہاں شیخ ابوالقاسم فرائی رہتے ہیں۔ اور ان اطراف میں

جیسے اس ملک میں خانقاہ بناتے ہیں۔ وہاں فقراء کے لئے محل بنواتے ہیں۔ اس میں مصافر اترا کرتے ہیں۔ غرض شیخ ابوالقاسم فرائی نے ان کا آنا سنکر شیخ ابوسعید کا استقبال کیا۔ اور اپنے محل میں لے آئے طعام دعوت سے فراغت کے بعد حضرت ابوالخیر نے شیخ ابوالقاسم سے کہا کہ پانچ آیتیں پڑھو کہ فاتحہ واسطے بزرگان دین کے لئے ہو جائے۔ اور حضرت ابوسعید ابوالخیر کی عادت تھی یہ جہاں جاتے حافظ اور قوال دونوں آپ کے ہمراہ ہوا کرتے۔ شیخ ابوالقاسم منکران سماع سے تھے۔ ہیبت شیخ سے کچھ نہ بول سکے۔ مگر بعد فاتحہ اٹھ کر باہر چلے گئے۔ قوالوں نے سماع شروع کیا۔ شیخ ابواسعید کو کیفیت ہوئی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عین وجد میں ماہر آئے اور ابوالقاسم فرائی کے پاس آکر رقص کے لئے اشارہ کیا مگر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور وجد نہ کیا۔ جب حضرت ابوسعید نے دیکھا کہ یہ وجد نہیں کرتے تو کہا۔ شیخ صحرا کی طرف دیکھو۔ انہوں نے اس طرف نظر کی تو تمام درختاں صحرا کو تو اجد میں دیکھا۔ یہ حال دیکھ کر شیخ ابوالقاسم کو کیفیت پیدا ہوئی۔ جامہ چاک کیا اور رقص شروع کیا۔ پھر اس کا بھائی فکر سماع تھا اس کو رقص میں لائے۔ کتاب خیرالمجالس

☆ **حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ** کے بعد وصال جھگڑا شروع ہوا۔ کرنال والے کا کہنا تھا کہ ہم کرنال ہی میں حضرت کو دفن کرینگے اور پانی پت کے مولانا مکی کا کہنا تھا کی پانی پت میں ہی دفن کرینگے۔ اس طرح لاش مبارک سے ہی پوچھا جائے کی کہاں دفن ہونا چاہتے ہیں لاش مبارک سے آواز آئی۔ پانی پت میں۔

☆ کتاب اولیاء ہندو پاکستان صفحہ۔۸۳۔ حضرت کی اس بات کے بعد معاملہ بالکل صاف ہو گیا تھا مگر کرنال والے اس پر بھی لاش دینے کو تیار نہیں تھے۔ اسی دوران حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا چہیتا قوال ولادت مال راگنی گانے لگا۔ جب قوالی شباب پہ آئی جو حضرت کا ہاتھ کفن سے باہر نکل آیا اور لاش مبارک ہلنے لگی۔ مولانا مکی نے شریعت کا خیال رکھتے ہوئے گانا بند کروادیا۔

سماع خانہ۔اجمیر شریف

حضور خواجہ غریب نواز میں وسیع سماع خانہ جس کو محفل خانہ بھی کہتے ہیں۔اس کو نواب بشیر الدولہ امیر پائیگاہ حیدرآباد نے اپنے بیٹے کی ولادت کی خوشی میں تعمیر کیا۔یہ سماع خانہ ۴۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے۔تین سال کی مدت میں ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۱ء ۸۰ ہزار کی لاگت سے تیار کیا گیا تھا کتاب ہندل ولی غریب نواز صفحہ ۱۶۲۔ نواب بشیر الدولہ نے دربار خواجہ میں بیٹے کے لئے دعا مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی ۸۰ برس کی عمر میں بیٹا عطا فرمایا۔حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمتہ ورضوان نے محفل سماع کے بارے میں فرمایا کہ سماع اسرار حق معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے،فبشر عبادی اولوالالباب (زم ۱۸) اے نبی پس میرے بندوں کو سنا دیجئے جو کان لگا کر بات سنتے ہیں،پھر جو بہترین بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں۔یہی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل مند ہیں،جب کہ حیوانی خصلتیں جو کہ تمام عالم کی ذات میں ہوئی ہیں کسی کی ذات میں مبدل ہو جاتی ہے اور اس کے دل پر انسانی خصلتوں کا استیلا ہو جاتا ہے،تو عشق غالب ہوتا ہے اور ہیبت طاری ہو جاتا ہے،اس وقت اسرار باطن کا کشف ہوتا ہے اور جب اسرار باطن کا مکاشفہ ہوتا ہے تو اس ذوق میں رقص کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا۔

"گر عروس سبز پوش مرا ردے نماید۔لاحد طاؤس دل در رقص آید۔"

ایک بار غریب نواز رحمتہ ورضوان اور حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم تھے ۔وہاں سماع کی محفل میں قوالوں نے ان دو شعروں کو سنایا۔

عاشق بہ ہوائے دوست بیہوس بود	وز یاد محبت خویش مدہوس بود
فردا کہ حشر خلق حیراں ماند	نام درون سینہ وگوش بود

(دلیل العارفین)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

سید العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمتہ ورضوان کی محفل سماع میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیف الدین باخرزمی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت برہان الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا بہاء الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا محمد بغدادی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ اجل سنجری رحمتہ اللہ علیہ، شیخ احمد بن محمد صفہانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ اوحد الدین رحمتہ اللہ علیہ، شیخ احمد حداد رحمتہ اللہ علیہ، شیخ برہان الدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ سلیمان رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ اور بغداد کے دوسرے مشائخ کبار بھی شریک رہتے غرضکہ ہندوستان کے صوفیہ کرام میں حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز رحمتہ ورضوان سب سے بلند ہیں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ''قطب المشائخ'' کے لقب کی بشارت ملی تھی۔

سید العارفین

حضرت خواجہ بزرگ کی سیدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات۔

حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمتہ ورضوان اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمتہ ورضوان سے خلافت حاصل کر کے قصبہ سنجار میں آئے تو اس زمانے میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ وہاں قیام پذیر تھے۔وہاں آپ نے ڈھائی مہینے ان کی خدمت میں بسر کئے۔وہاں سے آپ قصبہ جیال میں پہنچے جو بغداد سے سات دن کی مسافت پر جودی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں قیام پذیر تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمتہ ورضوان پانچ ماہ اور سات دن آپ کی خدمت میں رہے اور دونوں حضرات کے مابین خوب صحبتیں رہیں اور راز و نیاز کا سلسلہ جاری رہا۔

(مراۃ الاسرار)

سیدالاقتباس میں ہے کہ حضرت خواجہ سید معین الدین قدس سرہٗ نے حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو مرتبہ ملاقات فرمائی۔ایک شروع میں جب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھ کر ان کے حق میں دعا کی اور فرمایا یہ مرد ایک دن مقتدائے مشائخ زمانہ ہوگا اور بہت سے لوگ ان کے ذریعہ منزل کمالات تک پہنچے گے اور دوسری مرتبہ جب آپ خواجہ بزرگ تشریف لائے تو غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصبہ جیال میں تھے۔جسے آپ نے اپنے مال حلال سے آباد فرمایا تھا اور اپنی اولاد کے لئے سکونت مقرر فرمایا تھا۔اس کے بعد حضرت شیخ خواجہ سید معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ ورضوان نے وہاں قصبہ جیال میں قیام فرمایا۔اسے جائے خوش جان کر وہاں ایک حجرہ تعمیر کیا اور اس میں اعتکاف فرما کہ چلہ کش ہوئے۔چنانچہ وہ حجرہ خاص آج تک موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔(انوار الاقتباس)

مؤلف انوار الاقتباس روایت کرتے ہیں جب حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ قصبہ جیال پہنچے اور

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے خواجہ بزرگ کی خاطر قوالوں کو طلب فرمایا اور محفل سماع منعقد ہوئی۔ جس میں خواجہ بزرگ پر وجد طاری ہوئی۔ اس وقت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصا ہاتھ میں لئے کھڑے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اچانک عصا میں جنبش شروع ہوئی۔ خادم نے عرض کیا حضور عصا میں جنبش کس وجہ سے ہے، آپ نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ عارف کامل سماع اور رقص میں ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز ان کی متابعت میں رقص کر رہی ہے اور میں نے اپنی قوت ولایت سے ساری کائنات کو تھام رکھا ہے ورنہ کائنات کا شیرازہ بکھر جائے اور ہر چیز حضرت خواجہ کے ساتھ رقص کرکے زیروزبر ہو جائے اور غوشائے عظیم پزیر ہوئے۔ جب محفل ختم ہوئی تو دونوں بزرگ حضرت غوث الاعظم کے حجرۂ خاص میں تین دن اور تین رات خلوت گزیں ہوگئے اور صحبت مجرمانہ میں مشغول رہے۔

حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ ورضوان کے ملفوظات جو آپ کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الاقتاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ مجلّہ نے جمع کئے ہیں، اس میں لکھا ہے کہ سید کائنات سرور عالم ﷺ کی اجازت سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ ورضوان نے خرقہ خلافت اپنے ماحول حضرت غوث الاعظم سے حاصل کیا۔ اس وقت خواجہ بزرگ کی عمر مبارک پچاس سال اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک نوے سال تھی۔

(انوار الاقتباس)

آداب سماع

بزرگان دین جب سماع سننے کا قصد کرتے ہیں تو پہلے سے اس کی تیاری کی جاتی ہے۔ غسل کرکے سفید کپڑے پہنتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں اور کھانا بہت کم کھاتے ہیں بلکہ جو لوگ مختی ہیں وہ طے کا روزہ رکھتے ہیں اور وفادوعزت کے ساتھ حضور قلب سے مقصود کا تصور کرکے سنتے ہیں۔ مجلس میں ادھر اُدھر نظر دوڑانی نہیں چاہئے، قوال کی طرف نظر رکھے یا اپنے سامنے قوال کے تال وسر اور قواعد موسیقی میں غور نہ کرے۔ قوالوں میں امر ملیح وخوبصورت نہ ہو، اگر اتفاقاً آجائے تو اس پر نظر نہ ڈالے نہ حیلہ بہانہ سے آہ آہ کرے، جہاں تک ہوسکے یہی عزم رکھے کہ خود رقص کرنے نہ کھڑا ہو۔ یعنی اپنے آپ کو ضبط کیئے رہے۔ اگر رقص کرنے پر مجبور ہو جائے قصداً حلقہ کے درمیان نہ رقص کرے نہ چاہے کہ قوال کی توجہ میری طرف ہو یا لوگ مجھ کو دیکھیں، نہ کپڑا اتار کر قوال کی طرف پھینکے مگر جب کہ بہت ہی غلبہ ہو قوال کو جو کچھ دیدے پھر نہ مانگے۔ اگر اثناء رقص میں کپڑا اگر پڑا تو وہ قوال کا ہے لینا چاہئے تو قوال کو معاوضہ دے کر خوش کرے۔ جب حالت رقص میں صوفی نے دونوں جہاں سے قطع تعلق کیا تو پھر تعجب ہے کہ ایک کپڑے میں الجھا ہوا رہ جائے اور قوال کو دینے میں تامل کرے۔ اگر صوفی ایسا فقیر ہے کہ بجز ایک تہبند کے اور کوئی کپڑا نہیں رکھتا اور اندیشہ ہے کہ رقص میں تہبند کھل گیا تو قوال کے پاس چلا جائے گا۔ تو ایسے صوفی کو ہرگز ہرگز مجلس میں شریک ہونا نہ چاہئے، اگر شریک ہو بھی تو کسی گوشہ میں خاموش بیٹھا رہے رقص نہ کرے۔ پیر کے روبرو مرید مجلس میں جنبش نہ کرے۔ نہ ہائے وائے کے نعرے لگائے بلکہ اپنے دل کو پیر کی طرف متوجہ کیئے بیٹھا رہے۔ تکلف سے نہ روئے، پیر کے علاوہ کوئی اور بزرگ مجلس میں موجود ہوں تو ان کا بھی ایسا ہی ادب کرے۔ اگر اپنے یاران ہم خرقہ یعنی پیر بھائیوں کی ہی مجلس ہو تو بہت بہتر ہے تاکہ ان میں

کسی طرح کا اختلاف پیدا نہ ہو۔ مخالف ومنکر اور گمراہ و نالائق کو اس مجلس میں نہ آنے دیں اگر اتفاقاً آجائے تو کسی بہانے سے نکال دیں مخالف اگرچہ بظاہر اختلاف نہ کرے مگر اس کے قدم کی نحوست ہی بہت ہوتی ہے۔ بالخصوص یہ بھی اہتمام کیا جائے کہ دنیادار نہ آنے پائے۔ اگر اتفاق سے آبھی جائے تو دیگر حضار مجلس کی طرح بیٹھ جائے نہ یہ کہ اس کو صدر میں جگہ دی جائے۔ نہ ایسے لوگوں کے سامنے صوفیوں کو جنبش کرنی چاہئے۔ اگر کوئی شخص دینوی رنج مثلاً کسی دوست کے مرنے کا غم رکھتا ہو تو سماع کے اندر شرکت نہ کرے کیونکہ غمزدہ دل پر سماع کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ کسی کے بدن میں پھوڑا ہوا اور اس پر چوٹ لگے تو کیسی تکلیف ہوتی ہے یہی حال دل دردمند کا ہے مگر یہ درد خدا ہی کی طرف کا ہونا چاہئے اگر اس میں زن فرزند شامل ہو جائے تو کام خراب ہو گیا لہذا اسے وقت میں سماع سے باز رہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے نواسے خواجہ تقی الدین نوح نے انتقال فرمایا تو حضرت نے چھ ماہ تک سماع نہ سنا۔ کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ہنوز میرے دل میں نوح کا درد تازہ ہے مجھ کو اندیشہ ہے کہ اگر میں سماع سنوں اور نفس استغراق کرے تو شاید مجھے خبر نہ ہو۔ بعض لوگ رقص کرتے ہوئے ہر ایک کے پاؤں میں گرتے ہیں اور دامن پکڑتے ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ اس شخص کا ایثار ہے حالانکہ جو شخص اپنا وقت خراب کر رہا ہے وہ ایثار کیا کرے گا۔ جو شخص سب سے پہلے رقص کرنے کھڑا ہو وہ ایسا ہونا چاہئے جو تمام اہل مجلس کو ذوق وشوق تقسیم کرے۔ اگر اس کے رقص کرنے سے بدمزگی پیدا ہو تو اس کو شوم قدم سمجھیں۔ سماع کی مجلس میں جس طرح عورت کی شرکت سے پرہیز کرنا چاہئے اسی طرح اس قہقہہ سے بھی جو صفائی کے اضطراب وگریہ پر ہنستا ہو۔ اگر کوئی شعر پسند آئے اسی کی تکرار نہ کرائے، کیا خبر ہے دوسروں کو ناپسند ہو اور ان کا وقت بیکار جائے۔ مجلس میں ہر شخص کو اپنا ہی حصہ لینا چاہئے۔ دوسروں کے حصہ پر قبضہ نہ کرلے کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے، السماعُ مشترك الله ، اگر ایسا شعر پسند آئے جو دوسرے شعر سے وہی ذوق حاصل ہوگا جو پہلے ہو رہا تھا۔ جہاں تک ہمت وطاقت ہے اپنے کیف کو روکے جب مجبور و مغلوب ہو جائے تو رقص کرنے کھڑا ہو جیسا کہ فقہاو شافعیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ النکاح عند التوقان واجب یعنی بے قراری کے وقت نکاح واجب ہے ایسی ہی حالت میں صوفی بھی رقص کرے۔ بعض لوگ کہتے ہیں وارد غیبی کو نزول کے وقت نہ دفع کرے نہ جذب کرے اگر آئے آنے دے اگر نہ آئے تو تکلف نہ بلائے۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی غالب ہو جائے۔ مگر میرے نزدیک وہی بات مستحق ہے جو میں نے بیان کی ہے یعنی جہاں تک ہو سکے ضبط کرلے۔ سماع کی مجلس

نااہل جنبش کرے گا سب کا وقت خراب ہوگا۔ ایسے شخص کو کسی حیلہ سے باہر نکال دیں اگر اس طرح نہ نکلے تو زبردستی دور کریں۔ اگر کوئی شخص ایسا روتا ہو جس کو دیکھنے سے دوسرے کو ہنسی آئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور کوئی شخص بغیر تال سُر کے رقص کرے مگر ہے مجذوب مرتاض تو اسکے درد و سوز پر نظر کریں تال سُر کو نہ دیکھیں، سماع سننے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ قوال سماع شروع کرے اور صوفی آنکھیں بند کر کے نغمہ پر دل لگائے اور مراقبہ میں مشغول ہو۔ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ اسی طرح سے سنتے تھے۔ نیز حکماء یونان و جوگیان ہند کے سماع سننے کا بھی طریق ہے۔ بوڑھے طالب کو بھی اسی طور سے سننا چاہئے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وجد و رقص کرے تو حرج ہی ہے مگر جو شخص ابتداء سے پہلی قسم کے سماع کا عادی ہے وہ بہت ہی کم رقص کرے گا بعض درویش ظاہری صورت سے ذلیل و خفیف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جب کوئی ان سے ملاقات کرتا ہے تو ان میں عزت و کبریائی کی وہ شان دیکھتا ہے جس کا بیان ممکن نہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ جس وقت سماع میں ہوتے تو قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے پیروں پر سر رکھ دیتے۔ حضرت شیخ اپنے ہاتھ سے ان کا سر نہ اٹھاتے بلکہ خادم کو اشارہ فرماتے اور وہ سر اٹھاتا۔ ہمارے شیخ حضرت مخدوم العالم نصیر الدین چراغ دہلی قدس اللہ سرہٗ سے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ خواجہ قطب الدین مقام کبریائی میں تھے۔ کبریائی کے ساتھ یہ ذلت کیسے موافق ہوئی۔ اور اس کبریائی کے ساتھ اس ذلت کا کیا اعتبار۔ اگر کوئی کہے کہ نفس کے ذلیل کرنے کے لئے ذلت اختیار کرنی چاہئے۔ حالانکہ اس ذلت کے دوسری صرف عین حرف ہے تو پھر نفس میں یہ بات آئے گی کہ میں ایسا ہوں کہ باوجود اس قدر عزت کے میں نے ذلت اختیار کر رکھی ہے۔ سماع کے اندر شعر سے اس کے معشوق مجازی پر عمل نہ کرے ایسا کرے گا تو عاشق و طالب نہ رہے گا جیسے بیوہ عورت جب کوئی شعر سنتی ہے تو اپنے خاوند کی یاد میں زار زار روتی ہے سماع میں اس عورت کا حصہ نوحہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (آداب المریدین)

حضرت قطب الدین سماع کے دلدادہ کیوں تھے؟

اقتباس العافین میں بحوالہ بحر المعانی مذکور ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی روحانیت نے عام معاملہ میں حضرت قطب صاحب کو سماع کا حکم فرمایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت قطب صاحب سماع کے دلدادہ تھے۔ آگے لکھا ہے کہ جب حضرت قطب صاحب نے حضرت خواجہ غریب نواز کے حکم سے دہلی میں مستقل اقامت اختیار فرمائی اس وقت سید مبارک غزنوی مقتدائے شہر تھے۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں دونوں بزرگوں کی باہمی ملاقات ہوئی۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ میرا ارادہ محفل سماع منعقد کرنے کا ہے تم بھی شرکت فرمانا۔ سید صاحب نے جواب فرمایا۔ مجھے جب تک حضور ﷺ کی طرف سے اجازت نہ ملے گی محفل سماع میں شریک نہ ہونگا۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا آج رات تمہیں اجازت مل جائے گی ۔ رات کے وقت سید صاحب کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹے قطب الدین بختیار سماع سنے گا تمہیں بھی ان کے ساتھ سماع میں شریک ہونا چاہئے۔ اجازت ملنے کے بعد سید صاحب نے سماع سنا۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ جس وقت حضرت خواجہ قطب ہندوستان میں تشریف لائے اور ملتان میں حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مہمان ہوئے تو حضرت قطب صاحب نے کھانا کھانے کے بعد مسکراتے ہوئے فرمایا بھائی بہاءالدین دعوت تو خوب کی مگر نمک نشد۔ حضرت مخدوم بہاءالدین سمجھ گئے کہ حضرت کا اشارہ سماع کی طرف ہے۔ چنانچہ فوراً ہی قوالوں کو طلب فرمایا اور خود خانقاہ کے دروازہ پر ہاتھی لیکر کھڑے ہو گئے۔ جس وقت قوالوں نے گانا شروع کیا تو حضرت خواجہ قطب صاحب کے اصحاب پر حال طاری ہو گیا۔ ہائے ہو سے آسمان گونجنے لگا۔ فرقہ شہابیہ اور سلسلہ سہروردیہ کے درویشوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت بہاءالدین کے یہاں قوالی ہو رہی ہے تو وہ لوگ جمع ہو کر خانقاہ میں آئے۔ کہنے لگے ملتان کی خانقاہ میں ۵۰۰ پانچ سو برس بعد یہ کیا خلاف شرع کام ہو رہا ہے۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا تم بھی عجیب لوگ ہو جن لوگوں کی دربانی بہاءالدین کر رہا ہو ان کی نسبت خلاف شرع کام کا خیال ہرگز زیبا نہیں۔ یہ فقراء حضرت مخدوم صاحب سے بحث مباحثہ کرنے لگے۔ آخر مجبور ہو کر مخدوم صاحب نے فرمایا اگر تمہارے اندر کچھ طاقت ہو تو ان لوگوں کو سماع سے روک دو۔ ان لوگوں کے دماغ میں ایک قسم کی رعونت بھری ہوئی تھی۔ سیدھے خانقاہ میں داخل ہو کر سماع میں پہنچے۔ محفل سماع میں داخل ہوتے ہی ان پر ذوق وشوق اس قدر طاری ہوا کہ سماع سنتے ہی مدہوش ہو گئے۔ تن بدن کی ہوش نہ رہی تا تو یہ حالت تھی کہ حضرت قطب صاحب اور شرکائے محفل کو سماع سے باز رکھنے آئے تھے یا خود ہی سماع سنتے ہی سماع پر دل وجان سے فریفتہ ہو گئے۔ اجتناب وغیرہ سب کچھ بھول گئے۔ محفل سماع کے ختم پر ان سب لوگوں نے حضرت قطب الدین صاحب سے اظہار عقیدت کیا۔ ارادات یا خلافت کی درخواست کی۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا جو لوگ مجھ سے استفادہ کے آرزومند ہیں میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ یہ جماعت حضرت قطب صاحب کے ساتھ ہانسی تک آئی۔ ہانسی پہنچ کر حضرت قطب صاحب ان لوگوں کو داخل سلسلہ فرمایا۔

محفل سماع پر علمائے ظاہر چراغ پا

سیر الاقطاب میں ہے کہ سلطان التارکین حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو تعلیم دے کر دہلی تشریف لے گئے۔ راستے میں ققنس پرندہ کا گانا سنا۔ اس پرندہ کی چونچ میں ۳۶۰ سوراخ ہوتے ہیں۔ جس وقت اس پرندہ پر مستی کا عالم طاری ہوتا ہے اس پرندہ کی چونچ کے سوراخ سے قسم قسم کی آوازیں نکلتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب اس پرندہ کا گانا سن کر مست و بیخود ہو گئے اور وجد طاری ہو گیا۔ بہت دیر تک ذوق کی حالت طاری رہی۔ افاقہ کے بعد حضرت خضر تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا حمید الدین یہ سماع جو تم نے آج سنا، بڑے بڑے اولیا اور مشائخ نے سنا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں تو سماع کا عاشق ہوں اگر قوال میسر آجائے تو سماع سنوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جب سے حضرت خواجہ جنید بغدادی نے سماع کو ترک کیا ہے اس وقت سے یہ حالت ہے کہ اگر کوئی شخص سماع سنتا ہے اس کو دار پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ خلیفہ وقت نے قوالوں کو بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ اب قوال کسی محفل سماع میں نہیں جاتے لیکن ان کے بعد حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف حضرت خواجہ۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ شیخ حاجی شریف مدنی خوب سماع سنا کرتے تھے۔ کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ ان حضرات کو منع کرے۔ اس زمانے میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی بھی سماع سنا کرتے تھے۔ خلیفہ وقت نے بھی آپ کو منع کیا۔ علماء نے بھی بحث مباحثہ کیا۔ حضرت خواجہ صاحب غالب رہے۔ آج کل سوائے حضرت خواجہ کے کس کی طاقت ہے کہ سماع سن سکے۔

قاضی صاحب حضرت خواجہ خضر کی زبان سے یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور بازار جا کر غلام خرید لائے اور ہر ایک کو نعت خوانی سکھائی۔ چند روز میں یہ لوگ بہترین قوال بن گئے۔ حضرت قاضی

صاحب روزانہ سماع سننے لگے۔ یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ قاضی سعد الدین، قاضی منہاج سراج، قاضی عماد، ہند مبارک غزنوی، مولانا مجد الدین وغیرہ نے طعن بازی شروع کر دی اور یہ کہنا شروع کیا کہ لو قاضی حمید الدین نے اپنے پیروں کے خلاف طریقہ سماع سننا شروع کر دیا۔ حضرت قاضی صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا میں چشتی ہوں میرے پیر چشتی ہیں۔ مجھے جو کچھ ملا ہے، چشتیوں سے ملا ہے۔ میرے لئے حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی تو یہ حجت نہیں۔ اس واقعہ کہ کچھ روز بعد حضرت قاضی صاحب بغداد تشریف لے گئے اور اپنے ایک مرید کامل کے یہاں قیام فرمایا۔ وہ مرید مالدار آدمی تھا۔ اس کے پاس چالیس حجرے تھے۔ مرید نے سب حجروں کے دروازہ کھول دیئے صرف ایک دروازہ مقفل رکھا۔ قاضی صاحب نے پوچھا یہ حجرہ تم نے کیوں نہیں کھولا۔ مرید نے عرض کیا حضرت اس حجرہ میں ایک نواز خلیفہ کے خوف سے چھپا رکھا ہے۔ خلیفہ سماع کا مخالف ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا میں سماع کا دلدادہ ہوں۔ تم کسی بات کا خوف نہ کرو۔ اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ آدمی حاضر ہو گیا۔ حضرت قاضی صاحب کے حکم سے نوازی شروع کی، محفل سماع گرم ہوئی۔ قوالی کی آواز سن کر لوگوں نے قاضی و مفتی شہر کو اطلاع کر دی۔ قاضی صاحب کے نام حکم نامہ آیا کہ عدالت میں حاضر ہو کر محفل سماع کے جواز پر بحث کرو۔ اگر ثبوت بہم نہ پہنچا تو دار پر کھنچوا دیئے جاؤ گے۔ قاضی صاحب پر کیفیت طاری تھی۔ قاصد کھڑا رہا۔ جب صحیح حالت پر آئے تو حکم عدالت سنایا گیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ سماع تمام آدمیوں کے لئے حرام نہیں ہے عام آدمیوں کے حرام ہے خواص کے لئے حلال ہے، قاصد روانہ ہو گیا۔ ابھی چند قدم ہی گیا تھا کہ قاضی صاحب نے اس کو واپس بلا کر فرمایا کہ قاضی و مفتی صاحبان سے کہہ دینا کہ کل تمام علماء حاضر ہوں یہ فقیر بھی حاضر ہوگا۔ اگر یہ فقیر سماع سننے کا اہل ہوگا تو سماع ضرور سنے گا۔

ورنہ جہاں اور لوگوں کو پھانسی دی گئی ہے حمید الدین کو بھی سہی ۔ الغرض عدالت کا ہرکارہ حکم نامہ کا جواب سن کر رخصت ہو گیا ۔ اور قاضی و مفتی صاحبان کو قاضی صاحب کے جواب سے مطلع کیا ۔ قاضی اور مفتی صاحبان اس بات پر رضا مند ہو گئے ۔ حضرت قاضی صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا اب تم یہ کام کرو کہ کل مفتی اور قاضی کو اپنے یہاں کی ضیافت پر مدعو کرو ۔ یہاں شہر میں قوال تو ہیں نہیں جس قدر جمع کر سکو مزاجیہ جمع کر لو ، اور صحن میں رکھدو ۔ رات بھر میں ۷۲ مزامیر جمع ہوئے ۔ یہ تمام مزامیر وسط صحن میں کپڑا ڈال کر رکھ دیئے گئے ۔ مرید نے مفتی و قاضی کو دعوت نامہ بھیج دیا ۔ اگلے دن قاضی و مفتی صاحبان تشریف لے آئے ۔ پوچھنے لگے حمید الدین کہاں ہیں ۔ حضرت قاضی نے فرمایا میں ہوں میرا نام حمید الدین ہے ، سماع سنتا ہوں ، سماع کو مباح تصور کرتا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ دل کا مریض ہوں ۔ ورنہ دل کا علاج سماع ہی ہے ۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اگر کسی پیاسے کو شدت تشنگی کے وقت پانی میسر نہ ہو اور جان جانے کا خطرہ ہو تو اس کو ایسی حالت میں شراب پینا مباح ہے کہ مسلمان کی جان ضائع ہو جانے سے محفوظ رہے ۔ حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ حزن وملال دفع کرنے کے واسطے سماع سننا مباح ہے ۔ حضرت قاضی صاحب فاضل یگانہ اور عالم بے بدل تھے اور مفتی صاحب کے سامنے سماع کے متعلق ایسے ایسے واقع (واضح) دلائل پیش کئے کہ قاضی اور مفتی صاحبان ان کی تردید نہ کر سکے ۔ ان کو ماننا پڑا ۔ حتٰی کہ قاضی صاحب نے فرمایا ہاں ہاں ائمہ کی کتب میں اس طرح لکھا ہے ۔ آپ صاحب ولایت ہیں ۔ آپ ہمیں کوئی ایسی دلیل و برہان دکھلائیے ۔ جس سے ہم سماع کے معتقد ہو کہ اہل سماع بن جائیں ۔ حضرت قاضی صاحب نے اسی وقت مزامیر کو اشارہ کیا ۔ تمام مزامیر خود بخود بجنے لگے ۔ مجلس پر کیفیت طاری ہو گئی ۔

قاضی و مفتی صاحبان پر وجد طاری ہو گیا ۔ قاضی صاحب بھی وجد میں آ گئے ۔ حضرت قاضی صاحب

نے قاضی و مفتی صاحبان پر تیز نظر ڈالتے ہوئے فرمایا ''اے سماع'' یہ فرماتے ہی قاضی و مفتی صاحب دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔ بڑی دیر تک ایسی حالت رہی۔ جب حالت درست ہوئی تو قاضی شہر نے حضرت قاضی صاحب کے قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی۔ حضرت قاضی صاحب نے فرمایا اب تو چشتیوں کی دلیل دیکھ لی۔ اب بھی سماع کو مباح نہ کہو گے۔ قاضی مفتی اور دیگر علماء حاضرین مجلس نے اقرار کیا کہ بلاشبہ سماع اہل سماع کے لئے مباح ہے اس کے بعد قاضی حمید الدین صاحب بغداد سے رخصت ہو کر دہلی روانہ ہو گئے۔

(سیر الاقطاب)

حضرت قاضی حمید الدین کے مکان میں محفل سماع

سیر الاقطاب میں ہے کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کے مکان میں تشریف لائے تو قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قوالوں کو بلا کر محفل سماع ترتیب دی۔ حضرت خواجہ قطب علیہ الرحمتہ ورضوان اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ دونوں بزرگ سماع سنتے رہے۔ ہزار آدمی سماع سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ جس وقت محفل سماع ختم ہوئی۔ لوگوں نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اس محفل میں بڑے چھوٹے ہر قسم کے لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہیں۔ محفل سماع کے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے۔ کھانے کا انتظام فرمایا جائے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب علیہ رحمہ سے عرض کیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا سب حاضرین سے کہہ دو صف بستہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ سب لوگ بیٹھ گئے حضرت خواجہ قطب علیہ الرحمتہ ورضوان نے اپنی دونوں آستینیں جھاڑنی شروع کر دی۔ ہر شخص کے آگے دو دو گرم گرم کاک اور حلوا حاضر ہو گیا۔ تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد مولانا مجد الدین نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ کھانے کے بعد شربت بھی ہونا چاہئے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی شخص نے ڈھائی سیر شکر نظر کی تھی۔ آپ نے ایک بڑے لوٹے میں ڈال کر اوپر سے سات پیالے پانی کے ڈال کر فرمایا۔ لو سب لوگ شربت پیو۔ سب حاضرین نے خوب سیر ہو کر شربت پیا، اور لوٹے میں شربت اتنا ہی رہا۔ اس میں کوئی کمی نہ آئی۔ کھا پی کر سب لوگ رخصت ہو گئے۔

(خواجہ قطب الدین)

سلطان شمش الدین التمش کے زمانے میں علمائے ظاہر کا واویلا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمش الدین التمش کے پیر تھے۔ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد جب سلطان موصوف تخت دہلی پر متمکن ہوا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان موصوف کو نصیحت فرمائی کہ فقراء اور مساکین کا خیال رکھنا۔ حق تعالی تیرے درجات میں ترقی عطا فرمائے گا۔

اولیاء اللہ سے علماء کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ قاضی صادق اور قاضی عماد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے۔ بادشاہ سے شکایت کی کہ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین شب روز سماع سنتے رہتے ہیں۔ شریعت کا حکم ہے کہ سماع سننا حرام ہے۔ خواجہ قطب الدین کو تو ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی ہے ایسی حالت میں ہم سماع سننے کی اجازت کس طرح دیں۔ بادشاہ نے کہا کہ میں تو منع نہیں کر سکتا۔ تمہیں اختیار ہے، قاضی صادق اور قاضی عماد دونوں خانقاہ پہنچے اس وقت اتفاقاً محفل ہو رہی تھی۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت طاری تھی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دست بستہ کھڑے تھے۔ قاضی عماد نے حضرت خواجہ قطب صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا محفل سماع میں آنا مناسب نہیں۔ یہ بات اس لئے کہی تھی کہ حضرت قطب صاحب کا روئے مبارک بے ریش تھا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دونوں دست مبارک چہرے پر پھیرے تمام چہرے مبارک پر داڑھی نکل آئی۔ فرمایا! ہاں ہاں بے ریش نوجوان کو محفل سماع میں نہ

آنا چاہیے۔ تمام حاضرین محفل حضرت خواجہ قطب صاحب کی اس حیرت انگیز کرامت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔ قاضی عماد اور قاضی صادق ڈر کے مارے قریب نہ آئے۔ دور ہی سے واپس چلے گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ سماع کا فتنہ روز بہ روز ترقی پر ہے اگر اس وقت اس کا سد باب نہ کیا گیا تو قیامت تک نہ رک سکے گا۔ اس کے بعد یہ دونوں مولوی صاحبان بادشاہ کے پاس گئے۔ حضرت قطب صاحب کی حیرت انگیز کرامت کا ذکر فرمایا۔ بادشاہ نے کہا یہ دونوں بزرگ اہل سماع اور صاحب حال ہیں خبردار ان سے کسی قسم کی کاوش نہ کرنا۔ ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ دونوں مولوی صاحبان علم کے نشہ میں سرشار کہنے لگے ہم حامل شریعت ہیں۔ شریعت کی رو سے سماع سننا حرام ہے۔ اس لئے ہم جب تک سماع نہ بند کروادیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے۔ بادشاہ نے کہا تم میری بات تو مانتے نہیں اگر تم کچھ طاقت رکھتے ہو سماع بند کرلو۔ اس پر دونوں مولوی صاحبان نے کہا کہ ہم نے محفل سماع میں جا کر کہا کہ سماع بند کرو اور ان لوگوں نے کہا کہ تم منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ تو ہماری کیا عزت رہ جائے گی، اگر ہم نے کہا کہ ہم شہر کے قاضی اور مفتی ہیں تو بات بھی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ان باتوں سے تمہارا کیا مقصد ہے، کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا آپ ہمیں مفتی اور قاضی شہر بنادیں۔ بادشاہ نے ان دونوں مولوی صاحبان کی خواہش کے مطابق مفتی اور قاضی شہر کا عہدہ ان دونوں کو عطا کر دیا۔ صداقت اور قضا کا عہدہ ملتے ہی مولوی صاحبان آپے سے باہر ہو گئے۔ فوراً ایک ہرکارہ حضرت خواجہ قطب الدین اور خواجہ حمید الدین کے پاس بھیجا کہ ہماری عدالت میں حاضر ہو کہ وجۂ جواز سماع پیش کرو، ورنہ سماع سننے سے تائب ہو جاؤ۔ جس وقت مفتی اور قاضی صاحبان کے ہرکارہ نے حضرت خواجہ صاحبان کو حکم حاضری سنایا۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کیا زیر زمین جانے کا ارادہ ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین

صاحب نے حضرت قطب صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا اب کچھ نہیں ہوتا تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ حضرت قطب صاحب اور حضرت خواجہ حمید الدین نے قاضی و مفتی صاحبان کو کہلا کر بھیجا کہ کل ہمارے پیر کا عرس ہے کل ہم سماع سن لیں، پرسوں حاضر عدالت ہو گئے۔ قاضی اور مفتی صاحبان نے ہر دو حضرات کو اس شرط پر سماع سننے کی اجازت دی کہ محفل سماع میں سوائے آپ دو حضرات کے تیسرا شخص شامل نہ ہو۔ حضرت خواجہ قطب صاحب اور حمید الدین ناگوری کی خانقاہ انڈون (اندرون) قلعہ تھی۔ اس زمانے میں قلعہ کے صرف دو دروازے تھے۔ مشرقی اور مغربی۔ قاضی صادق اور قاضی عماد نے قلعہ کے دونوں دروازہ پر آدمی بیٹھا دیئے کہ کسی آدمی کو اندر نہ آنے دیں۔ حضرت خواجہ قطب کے خادم نے عرض کیا کہ قاضی شہر نے دروازہ پر پہرہ دار بیٹھا دیئے ہیں۔ کوئی آدمی خانقاہ میں نہ آسکے۔ کھانا پکاؤں یا نہیں؟ قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آج کھانا زیادہ پکاؤ کسی کی کیا مجال جو آنے والے کو روک سکے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ قاضی صادق اور قاضی عماد تو اپنی جان سے عاجز آچکے ہیں۔ اب وہ بہت جلد اس دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔ خادم حسب حکم کھانا پکانے میں مشغول ہو گیا۔ قاضی حمید الدین نے دوگانہ پڑھا۔ میرے بھائی شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ملتان سے تشریف لا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت شیخ موصوف ملتان سے تشریف لے آئے۔ پہر اداروں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا وہ دیکھ نہ سکے۔ اس کے بعد فرمایا میرے بھائی جلال الدین تبریزی بھی تبریز سے تشریف لا رہے ہیں وہ بھی تشریف لے آئے مگر پہرا داروں کو پتہ تک نہ چل سکا۔ مفتی اور قاضی صاحبان نے انتظام تو ایسا کیا تھا کہ کوئی شخص بھی خانقاہ میں نہ آسکے۔ مگر ہوا بالکل اس کے برعکس جس وقت محفل سماع گرم ہوئی اور ہاؤ ہا کے نعرے بلند ہوئے اس قدر غلغلہ پڑا کہ کان پڑی

آواز سنائی دیتی تھی۔ قاضی صادق اور قاضی عماد کے کانوں میں آواز پہنچی تو ایک آدمی کو دریافت حال کے لئے بھیجا۔ کچھ دیر بعد اس خادم نے آ کر بیان کیا کہ آج تو خانقاہ میں اس قدر مجمع ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ قاضی صادق اور قاضی عماد کہنے لگے کہ اب اچھا موقع ہے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ قاضی و مفتی صاحبان پولس کا ایک دستہ لے کر ہمراہ خانقاہ پہنچ گئے۔ محفل سماع ہو رہی تھی۔ حضرت قطب صاحب سماع سن رہے تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوری دست بستہ کھڑے تھے جس وقت قاضی و مفتی صاحبان سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری صاحب نے فرمایا تم جہاں کھڑے ہو وہیں کھڑے رہو۔ مفتی اور قاضی عماد صاحبان وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے۔ ہر چند ہلنے سرکنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ زمین نے پاؤں پکڑ لیئے۔ یہاں تک کہ محفل سماع برخاست ہوئی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے ہردو اسیران پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا آؤ ہم سے آخری بار مل لو آج تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ سماع کیا چیز ہے۔ یہ بات سن کر دونوں مولوی صاحبان رونے لگے۔ اور حضرت خواجہ قطب کے قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگنے لگے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ سماع خداتعالیٰ کی خاص نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے فرمایا اب اقرار کرنے سے کیا فائدہ۔ اس وقت توبہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں جو ہونا تھا ہو چکا۔ کچھ دیر بعد قاضی و مفتی صاحبان خانقاہ سے روانہ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حال عرض کیا۔ بادشاہ نے قاضی صادق اور مفتی عماد کو خوب برا بھلا کہا۔ اور فرمایا میرے سامنے سے دور ہو جاؤ مجھے اپنی صورت مت دکھلاؤ۔ قاضی صادق اور مفتی عماد بعد ہزار مایوسی و ناکامی اپنے گھر بحالت ندامت واپس آئے۔ اور اسی روز دنیا سے کوچ کر گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو فرمایا اچھا ہوا۔ یہ اہل اپنی زندگی سے عاجز آ گئے تھے انہوں نے بڑی اگلتی جات رکھی تھی۔

(خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) صفحہ ۴۲

سلطان شہاب الدین کی خفگی

الغرض حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ سماع سنتے رہے۔ سلطان شہاب الدین غوری کو خبر ملی تو اس نے خفگی کے لہجے میں کہا۔ ''یہ کون لوگ ہوتے ہیں سماع سننے والے؟'' یہ بات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیج کر بادشاہ سے کہا بھیجا۔ اور سنگدل سیاہ باطن تو سماع کی قدر کیا جانے۔ سماع ہمارے لئے مباح ہے اور تیرے لئے حرام ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص عطیہ ہے جو ہر کسی کو نہیں ملا کرتا ہے۔ سماع کی قدر قدر دان ہی جانتے ہیں۔ سلطان شہاب الدین غوری نے یہ بات سن کر غصہ کی حالت میں قسم کھا کر کہا کہ اگر آئندہ مجھے سماع کے متعلق کوئی اطلاع ملی تو دار پر کھچوا دوں گا۔ بادشاہ کا یہ جواب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا ہم بھی دیکھیں گے تو یہاں رہے گا یا ہم۔ چنانچہ دس بیس روز کے بعد ہی سلطان شہاب الدین غوری خراساں چلا گیا۔ (خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) صفحہ ۳۷

حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری

سبع سنابل شریف میں ہے کہ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد مزار پاک پر حاضر تھا ۔میں نے دیکھا منکر نکیر حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور مؤدب بیٹھ گئے ۔اس درمیان میں دو فرشتے آسمان سے اتر کر آئے ۔اور ایک کاغذ خط عنبر سے لکھا ہوا پیش کیا جس میں تحریر تھا۔ ''اے قطب الدین! میں تم سے خوش ہوں ۔آج تمہاری برکت سے امت محمدی ﷺ کے تمام گنہگاروں کی قبر سے عذاب اٹھا دیا گیا ۔زندہ آدمیوں نے تو تم سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ مردے تمہارے فیض سے کیوں محروم رہیں ۔خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے قطب الدین سے کوئی سوال نہ کرنا۔ میں خود ان سے سوال کر چکا ہوں انہوں نے سوال کا جواب صحیح صحیح دیا ہے۔'' (خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) صفحہ ۶۳

فوائد

سماع میں جہاں بہت سے فوائد اور منافع ہے۔ لغزش اور ذلالت بھی اسی قدر ہے لیکن مضرات کے امکان وقوع سے سماع کا ترک لازم نہیں اس لئے کہ اعمال ظاہر میں یہ افضل ترین عمل نماز ہے۔ جو بعض لوگوں کے حق میں باعث عذاب دوزخ ہے۔ تو بعض اسی احتمال سے نماز ترک کرنا درست نہیں۔ یہی حال سماع کا بھی ہے اگر یہ کہا جائے کہ عہد رسالت وصحابہ میں سماع نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے سماع فعل بدعت ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ سماع فعل بد ہے۔ لیکن یہ بدعت کسی سنت کے مزاحم نہیں۔ اس لئے سماع کو بدعت کہنا درست نہیں۔ سماع سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مشائخ متاخرین نے سماع کو مستحسن قرار دیا ہے۔ سب سے بڑا فائدہ سماع کا یہ ہے کہ طالب کو طلب آرزو میں بعض اوقات حالت پاس قبض پیش آجاتی ہے۔ جس سے اعمال عبادت میں کمی آجاتی ہے۔ کیونکہ ہر وقت طبیعت پر ایک ایسا بار رہتا ہے جس کی موجودگی میں ایسے کام میں ذوق حاصل نہیں ہوتا۔ سماع سے یہ حالت قبض دور ہو جاتی ہے۔ مشائخ متاخرین نے اس عارضہ کو دور کرنے کے لئے سماع کو خوش الحال اور عمدہ مضامین کے اشارے سے شروع طریقہ پر مرتب کر کے طالبوں کو بوقت ضرورت بقدر ضرورت سننے کی اجازت دی ہے کہ طبیعت کا ثقل اور کسل دور ہو کر شوق کی تیز گامی بڑھ جائے۔ اور طبیعت کا قلق واضراب دور ہو جائے۔ نقل ہے امام شمس الائمہ کرگانی نے شیخ المشائخ حضرت خواجہ مودود چشتی سے کہا کہ روایت فقہ اور مسئلہ شرعی کی بحث سے قطع نظر آپ کے مسلک کے مطابق سماع کے بارے میں کیا رائے ہے سماع بہتر یا نماز۔ حضرت نے جواب دیا آپ عالم دین ہیں۔ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر کوئی شخص دو رکعت نماز شرائط وارکان کے ساتھ اخلاص سے ادا کرے تو اس کے متعلق احتمال ہے حق تعالی اس کو قبول فرمائے اگر چاہے قبول کرے نہ چاہے قبول کرے۔ لیکن سماع تو اللہ تعالی کے جذبات میں سے ایک

جذبہ ہے جس کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ آپ عالم دین ہیں اور بخوبی واقف ہیں کہ نماز ایک ایسی چیز ہے اور سماع ووجد ایک امروہی ہے۔ سماع عین عنایت وقبول حق سبحانہ ہے جس میں دو کا شائبہ بھی نہیں حضرت خواجہ ممشاد علودینوری رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سرکار کائنات ﷺ کو دیکھا۔ آقائے دو جہاں سے دریافت فرمایا۔ مجلس سماع کے بارے میں حضور ﷺ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہاں محفل سماع کا آغاز واختتام قرآن پر ہونا چاہئے۔ ترجمہ (آداب المریدین) صفحہ ۱۵۵

مقتدائے عارفین حضرت محمد داؤد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ارنگ زیب بادشاہ نے ملا عبدالقوی کو حکم صادر فرمایا کہ شیخ کے پاس جائے اور سماع کے متعلق بحث کرے۔ ملا صاحب ذاہد خشک بھی تھے اور فقراء کے دشمن بھی خوش ہو گئے۔ ان کے سوال پر آپ نے فرمایا کہ از روئے علم ظاہر جواب دوں یا بروئے علم باطن ظاہرہ تو یہ کہے دیتا ہوں کہ (لاھلہ حلال ولغیرہ حرام) ''سماع اہل کے لئے حلال اور نااہل کے لئے حرام ہے'' اور باطن کی جو پوچھتے ہو تو تم پر ابھی ابھی خود اس کی حقیقت وصداقت کا اظہار ہو جائیگا۔ آپ نے قوال کو اشارہ کیا کہ قوالی شروع ہو قوالی جو شروع ہوئی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور اسی عالم میں فرمایا۔ جاہل ملا مجھ سے اباحت سماع کی دلیل پوچھنے آیا ہے۔ حالانکہ میں خود عالم اور ماہر شریعت غرائے اسلام ہوں۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کا صادر ہونا تھا کہ عبدالقوی بالکل کورے ہو گئے تمام علوم بھول گئے۔ کچھ بھی یاد نہ رہا۔ یاد کرتے تھے یاد نہ آتا تھا۔ جو چاہتے تھے سوچ نہ سکتے تھے۔ یہ حالت تھی کہ زبان عربی بھی ختم ہو گئی۔ یہ صورت دیکھ کر ملا کے ہوش وحواس جاتے رہے، دیوانگی طاری ہو گئی۔ ہیبت چھا گئی۔ اٹھے اور پاؤں پر جا کر گرے۔ منتیں کیں اور معافی مانگی حضرت کو رحم آگیا اور فرمایا بابا مفتی ہے عالم ہے ملک العلماء ہے سب کچھ ہے مگر پھر بھی تو آخر فقراء کو کیوں ستاتا ہے

ملا خاموش کھڑا تھا۔ آپ نے نظر کرم جو ڈالی تو پھر تمام علوم مستحضر تھے۔ اسی وقت مرید ہو گیا۔ ملا عبدالقوی کے مرید ہوتے ہی اور بھی بہت سے علماء مرید ہو گئے۔ محفل اولیاء۔ صفحہ۔ ۲۴۶

حضرت خواجہ غریب نواز

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی روحی غذا سماع کی محفل تھی اور آپ کو اس سے لطف خاص حاصل ہوتا تھا۔ آپ کو راگ سے بے حد دلچسپی تھی۔ سماع کے وقت آپ پر بے خودی و بے خبری اور استغراق کا غلبہ بہت زیادہ رہتا تھا۔ اکثر کئی کئی دن تک مجلس سماع جاری رہا کرتی تھی۔

کتاب ہندالوی غریب نواز۔ صفحہ۔ ۷۸

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ پر اکثر اوقات استغراق کی کیفیت طاری رہا کرتی تھی۔ آخری وقت میں استغراق کی کیفیت بے حد بڑھ گئی تھی۔ نماز کے وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ یا خواجہ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ سامنے کھڑے ہوکر باآواز بلند صلوۃ صلوۃ پکارتے آپ پھر بھی ہوش میں نہیں آتے تو وہ کان میں صلوۃ پکارتے۔ اس پر بھی آپ ہوشیار نہ ہوتے تو آپ کا شانہ مبارک ہلایا جاتا۔ اس وقت آپ آنکھ کھول کر ارشاد فرماتے، شرح محمدی ﷺ سے چارہ نہیں۔ سبحان اللہ کہاں سے کہاں آنا پڑتا ہے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔

حکایت۔ ایک محفل میں بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ اور لوگ سماع کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علمائے کرام کے اختلاف کا ذکر کر رہے تھے۔ اور ان لوگوں کی تمام تر گفتگو سننے کے بعد آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ ایک جل کر راکھ ہو چکا ہے اور دوسرے ابھی تک اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔

کتاب اخبار الاخبار اردو۔ صفحہ نمبر ۱۲۲

شیخ رکن الدین فردوسی

شیخ رکن الدین فردوسی رحمتہ اللہ علیہ آپ خواجہ بدرالدین سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ دہلی آپ کا مسکن تھا اور جب سلطان کیقباد نے کیلوکھری میں نئی شہری آبادی کرنا چاہی تو آپ بھی وہاں تشریف لائے اور دریائے جمنا کے کنارے مقیم ہو گئے۔ غالباً آپ کے اور شیخ نظام الدین اولیاء کے درمیان چنداں محبت واخلاص نہ تھا۔ سیرالاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ رکن الدین کے نوجوان بیٹے اور دوسرے مریدین اکثر و بیشتر کشتی میں بیٹھ کر ناچنے گانے اور سماع کرتے ہوئے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کے مکان کے نیچے سے گذرا کرتے تھے۔ ایک روز اسی طرح گذر رہے تھے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء کی ان پر نظر پڑی تو اپنے حجرے سے سر باہر نکالا اور فرمایا کہ ایک وہ ہے جو برسوں سے خون جگر پی رہا ہے۔ اور اس راہ پر فدا ہو چکا ہے اور دوسرے یہ نوجوان ہیں جو کہتے ہیں کہ تو کیا ہے جو ہم نہیں (یعنی وہ کہتے تھے کہ خواجہ نظام الدین اور ہم میں کیا فرق ہے) اور اپنا ہاتھ آستین سے باہر نکالا اور ان کی جانب اشارہ فرمایا۔ خبردار ہو کر جانا چنانچہ شیخ رکن الدین کے بیٹے اسی طرح شور وغوغا کرتے ہوئے اپنے گھر کے قریب تک پہنچ گئے اور کشتی سے اتر کر انہوں نے چاہا غسل کر لیں۔ جونہی وہ لوگ پانی میں داخل ہوئے تمام کے تمام غرق ہو گئے۔

کتاب اخبارالاخبار اردو۔ صفحہ نمبر ۲۵۱

حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ضیاءالدین رومی سے خود سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے میرے ایک دوست کو سماع کا بہت شوق تھا اور محفل سماع میں حال آیا کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ انہیں جنت میں ایک بلند مقام ملا ہے۔ لیکن اس مقام اعلیٰ پر رسائی کے بعد بھی مغموم و پریشان ہیں۔ میں نے انہیں جنت مل جانے پر پہلے مبارک باد دی اور پوچھا کہ آپ مغموم کیوں ہیں۔ حضرت شیخ ضیاءالدین رومی نے جواب دیا کہ مجھے سب کچھ مل گیا ہے مگر سماع کی لذات وحال سے محروم ہوں۔

کتاب اخبارالاخبار اردو۔ صفحہ نمبر ۲۵۱

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ محفل سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی۔تو میں نے حضرت امیر خسرو سے عرض کیا کہ میرے آقا میرے تمام کام بخیریت ہے اسی وجہ سے کسی قسم کی عبادت و اطاعت اور درویشوں کے مانند کسی ورد اور وظیفہ میں مشغول نہیں ہوں، لیکن جب سماع سنتا ہوں تو راحت کاملہ اور رقت نامہ حاصل ہوئی ہے اور اس وقت آپ کی صحبت کی برکت سے میرے دل میں دنیاوی خواہشات سے خالی ہے۔میں نے عرض کیا جی ہاں! اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سماع دو قسم کا ہوتا ہے، ہاجم یا غیر ہاجم، ہاجم اُسے کہتے ہیں کہ سماع میں ابتداً ہی غلبہ اور ہجوم طاری ہو جائے۔مثلاً کوئی آواز یا شعر سننا جس سے سامع کے اندر ایک جنبش پیدا ہوئی ہے، اس حال کو ہاجم کہتے ہیں، جس کی شرح نہیں کی جاسکتی ہے، اور غیر ہاجم وہ سماع ہے جو سننے والے کو اللہ تعالیٰ یا اپنے شیخ کے حضور یا وہاں جہاں اس کا ارادہ ہو پہنچا دے۔

کتاب اخبار الاخبار اردو۔صفحہ نمبر ۲۲

چہار یار اجمیر شریف

جامع مسجد شاہ جہانی کے جنوب دیوار کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جو مغرب کی طرف کھلتا ہے، اس دروازہ کے باہر ایک وسیع قبرستان ہے۔ یہ قبرستان جھالرکی دیوار سے لے کر مسجد کے عقب میں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس گورستان میں بڑے بڑے علماء، فضلاء، صوفیا، فقراء، اور اولیاء اللہ کے مزارات ہیں، مولانا شمش الدین رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ الہ آبادی جن کا وصال مجلس سماع میں ہوا تھا اسی قبرستان میں مدفون ہیں، منقول ہے کہ اس گورستان میں چار مزار شریف ان بزرگوں کے بھی ہیں جو حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اسی وجہ سے یہ مقام چہار یار کے نام سے مشہور ہے۔

کتاب ہندالولی غریب نواز۔ صفحہ نمبر ۱۷۲

ایک روز شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی۔ صاحب حال اور اہل کمال درویشوں کا مجمع تھا قوالوں نے حضرت جام کی ایک غزل شروع کی جب انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

گشتگان خنجر تسلیم را۔ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

تو حضرت قطب الاقطاب سید قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمتہ اللہ علیہ پر ایسا وجد طاری ہوا کہ آپ اس کیفیت میں بیہوش ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کو اسی حالت میں گھر لائے۔ قوال بھی سب گھر آنے اور قوالی ہوتی رہی جب آپ کو کسی قدر ہوش آتا تو آپ اسی شعر کی تکرار کا حکم فرماتے اور پھر آپ پر وجد طاری ہو جاتا، چار روز تک آپ پر یہ کیفیت رہی، آپ بیہوش تھے لیکن نماز کے وقت آپ کو ہوش آ جاتا۔ جب آپ نماز ادا کر لیتے تو پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی۔ تیسرے روز بال بال سے تسبیح اسم ذات کی آواز آئی اور ہر بن مو سے خون کے قطرے

ٹپکنے لگے۔ جو قطرہ زمین پر گرتا اس سے نقش اللہ پیدا ہو جاتا۔ جب قوال پہلا مصرعہ پڑھتے تو حضرت بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کے قالب روح مبارک غائب ہو جاتی اور جب دوسرا مصرعہ پڑھتے تو واپس آجاتی۔ آپ پر ۱۰ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو کیفیت طاری ہوئی تھی۔ چار شبانہ روز یہی حالت رہی پانچویں شب میں جب مصرعہ اول کی تکرار ہو رہی تھی کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی رحلت کی خبر وحشت اثر سے دہلی میں کہرام برپا ہو گیا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ لاکھوں کی بھیڑ میں جب جنازہ مبارک لاکر میدان میں رکھا گیا۔ تو حضرت مولانا ابو سعید صاحب نے نماز جنازہ کی امامت سے متعلق حضرت قطب الاقطاب کی وصیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خواجہ نے وصیت فرمائی ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی فعل حرام کا ارتکاب نہ کیا ہو، جن سے عصر کی سنت اور تکبیر اولی کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔ جب لوگوں کو یہ وصیت سنائی گئی تو ہر شخص حیران تھا کہ وہ کون خوش نصیب ہے جو حضرت کی نماز جنازہ کی امامت کا اہل ہے اور یہ تینوں شرطیں پوری کرتا ہے، بہت دیر تک مجمع پر سکوت طاری رہا، جب کوئی آگے نہیں بڑھا تو چیخ مار کر سلطان شمس الدین التمش آگے بڑھے اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے حال سے لوگوں کو آگاہی ہو۔ لیکن افسوس کہ آج قطب الاقطاب کی وصیت نے زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔ بالآخر سلطان التمش کی امامت میں لاکھوں افراد نے نماز جنازہ کا فرض ادا کیا۔ آپ کے جنازہ میں اتنی بھیڑ تھی کہ جنازے تک پہنچنا تو بڑی بات ہے، بہتوں کو جنازہ نظر بھی نہیں آرہا تھا۔ آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا جسے آپ نے آخری آرام گاہ کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ آپ کا مزار مبارک بھی زیارت گاہ خلائق ہے آج بھی فیض کا چشمہ اسی طرح جاری ہے جس طرح حالت ظاہری میں جاری تھا۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۳، اور ۱۴ ربیع الاول شریف کو درگاہ شریف واقع مہرولی شریف، نئی دہلی میں بڑے

تزک احتشام اور نہایت نظر و ضبط سے منایا جاتا ہے۔

کتاب قطب عالم حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی

نقل ہے کہ حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے کہا کہ علی قوال رات کو شراب پیتا ہے اور دن میں آپ کی مجلس وعظ میں آتا ہے۔ آپ یہ بات سنکر چپ رہے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ علی قوال ایک راہ میں مست پڑا تھا، اور آپ چلے جا رہے تھے۔ کہیں ایک مرید آپ کا بول اٹھا اے لیجئے علی قوال پڑا ہے، آپ نے اسی ملامت کرنے والے سے کہا کہ اس کو اپنی گردن پر سوار کر اور اس کے گھر پہنچا۔ یہ سن کر وہ مجبور ہوا، اور کچھ بن نہ پڑی، ناچار ہو کر اٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا، جب وہ ہوش میں آیا تو آپ کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور توبہ کی اور بزرگان دین میں سے ہوا۔ آپ کے کلمات بہت بلند ہیں آپ فرماتے ہیں کہ بندہ دو نسبت کے درمیان ہے ایک نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اور دوسری نسبت حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت مواضع شہوات اور آفات ہے اور حق تعالیٰ کی نسبت مقامات کشف و عصمت ولادیت ہے، نسبت اول سے بشریت ہے اور نسبت دوم سے عبودیت ہے۔ حضرت آدم کی نسبت قیامت کے روز ختم ہوگی، عبودیت کی نسبت ہمیشہ قائم رہے گی۔

(کتاب انوار الازکیا)

"سماع اور اس کی حلت وحرمت"

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پیرومرشد کی مجلس میں سماع تذکرہ ہو رہا تھا۔حضرت نے زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں ۔(۱) حلال (۲) حرام (۳) مکروہ (۴) مباح ،اس کی تفصیل یہ ہے کہ (ا) اگر صاحب وجد کا دل زیادہ تر حق سبحانہ کی طرف ہے تو اس کے لئے سماع مباح ہے۔(۲) اور اگر دل مجاز کی طرف ہے تو یہ سماع مکروہ ہے۔(۳) اور اگر بالکل حق سبحانہ کی طرف ہے تو سماع حلال ہے۔(۴) اور اگر بالکل مائل مجاز کی طرف ہے تو اس کے لئے حرام ہے۔حضرت امام بخاری کے استاد حدیث پڑھانے سے پہلے شاگردوں کو سماع سنایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابراہیم بن سعد بہت بڑے عالم حدیث ہیں وہ حضرت امام شافعی اور امام بخاری کے استاد تھے،وہ اپنے شاگرد طالب علموں کو حدیث سنانے سے پہلے ان کو محفوظ کرنے کے لئے سماع سنایا کرتے تھے اور ان کے لئے دف بجائی جاتی تھی۔ کتاب روح تصوف

حضرت بندہ نواز گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آسمانی عروج کے طریقے پیر کی رہبری سے طے ہوتے ہیں۔تفریح طبع اور خوش وقتی کے واسطے گانے بجانے کے متعلق فقہا میں اختلاف ہے۔ بعض فقہا حرام اور بعض فقہا مکروہ۔لیکن وہ سماع جو سوز وطلب کی وجہ سے ہو اور جس میں شوق و رغبت میں ترقی اور اطاعت ومجاہدہ پر ہمت ہوتی ہے وہ فقہا کی بحث سے خارج ہے،فقہا کی صرف نفسانیات اور دنیاوی معاملات میں ہوتی ہے۔سماع سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

موسیقی کی حقیقت

موسیقی کی ابتدا کیوں کر ہوئی۔اس بارے میں حکماء کے مختلف اقبال ہیں۔کہا جاتا ہے کہ مریض کی آہ اور تکلیف کے ساتھ آواز کے طول وعرض میں کمی بیشی کو پیش نظر رکھ کر حکماء نے موسیقی کے پردے ترتیب دیئے۔بعض کا کہنا ہے کہ کسی مردار جانور کی ہڈیوں پر لگا ہوا گوشت خشک ہوگیا تھا۔جب ہواز ور سے چلتی تو اس میں سے ہلکی بھاری آواز نکلتی تھی۔ایک حکیم نے آواز کے زیر وبم کو دیکھ کر باجہ تیار کرلیا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی سالک نے اپنے مشاہدہ میں ساتوں آسمانوں کی گردش ملاحظہ کی اوران کی دلکش آوازیں سن کر موسیقی کی بنیاد ڈال دی، آسمانوں کی آوازیں ایسی دلکش تھیں کہ اگر دنیا والے سن لیں تو ان کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے۔ایک روایت یہ بھی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مختلف انواع اقسام کی آوازیں رکھتے تھے۔جنگ، رباب وغیرہ کی آوازیں آپ کے حلق سے برآمد ہوتی تھیں اور سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ اپنے ہوش میں نہ رہتے تھے۔ابلیس کی ذریات نے ابلیس سے شکایت کی، داؤد علیہ السلام کے نغمے نے دلوں میں ہمارے وسوسہ کی گنجائش نہیں رکھی۔ابلیس یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہوا۔اور آپ کے نغموں پر غور کر اس نے ایک باجہ تیار کیا۔تمام اہل ہوس اس کی آواز سن کر اس کے پیچھے ہولئے۔۔۔

اہل دل موسیقی پر کیوں فدا ہیں

بات یہ ہے کہ انسان کے اندر پانچ چیزیں ہیں۔روح، نفس، طبع، عقل جب کوئی موزوں کلام نغمہ کے ساتھ گایا جاتا ہے تو روح نغمہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔دل شعر کے مضمون میں نفس شعر کی موزونیت میں عقل شاعر کی اس حکمت میں جو شعر کے اندر اس نے رکھی ہے توجہ کرتی ہے اور طبیعت موسیقی کے وزن کا انداز کرتی ہے۔غرض یہ پانچوں قوی اپنی غذا میں مصروف ہو ہو کہ ذوق ولذت حاصل کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ سماع کو غذائے روح کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اہل دل موسیقی پر فدا ہیں۔سماع کی تین قسمیں ہیں۔(۱) یہ کہ قوال کی زبان سے شعر سنتے ہی مضمون یا نغمہ میں غور کئے بغیر وجد وکیفیت پیدا ہو جائے اور سننے والوں کو بے خد بنا دے۔(۲) سننے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہو۔(۳) یاروں کی موافقت کے سبب سماع میں شریک ہو، ایسا شخص بھی رحمت سے محروم نہ رہے گا جس رحمت سے سماع سننے والے بہرہ انداز ہوں گے۔سماع کی محفل میں شریک ہونے والے کو اہل ذوق کی موافقت کرنی لازم ہے۔بیگانوں کی طرح شریک ہونا درست نہیں۔موافقت میں یہ فائدہ ہے کہ تواجد سے وجد تک اور تواجد سے وفاق تک میں ترقی حاصل ہوگی، جس طرح اگر کوئی شخص نماز پڑھ چکا ہو اور جماعت تیار ہو تو اس کے لئے حکم شریعت کہ وہ بھی جماعت میں شریک ہو جائے تا کہ اس رحمت سے جو جماعت پر نازل ہو رہی ہے یہ شخص محروم نہ رہے، اسی پر سماع بھی قیاس کرنا چاہئے۔فقہا کے نزدیک دف بجانے کے بارے میں تو گنجائش ہے مگر دیگر مزامیز کے لئے نہیں، اس لئے اگر سننے والا اہل دل سے ہے تو خیر، ورنہ یہ خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔مزامیر میں چونکہ کسی قسم کی آلودگی نہیں ہے۔اور اس کا جوف معصیت سے سراسر خالی ہے۔اس لئے مزید پیر کی حرمت کے بارے میں اہل دل جانیں اور ان کا کام۔

مزامیر کی حقیقت

باجہ کی حقیقت یہ ہے کہ حکماء نے اس کو آدمی کی صورت پر ایجاد کیا ہے، ایک تار اس کا آنکھ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے، جو آواز اس تار سے نکلتی ہے وہ معشوق کے غمزہ و کرشمہ کی خبر دیتی ہے، اس طرح دوسرے تار سینہ پر ہاتھ پیر وغیرہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ جو لوگ فن موسیقی سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں۔قواعد موسیقی کے مطابق گانے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں۔

قواعد موسیقی کے مطابق گانے میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں۔

قواعد موسیقی کے مطابق گانے میں شریعت مطہرہ میں نفی و اثبات کا کوئی حکم نہیں۔خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ہے (قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو) یعنی قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھا کرو۔مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً سورہ جن خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے تو سامعین پر محویت کا عالم طاری ہوتا ہے۔لیکن اسی صورت کو اگر کوئی بے آواز نہ پڑھے تو سننے والے متوجہ بھی نہیں ہوئے۔حضور ﷺ کے موجودگی و تجربات و مشاہدات کی روشنی میں فقہا کا روایت تذکرہ بالا کا یہ معنی بیان کرنا کہ اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ زینت دو، قلب معنی ہے۔جب یہ مشہور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے خوش الحانی کے توریت سن کر لوگ مرجاتے تھے۔ظاہر ہے کہ یہ بھی ان کا ایک معجزہ تھا۔معجزہ پھر بھی معجزہ ہے، معجزہ جیسی چیز کو حرام یا مکروہ کہنا عقل سے سراسر بعید ہے۔حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس سے گذر رہے تھے۔وہ اپنے مکان میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔حضور ﷺ تھوڑی دیر کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور قرآن شریف سنتے

رہے۔ پھر جب ان سے ملاقات ہوئی تو حضورﷺ سے واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو میں اور بھی اچھی طرح سے پڑھتا۔ حضورﷺ نے انہیں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ لقد اوتیت مزمارا من مزامیر ال داؤد۔ حضورﷺ نے حضرت ابوموسیٰ کی آواز کا نام مزامیر رکھا۔

"سماع بھی عشق بازی ہے"

خاندانی کرویا کے لوگ سماع اللہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ یہ سماع نہیں بلکہ ذکر ہے۔ اس میں کچھ اثر ہوگا ذکر کا اثر ہوگا۔ سماع کا۔ سماع حقیقت دراصل عشق بازی ہے۔ اس میں ہر دم معشوق کا خیال اور حضور ہونا چاہئے۔ ذکر اور فکر کی اس میں گنجائش نہیں۔ سماع حق و حقیقت کے ساتھ عشق بازی ہے۔ سماع میں جہاں حمل نظیر بر نظیر ہے وہاں حمل نقیض بر نقیض بھی ہے۔ شعر کے معنے یا موسیقی کے وزن سے وصل کا مضمون مفہوم ہے۔ تو جو شخص اس دولت سے محروم ہے وہ اضطراب و گریہ وزاری میں مبتلا ہو جائے گا کہ قوم تو وصل محبوب سے شاد ہے اور میں بدقسمت ناکام ہوں۔ اور جو شخص وصل سے شاد کا ہو چکا ہے وہ فراق کی حکایت سن کر خوشی اور ذوق میں شکر گزار ہوگا۔ بہر حال سماع کا اثر کبھی بر عکس بھی ہوتا ہے۔ سماع ایک ایسی چیز ہے کہ جو لوگ مضمون کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں ان پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو مصائب بین کی آواز سن کر اور اونٹ بُدی کی آواز سن کر مست ہو جاتا ہے۔ گانے بجانے کا اثر بالخاصہ مستی و مسرور ہے۔ اگر کوئی آدمی گانا بجانا سن کر مست و مسرور نہ ہو تو وہ حد درجہ قسی القلب اور غلیظ الطبع ہے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

شتر را چہ شور و طرب در سر ست

اگر آدمی را نہ باشد خر ست

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ اونٹ تو گانا سن کر مست ہو جاتا ہے۔ اگر آدمی پہ گانے کا اثر نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ آدمی نہیں بلکہ گدھا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر سکینہ نازل ہونے کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ البقرہ میں مذکور ہے جس وقت آسمان سے سکینہ نازل ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام خوشی کے مارے رقص کرنے لگے تھے۔ محفل سماع میں رقص کرنے والے کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہئے۔ دو چار

آدمیوں کو اس کی موافقت کرنی چاہئے۔ گرنے سے بچائیں اور اگر زور سے گر پڑے تو اس کو پڑا نہ رہنے دیں بلکہ احترام کے ساتھ اٹھالیں۔ کیفیت کے عالم میں اگر صوفی اپنا کپڑا اتار کر قوال کو دیدے تو حاضرین کو چاہئے کہ اس دوسرا کپڑا پہنادے برہنہ نہ رہنے دے۔ دوران سماع اگر کسی کو ذوق پیدا ہو، اور وہ رقص بھی کرنے لگے تو تمہیں بھی لازم ہے کہ اس کی موافقت کرنی چاہئے۔ اگر تم کو ذوق پیدا نہ ہو تب بھی بے تکلف گرما گرمی کے ساتھ اس کے ساتھ لگے رہو۔ تمہاری موافقت کرنے سے اس کی گرمی میں تیزی نہ ہوگی تو کمی بھی نہ ہوگی۔ اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ تمہاری گرما گرمی سے شاید اس کی گرمی کا عکس تم پر پڑ جائے اور تمہیں بھی اس حرارت سے حظ حاصل ہو۔

محفل سماع میں اگر کسی شعر میں تم کو ذوق پیدا ہو تو جہاں تک ہو سکے ضبط کر، اور اگر دوسرے لوگوں پر بھی ذوق طاری ہو تو یہ وقت اہل ذوق کے ہے بہت ہی اچھا ہے۔ اگر تم اہل ذوق ہو تو جان لو گے کہ اس حالت میں کس طرح ذوق شوق زیادہ ہوتا ہے۔ اگر تمہیں کسی کے ساتھ عشق ہے اور معشوق کے ساتھ تمہارے معاملات مختلف ہیں۔ تب سماع سننا تمہارا کام ہے۔ جس شخص کو خوف یار نہ ہو۔ سماع اس کا کام نہیں۔ صوفی کو محفل سماع میں شریک ہونے سے پہلے اپنے وردو ظائف سے فراغت حاصل کر لینی چاہئے۔ محفل سماع سے اٹھ کر محفل کر پراگندہ کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ صوفی کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ سماع کے لئے محفوظ مکان ہونا چاہئے۔ کھلے ہوئے صحن میں غیر محفوظ مکان میں سماع نہ سننا چاہئے۔ کھلے مکان میں سماع کا اثر صحیح طریقہ پر نہیں ہوتا۔ ہوا اس کی تاثیر کو متفرق کر دیتی ہے۔ مکان کے صحن میں بھی سماع کے لئے شامیانہ وغیرہ بند ھوادینا مناسب ہے۔ قوالوں کو بھی سماع کے وقت باطہارت اور بغیر کسی آلودگی کے ہونا چاہئے۔ سماع کی محفل میں نہ گھر سے کچھ کھا کر جانا چاہئے اور نہ کسی شخص کو ہمراہ لے جانا چاہئے۔

خدمت شیخ

مرید پہ سب سے پہلے دو فرض عائد ہوتے ہیں۔ اول پیر کی تلاش، دوئم اس کے حکم کی پیروی اگر مرید کی زبان سے ایک بار بھی یہ کلمہ نکل جائے کہ میں فلاں پیر کا مرید نہیں ہوں وہ اسی وقت ارادت سے خارج ہو جائے گا۔ مرید کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اس کے پیر اور اس سلسلہ کے تمام مشائخ مامون العاقبت ہیں اور پیر ایسے مقام تک پہنچتا ہے جہاں وہ مامون العاقبت ہو جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مریدوں کو شجرہ لکھوانے اور سند خلافت عطا کرنے سے کیا فائدہ تھا۔ مرید کو پیر کے سامنے فضول باتیں نہ کرنا چاہئے۔ عیب جوئی اور گلہ کا اظہار بھی پیر کے سامنے نہ کرنا چاہئے، خواہ اس پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کیا گیا ہو۔ خدمت شیخ میں حاضری کی توفیق چونکہ شیخ کی عنایت سے ہی ہوئی ہے اس لئے مرید کو ہر وقت اپنے پیر کی درازی عمر اور قرب خداوندی کی دعا کرنی چاہئے اور اگر پیر و مرشد وصال فرما چکے ہوں تو ایصال ثواب سے ان کی روح کو خوش کرنا چاہئے اور ہر وقت اپنے پیر و مرشد کا نام اپنی زبان پر رکھنا چاہئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا الشیخ فی قومہ کا نبی فی امتہ۔ اس لئے شیخ کا درجہ اپنے مریدوں میں ایسا ہی جیسا نبی کا اپنی امت میں۔ شیخ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرنا ہو تو نہایت ادب کے ساتھ پیش کرے۔ شیخ کے سامنے حاضر ہو کر از راہ تعظیم اپنا سر زمین پر اس طرح رکھنا کہ عمامہ کا پھونچ زمین پر ٹک جائے۔ واپسی میں شیخ کی طرف پشت نہ کرنی چاہئے جس طرح دل شیخ کی طرف متوجہ ہے چہرہ بھی متوجہ رہنا چاہئے۔ البتہ جو شخص ہر وقت شیخ کی خدمت میں حاضر باش ہو، اس کو دو تین قدم الٹا چل کر پشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ شیخ کے سامنے بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنا گھڑی گھڑی اٹھنا بیٹھنا بے ادبی ہے۔ جب شیخ اٹھیں مرید کو بھی اٹھ جانا چاہئے۔ شیخ کے سامنے بیٹھ کر اونگھنا نہایت برا ہے۔ اگر نیند کا غلبہ ہو تو علحدہ کسی گوشہ میں سو جائے۔ شیخ کے سامنے نہ

وظیفہ پڑھیں نہ تلاوت کریں اور نہ شیخ کو تنہا چھوڑ کر نفل پڑھنے کے لئے جانا چاہئے۔ شیخ کے سامنے پان بھی نہ کھانا چاہئے۔ اگر شیخ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہو تو نہایت تمیز اور ادب کے ساتھ امور بشری میں شیخ کو اپنے مثل تصور کرنا چاہئے۔ لیکن امور خداوندی میں شیخ کو مثل پیغمبر ماننا چاہئے۔ بزرگوں کو قول ہے کہ مقام ولایت میں گناہ مراجعت کی دلیل ہے اور مقام محبت میں نقص محبت کی اور مقام معرفت میں کمال معرفت کی دلیل ہے۔ شیخ عارف ہے اور عارف کا نفس بھی عارف ہوتا ہے۔ نفس جب عرفان کے میدان میں جولائی کرتا ہے اب وقت اس کی بندش مشکل ہو جاتی ہے۔ شیخ کی مجلس سے بغیر ضرورت کام کے باہر نہ جانا چاہئے۔ اور جب شیخ کی طرف دیکھیں تو اپنی نظر نیچی کرلے۔ پیر کی آنکھوں سے آنکھ نہ ملائے۔ شیخ کی مجلس کو مجلس حق تصور کرنا چاہئے۔ شیخ سے غافل رہنا بڑی محرومی ہے۔ شیخ حق کے راستے کی رہنمائی میں استاد اور ماہر ہوتا ہے۔ جس جگہ تم سو سال مجاہدہ سے نہیں پہنچ سکتے پیر تم کو ایک منٹ میں وہاں پہنچا سکتا ہے۔ وہ راستہ کی دوری ونزدیکی ونشیب وفراز سے خوب واقف ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ جو کچھ فرمائیں بلا تاخیر بجالانا چاہئے۔ اگر شیخ اپنے کسی خاص کام کا حکم دیں اس کو اپنے حق میں خاص رحمت تصور کرنا چاہئے۔ ایک لحظہ بھی شیخ کے تصور سے خالی نہ رہنا چاہئے۔ مرید کو ہر وقت پیر کو غیب کے مشاہدہ میں سمجھے اور اپنے اوپر پیر کی تجلی کا تصور کرتا رہے۔ اگر ایسا ہی کرتا رہا تو ایک وقت وہ ہوگا کہ پیر اس کی خدمت میں سامنے آجائیں گے اور پیر کے دل پر حق کی تجلی ہو رہی ہے اس کا عکس اس کے دل پر جلوہ گر ہوگا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا معاذ تم رات میں کیا کرتے ہو؟ یا رسول اللہ ﷺ رات کی ایک چوتھائی میں حضور پر درود پڑھتا ہوں اور باقی تمام شب خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا معاذ تم سے ہو سکے تو درود زیادہ پڑھا کرو۔ چندروز کے بعد پھر

حضور ﷺ نے فرمایا معاذ تم رات کو کیا کرتے ہو؟ عرض کیا، دو تہائی شب میں حضور پر درود پڑھتا ہوں، اور ایک تہائی شب میں عبادت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ٹھیک کرتے ہو ایسا ہی کیا کرو۔ میرے عزیز بتاؤ خدا کی عبادت بہتر یا درود شریف۔

حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو عبادت سے کیوں روکا اور درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ معاذ خود راستہ طے نہیں کر سکتے۔ اگر مجھ کو واسطہ بنائیں گے تو جلد سے جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے یہی معاملہ پیر و مرید کا قیاس کرنا چاہئے۔

فقط صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری غفرلہ

مکان شمبھو پٹی، پوسٹ بواریا

ضلع ویشالی، بہار، الھند

سوانح حضرت نظام الدین اولیاء
مطلب دوازدہم

سلطان المشائخ کے سماع سننے اور اس کے بعض فوائد اور آداب کے بیان میں

پختہ اعتقاد اور یقین رکھنے والے طالبین پر واضح ہو کہ سلطان المشائخ کے شوقِ سماع اور اس کے آداب کی تفصیل اتنی (محدود) نہیں ہے کہ اس مختصر اور مجمل رسالے میں بیان کر دی جائے لیکن موضوع کی ضرورت کا اندازہ کرتے ہوئے، مختلف تصانیف سے جن کے نام کی نشاندہی کر دی گئی ہے، بعض اہم واقعات مختصر طور پر بیان کیے جاتے ہیں تاکہ طالبین کو ان کا نفع حاصل ہو۔

سیر الاولیا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امیر خسروؒ نے سلطان المشائخ کی خانقاہ میں مجلسِ سماع منعقد کرائی۔ جملہ مرید اور درویش حاضر تھے۔ اس وقت سلطان المشائخ کی طبیعت ناساز تھی اس لیے چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ حسن بہیدی قوال نے دل کشا لحن اور جاں فزا آواز میں یہ شعر گایا:

سعدی تو کیستی کہ در آئی دریں کمند
چنداں فتادہ اند کہ ما صیدِ لاغریم

(ترجمہ) اے سعدی تو کون ہے جو (عشق کی) کمند میں خود کو پھنسا رہا ہے (اس کمند میں تو پہلے ہی) اس قدر زیادہ (اہلِ عشق) گرفتار ہیں جن کے سامنے ہم ایک ناتواں شکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس شعر نے سلطان المشائخ پر بے حد اثر کیا اور آپ پر ذوق و شوق کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ خواجہ اقبال اس حال میں آپ کی چارپائی کے سرہانے کھڑے ہوتے تھے اور باریک کپڑے کے دستارچوں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھاڑ کر سلطان المشائخ کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور آپ ان سے آنسو پونچھ کر حسن بہیدی کی طرف پھینک دیتے۔ شیخ سعدی کہتے ہیں [۱۱۲]

نادوان چشم رنجوران عشق
گر فرو ریزند بجیحوں آید بجوے[1]

(ترجمہ) مردعان عشق کی آنکھ کا پرنالہ اگر بہنے دیں تو خون کا دریا بہہ جائے۔

اگرچہ سماع کی مجلس ختم ہو چکی تھی لیکن سلطان المشائخ کے مصفا سینے میں ابھی تک عشق کی آگ مثل تنور بھڑک رہی تھی۔ امیر خسرو کے فرزند میر حاجی نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو ایک غزل پڑھنی شروع کی۔ سلطان المشائخ پر ذوق کی وہی کیفیت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اسی حال میں آپ نے چند دستار چے امیر حاجی کو عطا فرمائے۔ ہر دستارچہ آپ کے آنسوؤں سے تر تھا۔ حسن بھیدی قوال نے محسوس کیا کہ اس وقت حضرت شیخ ذوق سماع کی حالت میں ہیں تو اس نے اسی شعر کی تکرار شروع کر دی۔ سلطان المشائخ کو شعر کی تکرار سے نیا ذوق حاصل ہوا، آپ کی آنکھوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور دل سے آہیں نکلنے لگیں۔ الغرض تمام دن اسی کیفیت میں گزرا۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیر الاولیا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ نے اپنی دستار مبارک قوال کو عطا فرمائی۔ جب مجلس ختم ہوئی تو قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کی کہ حضرت کی دستار مبارک بے حد عظمت و کرامت کی حامل ہے اسے قوال کو عنایت نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بات سن کر سلطان المشائخ پر گریہ طاری ہو گیا، فرمایا قاضی صاحب میں تو چاہتا تھا کہ اپنی جان قوال پر نثار کر دوں جب ہاتھ سر پر لے گیا تو دستار ہاتھوں میں آ گئی، مجبوراً اس سہل چیز پر اکتفا کر کے شرمندہ ہوں۔

جوامع الکلم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک کنوئیں کے پاس سے گزرے۔ ایک شخص کنوئیں سے پانی کھینچ رہا تھا۔ اس کے مویشی ادھر ادھر ہونے لگے تو اس نے آواز لگائی

باہڑے بھویا باہڑے

یعنی واپس آجاؤ واپس آجاؤ۔ اُس شخص کی (مترنم) صدا نے سلطان المشائخ کو اپنی گرفت میں لے لیا اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا خواجہ اقبال اور خواجہ مبشر خادم کہ لحن داؤدی [۱۲۳] رکھتے تھے تمام راستے اس جملے کو خانقاہ شریف، پہنچنے تک گاتے رہے، اس ہندی بول کے سبب سلطان المشائخ پر تمام دن ذوق و شوق کا غلبہ رہا اور آہ و گریہ سے ایک پل آرام نہ ملا۔

جوامع الکلم سے منقول ہے کہ سلطان المشائخ نے مرض الموت کی حالت میں شغ

شہاب الدین امام کو، جو آپ کے خلیفۂ خاص تھے، وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے پر تین دن سماع کیا جائے چوتھے دن (میری میت) قبر میں رکھی جاوے چنانچہ شیخ شہاب الدین امام سلطان المشائخ کی وصیت کی تعمیل میں قوالوں کو لے کر آئے تاکہ سماع شروع کیا جائے لیکن شیخ رکن الدین ابوالفتح جو سلطان المشائخ کے ہم راز تھے وہاں موجود تھے۔ انھوں نے سماع کے لیے منع کر دیا، اس باعث (وصیت کی) تعمیل نہ ہوسکی۔

سنابل[۲] (کے مصنف) بیان کرتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کے جنازے کو اٹھا کر قبرستان کے احاطے کی طرف روانہ ہوئے تو قوال جمع ہو گئے اور انھوں نے سعدیؒ کی یہ غزل شروع کر دی

سرو سیمینا! بہ صحرا می روی
نیک بدعہدی کہ بے ما می روی

کس بدیں شوخی و رعنائی نہ رفت
خود چنینی یا بہ عمدا می روی

(ترجمہ) (۱) اے سیمیں سرو تو صحرا کی طرف جا رہا ہے، تو بھی کیا خوب بدعہد ہے کہ ہم کو ساتھ لیے بغیر جاتا ہے۔
(۲) اس شوخی اور رعنائی کے ساتھ کوئی (محبوب) نہیں جاتا، یا تو ہی ایسا (صاحبِ ناز و ادا) ہے یا قصداً (اس طرح) جا رہا ہے۔
جب (قوال) اس شعر پر پہنچے

اے تماشاگاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشا می روی

(ترجمہ) (۳) (اے محبوب) تیرا چہرہ تو خود عالم کی تماشاگاہ ہے (حیرت ہے کہ) تو کہاں تماشا دیکھنے کے لیے جا رہا ہے۔

تو سلطان المشائخ پر شوقِ سماع نے غلبہ کیا اور آپ نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکالا۔ چاہتے تھے کہ حرکت میں آئیں، کہ شیخ رکن الدین نے قوالوں کو گانے سے منع کر دیا اور سلطان المشائخ کا ہاتھ جو بلند ہو گیا تھا اسے نیچے کر دیا[۳] اس غزل کے باقی اشعار یہ ہیں۔

گہ نوازی بندہ را یا می کشی
گہ نشینی یک نفس یا می روی

ما بہ دشنام از تو راضی بودہ ایم
وز دعائے ما بہ سودا می روی [۱۲۴]

ملکِ شیرازت مسخر شد بہ حسن
شہر بگرفتی بہ صحرا می روی

دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

(ترجمہ) (۴) اب تو (اس) غلام کو نوازتا ہے یا مار دیتا ہے (یہ تیری مرضی ہے) چاہے تو کچھ دیر اسے اپنی ہم نشینی سے مشرف کرے یا ٹھکرا کر چلا جائے۔

(۵) ہم دشنام دینے کے باوجود تجھ سے خوش ہیں (کہ) تو ہماری دعا کے ساتھ سودا کرنے جا رہا ہے۔

(۶) تیرے حسن سے (تمام) ملک شیراز مسخر ہو گیا۔ شہر تسخیر کرنے کے بعد اب تو صحرا (فتح کرنے) جا رہا ہے۔

(۷) (اے محبوب) سعدی کی آنکھیں اور دل تیرے ہمراہ ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا تو تنہا ہی (سفر کو) جا رہا ہے۔

خیر المجالس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ فریدالدین گنج شکر اپنے حجرے میں مشغول بہ حق تھے۔ ان پر ایک خاص حالت طاری ہوئی۔ سر برہنہ کر کے رقص کرنے لگے۔ چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور بلند آواز سے یہ اشعار پڑھنے لگے۔

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم

مقصودِ من؛ خستہ زکونین توئی

ہم بہرِ تو میرم از برائے تو زیم

(ترجمہ) میں چاہتا ہوں کہ ساری زندگی تیری دوستی میں گزار دوں۔
پھر مٹی ہو کر تیرے پیروں میں پڑا رہوں۔ (اے محبوب) دونوں
جہان میں میرا مقصود تیری ہی ذات ہے۔ میں تیرے لیے ہی مروں
اور تیرے لیے ہی جیوں۔

ہر مرتبہ یہ اشعار پڑھ کر سجدے میں گر جاتے۔ سلطان المشائخ نے جب شیخ کی یہ کیفیت دیکھی تو حیرت میں آگئے اور بے اختیار حجرے میں داخل ہو کر اپنا سر شیخ کے قدموں میں رکھ دیا۔ چونکہ وقت اچھا تھا شیخ نے فرمایا، نظام کیا چاہتے ہو آپ نے جو پایا مل گیا لیکن بعد میں ساری زندگی پشیمانی کا اظہار فرماتے رہے کہ میں نے اس وقت سماع کی حالت میں موت کیوں طلب نہ کی۔

جوامع الکلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ پر سماع کا شوق غالب ہوا۔ اسی حالتِ ذوق میں فرمایا، ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی کہ قیامت کے دن بہشت کے باغوں سے ایسی خوشبو پھیلے گی کہ جو اسے سونگھے گا اس پر زندگی آسان ہو جائے گی۔ اسی دوران شدت شوق میں فرمایا، خرقۂ فقر کی قسم وہ خوشبو اس مجلس میں پھیلی ہوئی ہے اس وقت یہ شعر اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

بادے کہ سحرگہ ز سرِ کوئے تو آید

جانہاش فدا باد کزو بوئے تو آید

(ترجمہ) صبح کے وقت جو ہوا تیرے کوچے سے آتی ہے (عاشقوں کی)
جانیں اس پر نثار ہوں اس سے تیرے وجود کی خوشبو آتی ہے۔

[وقت چونکہ ذوق و شوق کا وقت تھا، آپ نے دونوں ہاتھ بلند کر دیے [۱۲۵] اور چاروں طرف پھرنا شروع کر دیا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپ نے اشارے سے دوات و قلم طلب کی۔ خواجہ اقبال خادم جو آپ کے احوال شریفہ سے واقف تھے دوات، قلم اور کاغذ لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو پیش کیے۔ اس حالت شوق میں آپ نے کاغذ پر کچھ تحریر فرمایا اور خواجہ اقبال کے سپرد کر دیا۔ مریدوں نے دیکھنا چاہا۔ خواجہ اقبال نے عقل مندی سے کام لیا

اور کاغذ کو منہ میں رکھ کر نگل گئے۔ ایک مرتبہ ایک عزیز نے سلطان المشائخ سے معلوم کرنا چاہا کہ آپ نے کاغذ پر کیا تحریر فرمایا تھا، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا

نامہ نوشتن چہ سود چوں نہ رود سوئے دوست

(ترجمہ) خط لکھنے کا کیا فائدہ جب دوست تک نہ پہنچ سکے۔]

سیر الاولیا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ خانقاہ کی دہلیز میں تشریف فرما تھے۔ صامت قوال حاضرِ خدمت ہوا، اس نے (اشعار) گانے شروع کیے۔ اس وقت مریدوں میں سے کوئی شخص موجود نہ تھا کہ رقص میں آئے۔ خود سلطان المشائخ رقص میں پہل نہیں کرتے تھے، البتہ پیروی کرتے تھے اس دوران میں کوئی شخص باہر سے آیا۔ اس نے پہلے قدم بوسی کی پھر رقص کرنا شروع کر دیا۔ سلطان المشائخ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس کا ساتھ دیا۔ جب سماع ختم ہوا تو وہ نو وارد باہر چلا گیا اور نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ شخص مردانِ غیب میں سے تھا، جسے باری تعالیٰ نے میری موافقت کے لیے متعین کیا تھا۔ سبحان اللہ! اگر باری تعالیٰ کا کوئی محب یا عاشق جو اس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو، چاہے کہ اس کی یاد میں ہاتھ پاؤں مارے اور راحت حاصل کرے تو حق تعالیٰ مردانِ غیب میں سے کسی کو اس کی موافقت کرنے کے لیے مقرر کر دیتا ہے تاکہ عاشق کا دل خوش ہو جائے۔

سیر الاولیا سے منقول ہے، سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ کافور نام کا ایک خواجہ سرا تھا۔ وہ اس زمانے میں، جب مجھ پر انتہائی تنگی کے دن گزر رہے تھے، ایک جمعہ کو میرے پاس آیا اور دو تنکے مجھے ہدیہ کیے میں نے قبول کر لیے۔ اس نے بتایا کہ مجھے بادشاہ نے حکم دیا ہے [۱۳۶] کہ سلطان غیاث الدین بلبن کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے میں ہر جمعہ کو درویشوں کو کچھ تقسیم کیا کروں۔ اگر حکم فرمائیں تو میں دو تنکے ہر جمعہ کو آپ کی خدمت میں پہنچا دیا کروں۔ میں نے منظور کر لیا۔ ایک روز مجلسِ سماع منعقد تھی۔ قوالوں نے ایک شعر ایسی صورت میں گایا، جس کا مجھ پر بے حد اثر ہوا، اور میں رقص میں آ گیا۔ جوں ہی میں نے ہاتھ بلند کیے، اُن دو تنکوں کے خیال نے میرے دل کو اپنی طرف کھینچا۔ ساری بے اختیاری جاتی رہی اور میں اپنے آپ میں آ گیا۔ میں نے توبہ کی کہ اب کے بعد کسی قسم کا معین نذرانہ قبول نہیں کروں گا۔ اس کے بعد میں سماع میں مشغول ہو گیا اور مجھے پورا ذوق و شوق حاصل ہوا۔ شعر

رقص وقتے ز تو خوش است اے جاں

کاسعیں از دو عالمے افشاں[۴]

(ترجمہ) اے پیارے رقص کرنا اسی وقت اچھا ہے جب تو دونوں

جہانوں سے کامل طور پر بے نیاز ہو جائے۔

سیرالاولیا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابوبکر طوسی کی خانقاہ میں، جن کا مزار اندپت کے جوار میں ہے، دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ بہت سے بزرگ اس مجلس میں موجود تھے۔ ہر چند سماع میں جی لگایا لیکن وجد و شوق کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ سلطان المشائخ نے سماع بند کرادیا اور بزرگان سلف کے احوال بیان فرمانے لگے۔ اس دوران مجلس میں کسی قدر ذوق و شوق پیدا ہوا۔ اس وقت شیخ علی زنبیلی، شیخ نظام الدین پانی پتی سے جو ظاہری حسن و جمال کے ساتھ بے مثل آواز کے مالک بھی تھے، طالب ہوئے اور کہا کہ ہم آپ سے کچھ سننا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر قوالوں کی جگہ بیٹھ گئے۔ چاہتے تھے کہ گانا شروع کریں لیکن چونکہ تنہا تھے، سلطان المشائخ نے خواجہ محمد بن شیخ فرید الدین گنج شکر[۵] کو جو آپ کے خاص مرید تھے حکم دیا کہ تم ان کا ساتھ دو۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر شیخ نظام الدین پانی پتی کے برابر آکر بیٹھ گئے۔ دونوں بزرگوں نے ایک غزل گانا شروع کی جب اس شعر پر پہنچے، شعر [۱۲۷]

ہر بے خردی کہ بینی امشب

از من، ہمہ در گزار تا روز

(ترجمہ) آج کی شب میری تمام بے عقلی کی باتوں کو جو تیری نظر

میں آئیں صبح تک نظرانداز کر دے۔

سلطان المشائخ پر اس شعر کا بے حد اثر ہوا، اور تمام مجلس میں ذوق و شوق کے آثار اس حد تک ظاہر ہوئے کہ ہر شخص کو انبساط و سرور حاصل ہوا۔

اہل دل حضرات پر واضح ہو چونکہ سلطان المشائخ کو سماع کا بے حد شوق تھا، اس لیے آپ کے تمام اصحاب، مریدین اور طالبین جن میں بعض شیخ فریدالدین گنج شکر کے پوتے اور نواسے جو آپ کے ارادت مند تھے اور جنھوں نے آپ کی تربیت میں پرورش پائی تھی انھوں نے آپ کی خوش دلی کی خاطر علم موسیقی کو اس کمال کے ساتھ حاصل کیا تھا کہ

پرندوں کو پرواز کرے، اور چرندوں کو چلنے پھرنے سے معذور کر دیتے تھے۔ دو سو خوش آواز اور بے مثال قوال آپ کی سرکار کے ملازم اور وظیفہ خوار تھے[6] جیسا کہ آئندہ صفحات میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

سیر الاولیا میں، منقول ہے کہ جب سلطان المشائخ سماع سننا چاہتے تو سب سے پہلے امیر خسرو آکر سامنے بیٹھتے۔ اس کے بعد امیر حسن اور خواجہ مبشر دائیں اور بائیں آکر بیٹھ جاتے۔ یہ تینوں عزیز گانے کے فن میں بے مثال اور بے نظیر تھے نیز خوش آوازی میں لحن داؤدی کی ہمسری کرتے تھے چنانچہ امیر خسرو کوئی غزل پڑھنی شروع کر دیتے۔ جس شعر میں سلطان المشائخ دہراتے تو یہ تینوں عزیز اس وقت اپنی قوت، اور حوصلے کے مطابق اس شعر کو زیور نقش سے آراستہ کرتے اور دل کش آہنگ میں گاتے۔ اس کے بعد میاں صامت، حسن بہ یدی، خواجہ موسیٰ جو شیخ فرید الدین گنج شکر کے نواسے تھے شریک ہو جاتے۔[7]

تذکرۃ الاتقیا اور چشتیہ بہشتیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ سلطان المشائخ کو "پردہ پوربی" بے حد پسند تھا۔ [۱۲۸] جب آپ سے پسندیدگی کا سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ میں نے روز میثاق "الستُ بربکم"[8] اسی "پردہ پوربی" میں سنا تھا، ابھی تک وہ زمزمہ میرے دل اور کانوں میں محفوظ ہے۔ اکثر فرماتے تھے کہ میں بوڑھا ہو گیا لیکن پوربی (راگ) بوڑھا نہیں ہوا۔

تذکرۃ الاتقیا سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ فرید الدین گنج شکر نے اپنے سر مبارک سے صافہ اُتار کے بُنا اور اپنے ہاتھ سے سلطان المشائخ کے سر مبارک پر باندھا۔ چونکہ وہ عمامہ سات پیچ کا تھا اس لیے اسے باندھتے وقت شیخ فرید الدین گنج شکر نے فرمایا، اے نظام! آج سے میں نے سات ولایتوں کا انتظام تمہاری ان سات پیچوں کی دستار کے ساتھ باندھ دیا ہے، اور اُن (ملکوں) کا بندوبست اس دستار پر منحصر کر دیا ہے۔ (چنانچہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ سماع میں تھے کہ دستار کا ایک پیچ کھل گیا۔ آپ فوراً اپنے آپ میں آ گئے اور اس پیچ کو مضبوطی سے باندھ لیا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو ایک عزیز نے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، مدتوں سے باری تعالیٰ نے سات ولایتوں کا انتظام میری دستار کے سات پیچوں سے متعلق کیا ہوا ہے، چنانچہ میں اس خیال سے ڈرتا رہتا ہوں کہ خدا نہ کرے کبھی کوئی پیچ کھل جائے اور کوئی ملک درہم برہم ہو جائے۔[9]

بحر المعانی سے منقول ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کو سلطان المشائخ سے سماع کے باعث دشمنی پیدا ہو گئی۔ اس نے چاہا کہ کسی بہانے سے آپ کے خادموں کو تکلیف پہنچائے۔ ایک سیاح شخص نے اس واقعے کو شہر ملتان میں شیخ بہاء الدین زکریا کے پوتے شیخ رکن الدین ابوالفتح کی خدمت میں بیان کیا چونکہ ان کو سلطان المشائخ سے بے حد انس واخلاص تھا اس لیے برداشت نہ کر سکے اور دہلی روانہ ہو گئے تاکہ سلطان المشائخ کو اس کام سے باز رکھیں جو آپ کی ذات کے لیے آزار کا سبب بن سکتا تھا۔ جب شیخ سفر کی منزلیں طے کر کے [۱۲۹] شہر دہلی پہنچے تو اسی وقت سلطان المشائخ کی ملاقات کے فیض سے مشرف ہوئے اور تمام حالات معلوم کیے۔ اس اثنا میں حاضت قوال آ گیا اور کوئی غزل گانی شروع کی۔ سلطان المشائخ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ سماع کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھے لیکن شیخ رکن الدین نے آپ کی آستین پکڑ کر بٹھا دیا۔ آپ دوسری بار اُٹھے تو آپ کا دامن پکڑ کر بٹھادیا۔ پھر تیسری بار اُٹھے تو رقص فرمانے لگے۔ (اس وقت) شیخ رکن الدین نے نماز شروع کر دی اور نوافل ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جب یہ صورت حال ختم ہوئی تو خواجہ محمد (امام) نے شیخ رکن الدین سے دریافت کیا کہ آستین اور دامن پکڑنے نیز نماز ادا کرنے میں کیا راز تھا؟ انھوں نے فرمایا کہ برادرم مولانا نظام الدین جب پہلی بار وجد میں اُٹھے تو اُن کا قدم ساتویں آسمان پر تھا، میں نے ان کی آستین پکڑ کر بٹھادیا۔ دوسری بار اُٹھے تو ان کا قدم عرش کی چھت پر تھا، میرا ہاتھ ان کی آستین تک نہ پہنچ سکا تو دامن پکڑ کر انھیں بٹھادیا۔ تیسری بار اٹھے تو نظر ہی نہیں آئے کہ کہاں پہنچے۔ مجبوراً میں عالم ناسوت میں نماز میں مشغول ہو گیا۔[10]

چشتیہ بہشتیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ کی خانقاہ میں خیمے نصب کر کے مجلس سماع منعقد کی گئی۔ شیخ ضیاء الدین سنامی جو دہلی کے محتسب تھے اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ آ پہنچے اور بطور احتساب خیموں کی طنابیں کاٹنی شروع کر دیں لیکن ان پر (تلواروں کا) کچھ اثر نہ ہوا۔ مولانا ضیاء الدین سنامی بہت متعجب ہوئے اور سلطان المشائخ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ مجھے کرامات دکھا رہے ہیں۔ سلطان المشائخ ان سے خوش دلی اور خُلق سے پیش آئے اور تواضع اختیار کی۔ جب مولانا ضیاء الدین اپنے گھر واپس آئے، ان کے دونوں بیٹے جو بے ادب تھے مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئے اور اسی بیماری میں فوت ہوئے۔

अम्बवा फूटे, टेसू फूले
कोयल बोले डार-डार

भारत की आत्मा में बसी सर्वधर्म समभाव की परम्परा को और मजबूत बनाने में सूफी-संतों का बहुत बड़ा योगदान रहा है। कई सूफी दरगाहों पर मुस्लिमों के साथ-साथ हिन्दुओं के कई त्योहार आज भी पूरे हर्षोल्लास के साथ मनाए जाते हैं। बसंतोत्सव भी ऐसा ही एक त्योहार है। इसकी शुरूआत महान सुफी, संगीतज्ञ व कवि अमीर खुसरो ने की थी। सूफियों के वसंतोत्सव पर प्रदीप शर्मा 'खुसरो' का दिलचस्प आलेख।

दिल्ली की दरगाह हजरत निजामुद्दीन औलिया में 21 जनवरी 2018 को बसंत पंचमी मनाई जा रही है। चिश्तिया सूफ सिलसिले में निजामुद्दीन औलिया का मुरीद होने के कारण खुसरो विशेषकर हिन्दुओं के रीति-रिवाजों और त्योहारों से बेहद प्रभावित रहे। खुसरो ने हिन्दुओं के बसंत पंचमी त्योहार को सूफियों में मनाने का रिवाज शुरू किया।

हुआ यह था कि ह.निजामुद्दीन औलिया की बहन के बेटे यानी उनके भांजे ख्वाजा सैयद तकीउद्दीन नूह का भरी जवानें में दिल की बीमारी से अकसमात निधन हो गया था। अपने सगे भांजे के मुरीद तकीउद्दीन नूह को निजामुद्दीन औलिया गद्दीनशीन करना चाहते थे, जो ख्वाजा रसीउद्दीन हसन के छोटे भाई थे। इस गम में औलिया साहब बेहद उदास रहने लगे। तकरीबन दो माह तक औलिया ने संगीत की महफिल में कोई शिरकत नहीं की। उन्होंने लोगों से बात तक करना छोड़ दिया और धीरे-धीरे वह बिमार रहने लगे। उनके चेहरे पर मुस्कराहट तक नहीं आती थी। वह हर रोज अपने भांजे की मजार पर गुमसुम से बैठे रहते थे। उनके सबसे प्रिय मुरीद ह.अमीर खुसरो को जब यह पता लगा तो उन्होंने अपने गुरू को मनाने और हंसाने का बेहद प्रयत्न किया, मगर कुछ लाभ नह हुआ खुसरो हर क्षण इसी कोशिश में रहते थे कि कैसे अपने गुरु का गम दूर करें, ताकि उनके चेहरे पर मुस्कान आ जाए, मगर उन्हें कुछ सूक्ष नहीं रहा थे। वह खुद उदास और चिंतित रहने लगे।

एक दिन अमीर खुसरो अपने कुछ दोस्तों और सूफियों के साथ जंगल की सैर करने ओखला शहर की तरफ लौट रहे थे। हरे-भरे खेतों में सरसों के पीले फूल लहलहा रहे थे। सामने पहाड़ कालका जी का प्रचानी मन्दिर था। बसंत पंचमी का मेला लगा हुआ था। मन्दिर में मुर्तियों पर फूल चढ़ाए जा रहे थे। थोड़ी देर में ही खुसरो दिल्ली के इस कालकाजी मन्दिर के पास जा पहुंचे। अचानक ही उन्हें सामने बहुत भीड़ भाड़ दिखी और शोरगुल सुनाई दिया उन्होंने देखा कि बहुत से सजे संवरे

स्त्री-पुरुष हाथों में सरसों के फूलों का गढ़वा लिए नाचते-गाते हुए मन्दिर की तरफ जा रहे हैं उनके पास आने पर अमीर खुसरो ने उत्सुकता से पूछा आप लोग यह क्या कर हैं ? उन्होंने जबाब दिया आज बसंत पंचमी है और हम देवी के चरणों में उन्हें खुश करने के लिए सरसों के फूल चढ़ाने मन्दिर जा रहे है।

अमीर खुसरो को यह बात बड़ी दिलचस्प लगी। उन्होंने तुरन्त कहा मेरे देवता, मेरे गुरु भी उदास और दुखी हैं चलो मैं भी उन्हें खुश करने के लिए उनके चरणों में बसंत पंचमी की भेंट, यह सरसों के फूल चढ़ाता हूं। खुसरो ने फौरन एक सरसों की टहने खेत से तोड़ी और अपने पगड़ी में लगाई। उन्होंने तुरंत सरसों और टेसू के फूलों से एक गुलदस्ता बनाया, जिससे गढ़बा कहते हैं। वह ये फूलों का गढ़बा लेकर नाचते गाते हुए अपने पीर निजामुद्दीन की खानकाह पहुचे। परन्तु उनके पीर चबूतरा चार यारानी पर गए हुए थे, जहां तकीउद्दीन नूह की मजार थी। खुसरो भी ख्वाजा मेहम्मद, ख्वाजा सैयद मूसा और राजकुमार हरदेव के साथ उस मजार पर निजामुद्दीन औलिया की सेवा में पहुंचे। औलिया साहब उस समय एक पत्थर के चबूतरे पर बनी एक बुर्जी; छोटे गुंबद पर बैठे हुए थे। उनके सिर झुका हुआ था और वे गमगीन अवस्था में जमीन की ओर देख रहे थे। खुसरो ने अपनी पगड़ी, टोपी टेढ़ी की और नृत्य मुद्रा में झुमने लगे। ह. आलिया ने जब अचानक गाना बजाना सुना तो वे चौक उठे। उन्होंने मुंह उठा कर देखा की खुसरो एक अजीब से लिबास में खुशी से झुमते हुए नाच रहे हैं और बसंत के गीत गा रहे हैं। यह देख कर निजामुद्दीन औलिया की हंसी छुट गई और वे मुस्कुराते हुए खुसरो के तरफ देखने लगे। खुसरो ने सरसो के फुल उनके चरनों में रख दिए और हिन्वी का यह फुलकल छंद गाने लगे-

'हजरत ख्वाजा के संग खेलिए धमाल, बाईस ख्वाजा मिल बन बन आयो।
तामे हजरत रसुल जमाल हजरत ख्वाजा संग..।
अरब यार तेरी (तोरी) बसंत मनायो, सदा रखिए लाल गुलाल।
हजरत ख्वाजा संग खेलिए धमाल।'

ख्वाजा सैयद मो. और सैयद मुसा भी उनके साथ गाने लगे, निजामुद्दीन औलिया की आखों में प्रेम के आंसु छलक आए और वे भी खड़े होकर नाचने लगे। थोड़ी देर बाद शान्ति होने पर ह. निजामुद्दीन औलिया ने खुसरो के लाए हुए फुल जमीन से उठा लिए और सबका साथ लेकर नुह की मजार पर गए, और उन्होंने वे फुल उनकी मजार पर चढ़ा दिए। इस वाक्य का असर यह हुआ की आगे हर साल महबुबे इलाही की खानकाह में और चिस्ती सुफियों द्वारा बसंत पंचमी मनायी जाने लगी। इसके बाद हिन्दुस्तान की दुसरी चिस्ती खानकाहों में भी बसंत आम हो गई।

जाहिर इन खानकाहों या दरगाहों से मुनसलिक जो कोई इलाकाई मुस्लिम आवाम थी वह भी अपने-अपने हिन्दु परोसियों के साथ बसंत मनाने लगे। तभी से दिल्ली में हिन्दुओं के अलावा सुफियों में भी बसंत पंचमी का त्योहार बड़े हर्षोउल्लास के साथ आज तक मनाया जाता है।

सौजन्य : हिन्दुस्तान, फुरसत, रविवार, 21 जनवरी 2018


Maslak-E-Sufiya
बारगाहे इश्क में जिसने जगह अपना लिया
देखते ही देखते अपना पता वो पा लिया

